﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد22 جمعۃ المبارک 24 اپریل 2015ء 05 رجب 1436 ہجری قمری 24 شہادت 1394 ہجری شمسی شمارہ17

نور کا چھینٹا

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق اندھیروں میں پیدا کی پھر اس پر اپنے نور کا چھینٹا ڈالا۔ جس نے یہ نور حاصل کیا ہدایت پائی اور جس نے اسے چھوڑ دیا گمراہ ہو گیا۔

(جامع ترمذی کتاب الایمان باب فی افتراق ھذہ الامۃ حدیث نمبر 2566)

گرہن ایک مومن کے لئے دعا و استغفار کی طرف توجہ کرنے کا ذریعہ بنتا ہے

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے سورج گرہن کے موقع پر سنّت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ اور احباب کو صدقہ و خیرات، اور دعاؤں اور استغفار کی طرف توجہ دینے کی اہم نصائح

یو کے اور یورپ کے بعض ممالک میں سورج گرہن کے موقع پر 20 مارچ 2015ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مسجد فضل لندن میں نماز کسوف کے بعد خطبہ کسوف شمس

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

نماز کسوف میں دو رکعت پڑھنے کے بعد سنت کے مطابق ایک خطبہ بھی دیا جاتا ہے۔ سو اس کے مطابق گرہن کے حوالے سے بعض احادیث پیش کرتا ہوں جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق اور اس کی اہمیت اور آپ نے جو نصائح فرمائیں وہ ہمارے سامنے آتی ہیں۔ اس زمانے میں کسوف و خسوف کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی تعلق ہے اس لئے آپ کے بھی اقتباس پیش کروں گا۔

ایک حدیث میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ سورج کو گرہن لگ گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے وہاں سے اٹھے اور مسجد میں داخل ہو گئے۔ ہم بھی مسجد میں داخل ہو گئے۔ آپ نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی یہاں تک کہ سورج صاف اور روشن ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورج اور چاند کسی کی موت یا زندگی کی وجہ سے نہیں گہناتے لیکن یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے نشانوں میں سے نشانات ہیں۔ وہ اپنے بندوں کو دکھاتا ہے۔ پس جب تم یہ دیکھو تو خوفزدہ ہو کر نماز کی طرف توجہ کرو۔

(صحیح البخاری کتاب الکسوف باب الصلوٰۃ فی کسوف الشمس حدیث 1040 دار الکتاب العربی بیروت 2004ء)

(صحیح مسلم کتاب صلاۃ الکسوف باب ذکر النداء بصلوٰۃ الکسوف الصلوٰۃ جامعۃ حدیث 2001 دار الفکر بیروت 2004ء)

پھر ایک روایت میں ہے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سورج کو گرہن ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مضطرب ہو کر اٹھے۔ (بڑے بے چین ہو کر اٹھے۔) آپ ڈرے کہ کہیں یہ وہ گھڑی نہ ہو۔ (یعنی آخری گھڑی نہ ہو۔) آپ مسجد میں آئے اور اتنے لمبے قیام اور رکوع اور سجدے کے ساتھ نماز پڑھی کہ میں نے کبھی آپ کو نماز میں ایسا کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ وہ نشان ہیں جن کو اللہ تعالیٰ بھیجتا ہے جو کسی کی موت یا زندگی کی وجہ سے نہیں ظاہر ہوتے لیکن وہ ان کے ساتھ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔ پس جب تم کوئی ایسی چیز دیکھو تو اللہ کے ذکر اور دعا اور اس سے بخشش طلب کرنے کے لئے لپکو۔

(صحیح مسلم کتاب صلاۃ الکسوف باب ذکر النداء بصلوٰۃ الکسوف الصلوٰۃ جامعۃ حدیث 2001 دار الفکر بیروت 2004ء)

پھر ایک نسبتاً لمبی روایت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سورج گرہن ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ آپ نماز میں قیام کے لئے کھڑے ہوئے تو بہت لمبا قیام فرمایا۔ پھر رکوع کیا تو بہت دیر تک رکوع میں رہے۔ پھر آپ کھڑے ہوئے اور دوبارہ لمبا قیام فرمایا۔ آپ کا یہ قیام پہلی دفعہ کے قیام سے کچھ کم تھا۔ پھر آپ نے رکوع کیا اور دیر تک رکوع کرتے رہے لیکن یہ رکوع پہلے رکوع سے کچھ کم تھا۔ پھر آپ نے سجدہ کیا اور دیر تک سجدے میں رہے۔ پھر دوسری رکعت میں بھی آپ نے ایسا ہی کیا جیسا پہلی میں کیا تھا۔ پھر جب آپ فارغ ہوئے تو سورج صاف ہو چکا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے مخاطب ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی۔ پھر فرمایا: سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کے نشانوں میں سے دو نشان ہیں۔ یہ کسی کی موت یا زندگی کی وجہ سے نہیں گہنائے جاتے۔ پس جب تم گرہن دیکھو تو اللہ سے دعا کرو اور اس کی عظمت بیان کرو اور نماز پڑھو اور صدقہ دو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے امت محمد! خدا کی قسم!! کسی بھی شخص کو اپنے غلام یا لونڈی کی بدکاری سے جتنی غیرت آتی ہے اللہ تم میں سے ایسے شخص کی نسبت کہیں بڑھ کر اس بات کی غیرت رکھتا ہے۔ (یعنی اللہ تعالیٰ کو اس بات کی بڑی غیرت ہے کہ مومن کسی بھی طرح غلط کاموں میں ملوث ہوں۔) اے امت محمد! خدا کی قسم!! جو میں جانتا ہوں اگر تم بھی وہ جان لو تو تم ہنسو کم اور روؤ زیادہ۔ (صحیح البخاری کتاب الکسوف باب الصدقۃ فی الکسوف حدیث 1044 دار الکتاب العربی بیروت 2004ء)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

”خدا تعالیٰ نے میرے دل میں پھونکا کہ یہ کسوف اور خسوف جو رمضان میں ہوا“۔ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کی ایک نشانی چاند اور سورج گرہن بھی تھا جس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک لمبی حدیث ہے اور یہ ایک ایسا نشان تھا جو پہلے کسی دعویٰ کرنے والے کے دعوے کی تائید میں ظاہر نہیں ہوا۔ تو آپ فرماتے ہیں ”یہ خسوف اور کسوف جو رمضان میں ہوا ہے یہ دو خوفناک نشان ہیں جو ان کے ڈرانے کے لئے ظاہر ہوئے ہیں جو شیطان کی پیروی کرتے ہیں، جنہوں نے ظلم اور بے اعتدالی کو اختیار کر لیا۔ سو خدا تعالیٰ ان دونوں نشانوں کے ساتھ ان کو ڈراتا ہے اور ہر یک ایسے شخص کو ڈراتا ہے جو حرص و ہوا کا پَیرو ہوا اور سچ کو چھوڑا اور جھوٹ بولا اور خدا تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ پس خدا تعالیٰ پکارتا ہے کہ اگر وہ گناہ کی معافی چاہیں تو ان کے گناہ بخشے جائیں گے اور فضل اور احسان کو دیکھیں گے اور اگر نافرمانی کی تو عذاب کا وقت تو آ گیا اور اس میں ان لوگوں کو ڈرانا بھی مقصود ہے جو بغیر حق کے جھگڑتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے نہیں ڈرتے اور ایسے شخص کے لئے تہدید ہے جو نافرمانی اور تکبر اختیار کرتا ہے اور سرکشی کو نہیں چھوڑتا۔ سو خدا سے ڈرو اور زمین پر فساد کرتے مت پھرو۔ اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اس سے ڈرتے نہیں حالانکہ ڈرانے کے نشان ظاہر ہو گئے اور صحیح مسلم اور بخاری سے ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مومنوں کے سمجھانے کے لئے فرمایا کہ شمس اور قمر دو نشان خدا تعالیٰ کے نشانوں میں سے ہیں اور کسی کے مرنے یا جینے کے لئے ان کو گرہن نہیں لگتا بلکہ وہ خدا تعالیٰ کے دو نشان ہیں۔ خدا تعالیٰ ان دونوں کے ساتھ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔ پس جب تم ان کو دیکھو تو جلدی سے نماز میں مشغول ہو جاؤ۔ پس دیکھ کہ کیونکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خسوف کسوف سے ڈرایا۔ اور حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ دونوں نشان گنہگاروں کے ڈرانے کے لئے ہیں اور اس وقت ظاہر ہوتے ہیں کہ جب دنیا میں گناہ بہت ہو اور خلقت میں بدکاریاں پھیل جائیں اور پلید بہت ہو جائیں اور اسی غرض سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گرہن کے وقت میں فرمایا کہ بہت نیکیاں کریں اور نیک کاموں کی طرف جلدی کریں جیسی خالص نیت کے ساتھ نماز اور روزہ اور دعا کرنا اور رونا اور اللہ تعالیٰ کی تعریف اور ذکر اور تضرّع اور قیام اور رکوع اور سجدہ اور توبہ اور انابت اور استغفار اور خشوع اور ابتہال اور انکسار اور ایسا ہی حسب طاقت احسان اور غلام آزاد کرنا اور کسی کو سبکدوش کرنا اور یتیموں کی غمخواری اور جناب الٰہی میں تذلل۔ پس گویا کہ ان اعمال کی بجا آوری میں جو نماز اور خشوع اور ابتہال ہے یہی بھید ہے کہ چاند اور سورج کا اسی حالت میں گرہن ہوتا ہے کہ جب کوئی آفت نازل ہونے والی ہو اور کسی مصیبت کا زمانہ قریب ہو اور آسمان پر ایسے اسباب شر کے جمع ہو گئے ہوں جو لوگوں کی آنکھوں سے پوشیدہ ہیں اور صرف ان کو خدا تعالیٰ جانتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ کی رحمت اور اس کی پُرلطف حکمت تقاضا کرتی ہے جو کسی کسوف کے وقت لوگوں کو وہ طریقے سکھلاوے جو کسوف کے موجبات کو دور کر دیں۔“ (یعنی سورج گرہن کے جو بداثرات ہیں ان کو دور کر دیں اور ان کی بدیوں کو ہٹا دیں)۔ ”پس اس نے اپنے نبی کی زبان پر یہ تمام طریقے سکھلا دیئے“۔ فرمایا ”اور کچھ شک نہیں کہ بدیاں نیکیوں سے دور ہوتی ہیں اور گناہ کی معافی چاہنے والوں کے آنسو آگ کو بجھا دیتے ہیں اور جس وقت کوئی

بندہ کوئی نیک عمل کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کو اس سے راضی کر دیتا ہے۔ پس وہ نیک عمل اس کی بدی کا مقابلہ کرتا ہے جس کے اسباب مہیا ہوگئے ہیں۔

پس خدا تعالیٰ اس عامل کو اس بدی سے بچا لیتا ہے (یعنی اس عمل کرنے والے کو) اور یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ دعا کے ساتھ بلا کو ردّ کرتا ہے اور دعا اور بلا کبھی دونوں جمع نہیں ہوتیں مگر دعا باذن الٰہی بلا پر غالب آتی ہے جب ایسے لبوں سے نکلتی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والے ہوں۔ سو دعا کرنے والوں کو خوشخبری ہو۔ اور جبکہ ایک گرہن ہی اس قدر آفتوں پر دلالت کرتا ہے تو اس زمانے کا کیا حال جس میں دونوں گرہن جمع ہو گئے ہوں۔ سو خدا تعالیٰ سے ڈرو اور غافل مت ہو"۔ (نور الحق حصہ 2۔ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 227-230)

پھر آپ فرماتے ہیں:

"یہ کہنا بے جا ہے کہ سورج گرہن اور چاند گرہن ان اسباب سے ہوتا ہے جو کتابوں میں درج ہیں"۔ (سائنس کی باتیں کرتے ہیں)۔ فرمایا کہ "پس ان کو ان آفات سے کیا تعلق ہے جو انسان پر گناہوں کی شامت سے آتی ہیں کیونکہ عارفوں کے نزدیک یہ بات مسلّم ہے کہ خدا تعالیٰ نے انسان کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ اس کو محجوبوں میں یا مردودوں میں داخل کرے اور اللہ تعالیٰ نے تمام تغیر عالم کے انسان کی خیر اور شر اور نفع اور ضرر پر دلالت کرنے والے پیدا کئے ہیں۔ (دنیا میں جو تبدیلیاں آتی ہیں۔ یہ انسان کی خیر اور شر اور نفع اور نقصان کے لئے ہیں) اور اس کے لئے تمام عالم کو مبشر اور منذر کی طرح بنا دیا ہے اور ہر یک وہ عذاب جو خدا تعالیٰ نے انسانوں کی سزادہی کے لئے مقرر کیا ہے وہ قبل اس کے جو انسان گناہ کرے اور گناہ پر اصرار کرے اور حد سے گزر جائے نازل نہیں ہوتا۔ اور خدا تعالیٰ نے عالم میں ہر یک شئے کے لئے ایک سبب بنایا ہے اور ہر یک ڈرانے والا نشان بدبختوں اور زیادتی کرنے والوں کے لئے مقرر کیا ہے۔ اور وہ نشان ان کے لئے مبشر ہے جو وفا کے آستانے پر اتر آئے اور صفا اور اصطفاء میں منقطع ہو کر نازل ہوئے۔ (آپ نے فرمایا۔) اور یہ ایک سنت قدیمہ ہے جس کے آثار تُو پہلے زمانہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے پائے گا اور اسی طرح پہلی کتابوں میں آیا ہے کہ...... خدا سے ڈر اور مجرموں کی راہ کی پیروی مت کر اور حاصل کلام یہ کہ خسوف اور کسوف دو ڈرانے والے نشان ہیں۔ اور جب یہ دونوں جمع ہو جائیں تو وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک سخت طور کا ڈرانا ہے اور اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ظالموں کے لئے بہت نزدیک عذاب قرار پا چکا ہے۔ اور باوجود اس کے ان کے خواص میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب وہ دونوں مل کر کسی زمانے میں ظاہر ہوں اور کسی ملک پر ان کا ظہور ہو سو اس ملک میں جو لوگ مظلوم ہیں ان کی خدا تعالیٰ مدد کرتا ہے اور ضعیفوں اور مغلوبوں کو قوت بخشتا ہے اور اس قوم پر رحم کرتا ہے جو دکھ دیئے گئے اور کافر ٹھہرائے گئے اور ناحق لعنت کئے گئے۔ سو ان کی تائید کے لئے آسمان سے نشان اترتے ہیں اور حمایت الٰہی نازل ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ منکروں اور دشمنوں کو رسوا کرتا ہے۔ سچا فیصلہ کر دیتا ہے اور وہ احکم الحاکمین ہے۔" (نور الحق حصہ 2۔ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 230-232)

پھر ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانے میں ہی 1907ء میں سورج گرہن لگا تھا۔ اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح اوّل نے نماز پڑھائی تھی اور جو خطبہ تھا وہ بڑا پُر معارف تھا اس لئے اس کا کچھ حصہ خلاصہ میں پیش کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ

"دو کارخانے ہیں جسمانی اور روحانی۔ پہلے اپنی حالت کو دیکھو کہ دل سے بات اٹھتی ہے تو ہاتھ اس پر عمل کرتے ہیں جس سے روح اور جسم کا تعلق معلوم ہوتا ہے۔ (آپ ایک جسمانی حالت کا بتا رہے ہیں کہ خیال جو دل میں پیدا ہوتا ہے تو پھر عمل کرنے کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔ اس سے جسم اور روح کا تعلق ظاہر ہوتا ہے۔ فرمایا) غمی و خوشی ایک روحانی کیفیت کا نام ہے مگر اس کا اثر چہرہ پر بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کسی سے محبت ہو تو حرکات و سکنات سے اس کا اثر معلوم ہو جاتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام نے بھی اس نکتہ کو کئی پیرایوں میں بیان کیا ہے۔ مثلاً حدیبیہ کے مقام پر جب سُہیل آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سَهَّلَ الْاَمْرُ (صحیح البخاری کتاب الشروط فی الجهاد و المصالحة) اب یہ معاملہ آسانی سے فیصل ہو جائے گا۔ (سہیل ایک شخص کا نام ہے یعنی جب وہ آئے تو اس سے یہ شگون لیا کہ اب امر سہل ہو جائے گا، آسانی سے معاملہ طے ہو جائے گا۔ آپ یہ مثال دے رہے ہیں۔ فرمایا) دیکھو بات جسمانی تھی نتیجہ روحانی نکالا۔ اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کی طرف خیال کرو کہ پاخانے جاتے وقت ایک دعا سکھلائی۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ (صحیح البخاری کتاب الدعوات۔ باب الدعاء عند الخلاء)۔ یعنی جیسے پلیدی ظاہری نکالی اسی طرح باطنی نجاست کو بھی نکالنے کی توفیق دے۔ پھر جب مومن فارغ ہو جائے تو پڑھے غُفْرَانَکَ۔ اس میں بھی یہ اشارہ تھا کہ گناہ کی خباثت سے جب انسان بچتا ہے تو اسی طرح کا روحانی چین پاتا ہے۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، سب ارکان اسلام میں جسمانیت کے ساتھ ساتھ روحانیت کا خیال رکھا ہے اور نادان اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ مثلاً وضو ظاہری اعضاء کے دھونے کا نام ہے مگر ساتھ ہی دعا سکھلائی ہے کہ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ (سنن الترمذی۔ ابواب الطهارة)۔ کہ جیسے میں نے ظاہری طہارت کی ہے مجھے باطنی طہارت بھی عطا کر۔ پھر قبلہ کی طرف منہ کرنے میں یہ تعلیم ہے کہ میں اللہ کے لئے سارے جہان کو پشت دیتا ہوں (یعنی اللہ کی طرف رجوع کرتا ہوں اور باقی دنیا کی طرف پیٹھ کرتا ہوں۔) یہی تعلیم رکوع و سجود میں ہے۔ وہ تعظیم جو دل میں اللہ تعالیٰ کی ہے وہ جسمانی اعضاء سے ظاہر کی جا رہی ہے۔ زکوٰۃ روحانی بادشاہ کے حضور ایک نذر ہے اور جان و مال کو فدا کرنے کا ایک ثبوت ہے جیسا کہ ظاہری بادشاہ کے لئے کیا جاتا ہے۔ اور حج کے افعال کو سمجھنے کے لئے اس مثال کو پیش نظر رکھیے کہ جیسے کوئی مجازی عاشق سن لیتا ہے کہ میرے محبوب کو فلاں مقام پر کسی نے دیکھا تو وہ مجنونانہ وار اپنے لباس وغیرہ سے بے خبر اٹھ کر دوڑتا ہے۔ ایسا ہی یہ اس محبوب لَمْ یَزَلْ کے حضور حاضر ہونے کی ایک تعلیم ہے۔ غرض جسمانی سلسلہ کے مقابل ایک روحانی سلسلہ بھی ضرور ہے اور اس کو نہ جاننے کے لئے بعض نادانوں نے اس سوال پر بڑی بحث کی ہے کہ مرکزِ قُویٰ قلب ہے یا دماغ؟ (یعنی اس بات پر بحث کر رہے ہیں کہ انسان کا جو مرکز ہے جہاں سے سب orders جاتے ہیں دل ہے یا دماغ؟ تو آپ فرماتے ہیں کہ) اصل بات فیصلہ کُن یہ ہے کہ جسمانی رنگ میں مرکز دماغ ہے۔ (جہاں تک جسم کا تعلق ہے دماغ سے سب آرڈر جاتے ہیں) کیونکہ تمام حواس کا تعلق دماغ سے ہے اور روحانی رنگ میں مرکز قلب ہے (اور روحانیت میں جو انتشار ہوتا ہے اس کا پہلے جہاں اثر ہوتا ہے وہ دل ہے۔) انبیاء علیہم السلام چونکہ روحانیت کی طرف توجہ رکھتے ہیں اس لئے وہ ظاہری نظارہ سے روحانی نظارہ کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے سراج منیر فرمایا ہے اور آپ سِرَاجًا مُّنِیْرًا (الاحزاب: 29) کیوں نہ ہوتے جبکہ آپ نے دعا فرمائی اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فَوْقِیْ نُوْرًا وَ شِمَالِیْ نُوْرًا وَاجْعَلْنِیْ نُوْرًا (صحیح البخاری۔ کتاب الدعوات و ترمذی کتاب الدعوات)۔ (یہ بڑی لمبی دعا ہے) خیر، جب اس حقیقی سورج نے دیکھا کہ سورج کو گرہن لگ گیا (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا جو روحانیت کے سورج ہیں کہ ابھی حقیقت میں سورج کو گرہن لگ گیا) یعنی کچھ ایسے اسباب پیش آ گئے جن سے سورج کی روشنی سے اہل زمین مستفید نہیں ہو سکتے تو اس نظارہ سے آپ کا دل پھڑک اٹھا کہ کہیں میرا فیضان پہنچنے میں بھی کوئی ایسی ہی آسمانی روک نہ پیش آ جائے۔ اس لئے آپ نے اس وقت تک صدقہ، دعا، استغفار، نماز کو نہ چھوڑا جب تک سورج کی روشنی باقاعدہ طور سے زمین پر پہنچنی شروع نہ ہو گئی۔

اب چونکہ ہر ایک مومن شخص بھی بقدر اتّباع نبی کریم نور رکھتا ہے۔ (یہ بڑا اہم ہے، سننے والا ہے کہ ہر ایک مومن شخص بھی بقدر اتّباع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نور رکھتا ہے) جیسے باپ بیٹے کا اثر۔ چنانچہ اسی لئے فرمایا مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ۔ (الاحزاب: 41) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسمانی بیٹا نہیں تو روحانی بیٹے بیشمار ہیں۔ اس لئے ہر مومن بھی ایسے نظارہ پر گھبراتا ہے اور گھبرانا چاہئے کہ کہیں ایسے اسباب پیش نہ آ جائیں جن سے ہمارا نور دوسروں تک پہنچنے میں روک ہو جائے۔ اس لئے وہ ان ذرائع سے کام لیتا ہے جو مصیبت کے انکشاف کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ یعنی صدقہ خیرات کرتا ہے، استغفار پڑھتا ہے اور نماز میں کھڑا ہو جاتا ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی مشکل کے وقت نماز میں کھڑے ہو جاتے۔ آخر اللہ تعالیٰ کا دریائے رحمت جوش میں آتا ہے اور جیسے وہاں حرکت و دَور سے وہ اسباب ہٹ جاتے ہیں جن سے سورج کی روشنی باقاعدہ زمین پر پہنچنی شروع ہو جاتی ہے اسی طرح دعا و استغفار سے مومن کے فیضان پہنچنے میں جو روکیں پیش آ جاتی ہیں دُور ہو جاتی ہیں۔ شیشے پر سیاہی لگا کر یا برہنہ آنکھ سے اپنی آنکھوں کو نقصان پہنچانے کے لئے تماشے کے طور پر اس نظارہ کو دیکھنا مومن کی شان سے بعید ہے۔ تم سراجِ منیر کے بیٹے ہو۔ پس اپنے انوار کو دوسروں تک پہنچانے میں تمام مناسب ذرائع استعمال کرو"۔ (خطبات نور صفحہ 243-244)

پرانے زمانہ میں خاص عینکوں کا انتظام نہیں ہوتا تھا۔ گرہن لگتا تھا تو شیشے پر سیاہی لگا کر دیکھا جاتا تھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ یہ تو تماشے ہیں۔ مومن کی یہ شان نہیں ہے۔ آجکل یہاں بھی اس کی بڑی خبر تھی کیونکہ سب سے زیادہ گرہن سکاٹ لینڈ کے علاقے میں ہو گا اس لئے یہ نظارہ دیکھنے کے لئے بے تحاشا لوگ سکاٹ لینڈ گئے ہیں اور ان کے تمام ہوٹل بُک ہو چکے ہیں۔ ان دنیا دار لوگوں کے لئے تو یہ ایک تماشا ہے لیکن ایک مومن کے لئے یہ گرہن دعا و استغفار کی طرف توجہ کرنے کا ذریعہ بنتا ہے۔ پس اس طرف ہمیشہ ہر احمدی کو توجہ دینی چاہئے۔

آخر میں کچھ حدیثوں کی دعائیں ہیں وہ مَیں پڑھتا ہوں جو بعض ایسے حالات کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائیں۔

اے اللہ! میں تیری رضا کے ذریعے تیرے غضب سے، اور تیری معافی کے ذریعے تیرے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں اور میں تجھ سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ میں تیری تعریفوں کا شمار نہیں کر سکتا، تُو ویسا ہی ہے جیسی تُو نے اپنی تعریف کی۔

(ابن ماجه کتاب اقامة الصلوٰة باب ما جاء فی القنوت فی الوتر حدیث 1179 مطبع المعارف الریاض 2008ء۔ سنن الترمذی۔ کتاب الصلوٰۃ)

پھر فرمایا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِکَ وَتَحَوُّلِ عَافِیَتِکَ وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِکَ وَ جَمِیْعِ سَخَطِکَ۔ (مسلم کتاب الرقاق باب اکثر اهل الجنة الفقراء حدیث 6838 دار الفکر بیروت 2004ء)

اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں تیری نعمت چھن جانے سے اور تیری دی ہوئی عافیت کے ختم ہو جانے سے اور تیرے اچانک انتقام سے اور تیری ہر طرح کی ناراضگی سے۔

پھر ایک دعا ہے۔ اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِکَ وَلَا تُهْلِکْنَا بِعَذَابِکَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذَالِکَ۔

(سنن ترمذی کتاب الدعوات باب ما یقول اذا سمع الرعد حدیث 3450 دار المعرفہ بیروت 2002ء)

کہ اے اللہ! ہمیں اپنے غضب اور عذاب سے ہلاک نہ کر دینا بلکہ اس سے پہلے ہی ہمیں معاف کر دینا۔

پھر دعا ہے۔ مَیں پناہ مانگتا ہوں بلند و بالا اللہ کی ذات کے چہرہ کے ساتھ جس ذات سے بڑی کوئی چیز نہیں ہے۔ اور پناہ مانگتا ہوں اللہ کے کامل کلمات کے ساتھ جن سے کوئی نیک و بد تجاوز نہیں کر سکتا۔ اَعُوْذُ بِوَجْهِ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ الَّذِیْ لَیْسَ شَیْءٌ اَعْظَمَ مِنْهُ وَبِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِیْ لَا یُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ وَبِاَسْمَاءِ اللّٰهِ الْحُسْنٰی کُلِّهَا مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ اَعْلَمْ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَبَرَاَ وَذَرَاَ۔ کہ میں پناہ مانگتا ہوں بلند و بالا اللہ کی ذات کے چہرہ کے ساتھ جس ذات سے بڑی کوئی چیز نہیں اور پناہ مانگتا ہوں اللہ کے کامل کلمات کے ساتھ جن سے کوئی نیک و بد تجاوز نہیں کر سکتا اور پناہ مانگتا ہوں اللہ کے تمام اسماء حُسنیٰ کے ساتھ، خواہ مَیں انہیں جانتا ہوں یا نہیں جانتا، ہر اس شر کے ساتھ جسے اس نے پیدا کیا، بنایا اور پھیلا دیا۔

(کتاب الموطا امام مالک، کتاب الشعر باب ما یؤمر به من التعوذ 1775 دار الفکر بیروت 2002ء)

پھر ایک دعا ہے۔ طاؤس روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز تہجد کے لئے کھڑے ہوتے تو یہ دعا کرتے تھے کہ اے اللہ! تعریف کے لائق تو ہی ہے۔ تُو ہی آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے ان کو قائم رکھنے والا ہے۔ تعریف کے لائق صرف تُو ہی ہے۔ زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے ان کی بادشاہی تیری ہے اور تعریف کا تُو ہی مستحق ہے۔ زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے ان کا نور تُو ہی ہے اور تعریف کے لائق تُو ہی ہے۔ تُو ہی آسمان و زمین کا مالک ہے اور تعریف کے لائق تُو ہی ہے۔ تُو برحق ہے اور تیرا وعدہ برحق ہے اور تیری ملاقات برحق ہے اور تیرا قول برحق ہے اور جنت برحق ہے اور دوزخ برحق ہے اور انبیاء برحق ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم برحق ہیں اور قیامت کا ظہور پذیر ہونا برحق ہے۔ اے اللہ! میں تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں اور تجھ پر ایمان لاتا ہوں اور تجھ پر توکّل کرتا ہوں اور تیری طرف جھکتا ہوں اور تیری مدد کے ساتھ مجادلہ کرتا ہوں اور تجھ سے ہی فیصلہ کا طالب ہوں۔ پس تُو مجھے میرے وہ گناہ بخش دے جو مجھ سے سرزد ہو چکے ہیں یا جو آئندہ سرزد ہوں گے اور وہ بھی جو میں نے پوشیدہ طور پر کئے ہیں اور جو اعلانیہ طور پر کئے۔ سب سے پہلے بھی تُو ہے اور سب سے آخر بھی تُو ہے۔ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

(صحیح البخاری کتاب الدعوات۔ باب الدعاء اذا انتبه من اللیل حدیث 6317 دار الکتاب العربی بیروت 2004ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح معنوں میں اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور استغفار اور دعا کی طرف ہم ہمیشہ متوجہ رہنے والے ہوں اور ہر قسم کے بد اثرات جن کا تعلق سورج گرہن کے ساتھ ہے اس سے ہم ہمیشہ محفوظ رہیں۔ اس خطبے کے بعد دعا وغیرہ نہیں ہوتی اور نماز کے بعد خطبہ ہی ہوتا ہے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

☆......☆......☆

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 346

مکرمہ یمنہ کامل صاحبہ(2)

گزشتہ قسط میں ہم نے مکرم یمنہ کامل صاحبہ کے قبولِ احمدیت تک کے سفر کی داستان نقل کی تھی۔ اس قسط میں ان کے اس سفر کا باقی احوال بیان کیا جائے گا۔

مکرمہ یمنہ کامل صاحبہ نے لکھتی ہیں کہ بیعت کرنے کے باوجود بعض خدشات، تحفظات اور شکوک دامنگیر رہے۔ لیکن مختلف واقعات اور کئی امور نے رفتہ رفتہ ان شکوک وتحفظات کی جڑ کاٹ کے رکھ دی۔

ان میں سے پہلا امر خلافت کے زیر سایہ جماعت کا عظیم الشان نظام اور افراد جماعت کے اعلیٰ اخلاق ہیں۔

پہلا ذریعہ: نظامِ جماعت

مکرمہ یمنہ کامل صاحبہ لکھتی ہیں کہ ہم ایک انتشار کے شکار معاشرے میں پلے بڑھے تھے جہاں حقد، نفرت، بدظنی اور خود پسندی جیسی برائیاں عام تھیں۔ ایسے معاشرہ سے آ کر جماعت احمدیہ کے مثالی نظام میں سمانا اتنا آسان نہ تھا۔ لیکن یہ جماعت کا حسن اور خلافت کی برکت ہے کہ کمزور سے کمزور انسان بھی اس نظام کا حصہ بن کر نیک تبدیلیاں پیدا کر سکتا ہے۔ یہی کچھ ہمارے ساتھ بھی ہوا اور ہمیں اپنے اندر آہستہ آہستہ نیک تبدیلیاں پیدا ہوتی ہوئی محسوس ہونے لگیں۔

دوسرا ذریعہ: نمائندہ مرکز

دوسرا امر جس سے انشراح صدر میں اضافہ ہوا وہ کچھ یوں تھا کہ اکتوبر 2010ء میں جماعت احمدیہ فرانس نے پیرس میں عرب نو احمدیوں کے ساتھ ملاقات کا پروگرام بنایا۔ کیونکہ خلیفۂ وقت نے اس ملاقات کے لئے عربک ڈیسک لندن سے خصوصی طور پر ایک نمائندہ کو بھیجا تھا۔ ہماری درخواست پر یہ نمائندۂ مرکز امیر صاحب فرانس کے ساتھ ہمارے گھر بھی آئے۔ خلیفۂ وقت کی طرف سے بھجوائے جانے والے اس نمائندہ کے ہمارے گھر میں آنے سے مجھے غیر معمولی راحت وسکینت کا احساس ہونے لگا۔ میں نے جب اپنے خاوند سے بات کی تو انہوں نے کہا کہ میری بھی یہی حالت ہے۔ اس کے بعد تقریبًا دو ماہ تک یہی احساس ہمارے ساتھ رہا۔ اس واقعہ نے بھی میرے شکوک کے کئی پردوں کو چاک کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

تیسرا ذریعہ: خلیفۂ وقت

تیسرا اور سب سے اہم سبب جس نے ان شکوک اور خدشات وتحفظات کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا وہ خلیفۂ وقت حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات تھی۔

2011ء میں مجھے جرمنی کے جلسہ سالانہ میں حاضر ہونے کی توفیق ملی۔ یہ میری زندگی کا پہلا جلسہ تھا جسے دو وجوہات کی بنا پر میں ساری زندگی نہیں بھلا سکتی۔

اوّل یہ کہ جب میں اور میرا خاوند جلسہ گاہ پہنچے تو میرے خاوند کو مَردوں کی طرف جبکہ مجھے عورتوں کے جلسہ گاہ کی طرف بھیج دیا گیا۔ یہ جلسہ کا دوسرا دن تھا اور ہمیں بتایا گیا تھا کہ حضور انور آج عورتوں کے جلسہ گاہ میں رونق افروز ہوں گے۔ میرے لئے یہ بات غیر معمولی خوشی کا باعث تھی کہ پہلی بار جلسہ میں شرکت کے پہلے روز ہی حضور انور کو اس طرح سامنے دیکھنے کا موقع ملے گا۔

مَیں عورتوں کے ہال میں پہنچی تو دروازے سے ہی حضور انور کے بارہ میں پوچھنا شروع کر دیا۔ مجھے عورتوں کے ساتھ بات کرنے میں بہت مشکل پیش آئی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مجھے انگریزی نہیں آتی تھی اور میری مدد کی کوشش کرنے والی عورتوں کو عربی یا فرنچ نہیں آتی تھی۔ مجھے اندازہ ہوا کہ حضور انور ابھی اس ہال میں تشریف نہیں لائے۔ مَیں سٹیج کے سامنے بیٹھ گئی اور ہال کے درودیوار پر لگے بینرز اور ان پر لکھی ہوئی عبارتیں پڑھنے لگی لیکن چونکہ ان بینرز کی اکثریت اردو زبان میں تھے اس لئے مجھے ان کی کچھ سمجھ نہ آئی۔ میں قدرے افسردہ ہو کر بیٹھی ہی تھی کہ اچانک عورتیں گروہ در گروہ ہال میں داخل ہونے لگیں۔ میرا خیال تھا کہ ان میں عرب عورتوں کی خاصی بڑی تعداد ہوگی لیکن مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ ان کی اکثریت پاکستانی عورتوں کی تھی۔ یہ حالت دیکھ کر مجھے عربوں کے تخلّف اور پسماندگی پر رونا آیا۔ مجھے دکھ اس بات کا ہوا کہ ہم عربوں نے اپنی اَناؤں اور غلطیوں کی وجہ سے خلافت کو ضائع کر دیا اور آج جب اللہ تعالیٰ نے منہاج نبوت پر دوبارہ خلافت کو قائم فرمایا ہے تو اس خلافت پر بھی ایمان لانے والوں میں عربوں کی تعداد بہت کم ہے۔

خلیفۂ راشد کے سامنے

بہرحال جلسہ گاہ میں آنے والی عورتوں کے نظم وضبط کو دیکھ کر ایک بار پھر میں حیران رہ گئی کیونکہ ان کی تعداد شاید دس ہزار سے بھی زیادہ تھی لیکن کسی قسم کی دھکم پیل وغیرہ نہ تھی بلکہ سب پرسکون طریق پر آ کر بیٹھ گئیں۔ پھر جب حضور انور اس ہال میں تشریف لائے تو مجھے ایسے محسوس ہوا کہ وہ ہال حضور انور کے چہرۂ مبارک سے پھوٹنے والی نور کی کرنوں سے منور ہو گیا ہے۔ یہ احساس مجھے چودہ سو سال پہلے کے زمانے میں لے گیا۔ میں نے محسوس کیا کہ جیسے میں چودہ سو سال قبل قائم ہونے والی خلافت راشدہ کے زمانے میں کسی خلیفۂ راشد کے سامنے بیٹھی ہوں اور اس خلیفہ کی قوت قدسیہ سے اور اس کے چہرہ مبارک کے نور کے ذریعہ ایمان کی نعمت میری روح کی گہرائیوں میں راسخ ہو رہی ہے۔

حضور انور نے اپنا خطاب شروع فرمایا لیکن مجھے کچھ سمجھ نہ آیا۔ اس وقت مجھے پتہ چلا کہ میں غلط جگہ پر بیٹھی ہوں۔ مجھے ترجمہ کے لئے مخصوص جگہ پر بیٹھنا چاہئے تھا۔ یہ سوچ کر میری آنکھوں سے آنسو برسنے لگے۔ یہ خوشی اور غم کے ملے جلے آنسو تھے۔ خوشی اس بات کی تھی کہ میں نے خلیفۂ وقت کو آمنے سامنے دیکھ لیا تھا اور غم عربوں کی حالت پر تھا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق واقعی شرّ اور ہلاکت کا شکار ہو کر رہ گئے ہیں۔

ارضِ دل کا اشکوں سے غسل

حضور انور اپنا خطاب ختم فرما کر جب تشریف لے جانے لگے تو مَیں جا کر پہلی لائن میں کھڑی ہو گئی۔ میرے دل میں آیا کہ میں حضور انور سے بات کر کے دل کی پیاس بجھاؤں۔ لیکن افسوس کہ میری انگریزی اس قابل نہ تھی لہٰذا میں حضور انور کی طرف دیکھتی اور روتی رہی یہاں تک حضور وہاں سے تشریف لے گئے۔ اس روز میں بہت روئی اور ابھی بھی اس واقعہ کو یاد کر کے میرے آنسو نکل آتے ہیں۔

پیارے آقا کی مجلس میں بِتائے ہوئے اس محدود وقت نے اور آنکھوں سے بہائے ہوئے کچھ آنسوؤں نے میرے دل کی گہرائیوں سے ہر قسم کے شکوک کو دھو ڈالا اور دل کی سرزمین پر ایمان، یقین اور اخلاص کی فصلیں اُگنے لگیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور انور کو صحت وسلامتی والی لمبی زندگی عطا فرمائے اور حضور انور کے ہاتھ پر اسلام کو عظمتیں، رفعتیں اور غلبہ عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆☆☆☆

مکرم الشایب الشائب صاحب

مکرم الشایب الشائب صاحب لکھتے ہیں:

میرا تعلق تیونس سے ہے جہاں میری پیدائش 1968ء میں ہوئی۔ میں اپنے معاشرے کے دیگر مسلمانوں کی طرح مروّجہ عقائد پر قائم تھا جن پر اخلاص کے ساتھ عمل کرنے کے باوجود روحانی تسکین اور ایمان کی حلاوت ولذّت سے ناآشنا تھا۔

جماعتِ دعوت وتبلیغ میں شمولیت

2000ء میں اسی روحانی تشفی کی تلاش میں مَیں نے جماعت دعوت وتبلیغ میں شمولیت اختیار کر لی۔ میں نے اس جماعت میں رہتے ہوئے اخلاص کے ساتھ اتنی محنت کی کہ جلد ہی اس جماعت کا سرگرم رکن اور بعد میں بڑا عہدیدار بھی بن گیا۔ اس کے باوجود قلبی اطمینان اور حلاوت ایمان کی نعمت سے محروم تھا۔ چھ سال تک اس جماعت میں رہنے کے بعد بھی جب روحانی تشفّی نہ ہوئی تو میں نے اس جماعت سے علیحدگی اختیار کر لی۔

صوفی ازم کے شیخِ طریقت کی بیعت

اس کے بعد میں نے صوفی ازم کا رخ کیا اور ان کے شیخِ طریقت کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ چار سال تک ان کے ساتھ ذکر الٰہی اور درود شریف کی مجالس میں شمولیت کرتا رہا۔ اس جماعت میں بھی میں نے اخلاص کے ساتھ بہت زیادہ محنت کی اور ان کے تمام اصولوں پر چلتے ہوئے ظاہری طور پر کئی منزلیں طے کر لیں یہاں تک کہ ان کے شیخ طریقت کے بقول مَیں بہت کم مدت میں تصوف کے اعلیٰ مقام پر پہنچ گیا تھا۔ تاہم مجھے پتہ تھا کہ میں جس چیز کی تلاش میں ہوں اس کا یہاں بھی فقدان ہے۔ چنانچہ چار سال تک ان کے ساتھ چلنے کے وجود میں اپنی گم گشتہ متاع یعنی روحانی تشفی سے محروم تھا۔

دعا اور راہنمائی

اس کے بعد میں نے صوفی ازم کو بھی چھوڑ کر خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کیا اور بڑے تضرع سے دعا کی کہ خدایا میں نے تو ہر جگہ جا کر دیکھ لیا ہے اب تُو خود ہی مجھے اپنی طرف آنے والے راستوں کی طرف ہدایت دے۔

اس کے بعد میں نے رؤیا میں دیکھا کہ میری آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی ہے، ایسے میں میرے علاقے کا ’’احمد‘‘ نامی ایک شخص آتا ہے جو میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے ایک راستے پر لے جاتا ہے۔

اس رؤیا کے بعد مجھے یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ عنقریب میری سیدھے راستہ کی طرف راہنمائی فرمائے گا۔ علاوہ ازیں اور بھی بہت سے رؤیائے صالحہ دیکھے جو ایک عنقریب رونما ہونے والے اہم واقعہ کی طرف اشارہ کر رہے تھے۔

امام مہدیؑ کا چینل اور بیعت

ایک روز صوفی اِزم کے میرے ایک دوست نے مجھے فون کر کے ذکر کی ایک مجلس میں باصرار شامل ہونے کے لئے کہا۔ میں نے اس کے اصرار اور اس کے ساتھ گہری دوستی کی بنا پر حامی بھر لی اور ان کی مجلسِ ذکر میں شامل ہو گیا۔ مجلس کے اختتام کے بعد میں اپنے اس دوست اور دیگر احباب کے ساتھ باتیں کرنے کے لئے بیٹھ گیا۔ دورانِ گفتگو میرے اس دوست نے تمسخر کے انداز میں کہا کہ میں نے ایک ٹی وی چینل دیکھا ہے جس پر امام مہدی کے ظہور کا اعلان کیا جاتا ہے پھر اس ٹی وی پر ہی امام مہدی کی بیعت لی جاتی ہے۔ یہ بات محض ایک دو منٹ کے لئے ہوئی اور پھر ہماری باتوں کا رخ کسی اور طرف ہو گیا۔

کچھ دنوں کے بعد میں مختلف چینل بدل بدل کے دیکھ رہا تھا کہ اتفاقًا ایک چینل پر رک گیا۔ کچھ دیر تک اسے دیکھنے کے بعد مجھے پتہ چلا کہ یہ تو وہی چینل ہے جس کا ذکر میرے دوست نے کیا تھا۔ تجسّس کی نیت سے میں اس کا پروگرام الحوار المباشر دیکھنے لگ گیا۔ یہ پروگرام مجھے اتنا پسند آیا کہ میں نے اس چینل کو روزانہ دیکھنا شروع کر دیا۔ کئی روز تک میں رات کو الحوار المباشر اور دن کو حضرت امام مہدی علیہ السلام کی سیرت پر پروگرام ’’السیرۃ المطھرۃ‘‘ دیکھتا رہا اور یوں محض چند دنوں میں ہی میری تسلی ہو گئی اور میں نے دل سے امام الزمان کی تصدیق کر دی۔

میں نوجوانی کی عمر سے ہی امام مہدی کی بیعت اور اس کے انصار میں شامل ہونے کے لئے دعا کیا کرتا تھا۔ اب جب اپنی دعا کی قبولیت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تو رہا نہ گیا اور 11 مئی 2011ء کو بیعت کر کے امام مہدی علیہ السلام کے خدام میں شامل ہو گیا۔

تسلی بخش رؤیا

بیعت کے بعد میں نے رؤیا میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ نے میرا نام لے کر مجھے بلایا۔ میں نے حضور علیہ السلام کے دستِ مبارک کو بوسہ دیا اور بیعت کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ آپؑ نے فرمایا: ہاتھ بڑھاؤ، اور پھر آپ نے میری بیعت لی اور دعا کی۔

اہل خانہ کی بیعت

اپنی بیعت کے بعد جب میں نے اپنی اہلیہ اور اپنے چاروں بیٹوں سے احمدیت کے بارہ میں تفصیلی بات کی تو انہوں نے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے اطمینان کا اظہار کیا اور بیعت کر کے اس سفینۂ نجات کے سواروں میں شامل ہو گئے۔ فالحمد للہ علی ذلک۔

(باقی آئندہ)

اسلامی نظام حکومت کا ایک اجمالی نقشہ

(انتخاب از خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

فرمودہ 28 دسمبر 1950ء برموقع جلسہ سالانہ ربوہ)

(مطبوعہ۔ انوار العلوم جلد 22)

قسط نمبر 5۔ آخری

مسلمانوں کے اندر حرکت اور بیداری پیدا کرنے کا ذریعہ

مَثَانِیْ کے چوتھے معنے مفاصل یا جوڑ کے ہیں (لسان العرب زیر لفظ ثنی دار الکتب العلمیة بیروت لبنان مطبوعہ 2005ء) جوڑ سے حرکت پیدا ہوتی ہے، کمر کا جوڑ بند ہو جائے تو تم چل نہیں سکتے، گھٹنے کا جوڑ بند ہو جائے تو تم حرکت نہیں کر سکتے، ہاتھ کا جوڑ بند ہو جائے تو تم کسی چیز کو ایک جگہ سے ہٹا کر دوسری جگہ پر نہیں رکھ سکتے، گویا جوڑ حرکت کا ایک ذریعہ ہوتا ہے قرآن کریم کہتا ہے کہ اس کی آیتیں مسلمانوں کے لئے مفاصل ثابت ہونگی ان کے اندر ایک حرکت اور بیداری پیدا کر دیں گی اور انہیں آناً فاناً کہیں سے کہیں پہنچا دیں گی۔

آٹھ خوبیوں والا کلام

یہ آٹھ خوبیاں اُس قانون کی بتائی گئی ہیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا اور جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنے دربارِ عام میں اعلان کیا۔ دُنیوی حکومتوں کی تعزیرات میں تو سزائیں ہی سزائیں ہوتی ہیں مگر یہ قانون بشارات پر بھی مشتمل ہے اور اِنذار پر بھی مشتمل ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم تمہارے سامنے ایک ایسی چیز پیش کر رہے ہیں جو آٹھ خوبیاں اپنے اندر رکھنے والی ہے وہ اَحْسَنَ الْحَدِیْث ہے وہ کِتَاب ہے وہ مُتَشَابِہ ہے یعنی فطرت کے مطابق ہے اور نیز پہلی کتابوں کی تعلیم کے مقابلہ میں برتر تعلیم دیتی ہے اور پھر وہ مَثَانِیْ ہے اور مَثَانِیْ کے چار معنے بتائے جا چکے ہیں گویا یہ آٹھ خوبیوں والا قانون ہے جس کے نِفاذ کا ہم اپنے دیوانِ عام میں اعلان کرتے ہیں۔

الٰہی عظمت اور محبت کا پُر کیف نظارہ

پھر فرماتا ہے تَقْشَعِرُّ مِنْہُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ۔ ثُمَّ تَلِیْنُ جُلُوْدُھُمْ وَ قُلُوْبُھُمْ اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ (الزمر: 24)۔ یہ ایسی عجیب تعلیم ہے کہ جس وقت انسان اسے پڑھتا ہے تو پہلے اس کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور وہ کانپنے لگ جاتا ہے مگر پھر جب وہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور اُس کے پیار کا مشاہدہ کرتا ہے تو اُسے یُوں معلوم ہوتا ہے کہ اُس کی سزائیں بھی محبت اور پیار کا رنگ رکھتی ہیں۔ وہ سزا دیتا ہے تب بھی پیار کے طور پر اور اگر ڈانٹتا ہے تب بھی پیار کے طور پر۔ جب مؤمن اس بات کو سوچتے ہیں تو تَلِیْنُ جُلُوْدُھُمْ وَ قُلُوْبُھُمْ اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ ان کی جلدیں نرم ہو جاتی ہیں اور ان کے دل اللہ تعالیٰ کی طرف اس طرح کھِنچے چلے جاتے ہیں کہ وہ سیدھے خدا تعالیٰ کے دربار میں پہنچ جاتے ہیں اور اسے کہتے ہیں اے ہمارے ربّ! تیری مار بھی پیاری ہے اور تیرا پیار بھی پیارا ہے۔ یہ کتنا عظیم الشان اعلان ہے جو اسلام کے دیوانِ عام سے کیا گیا ہے کیا دنیا کی کوئی حکومت اس اعلان کا مقابلہ کر سکتی ہے؟

قانونِ الٰہی کی اتباع کرنے اور نہ کرنے والوں سے سلوک

پھر وہ بتاتا ہے کہ جو لوگ ہمارے اس قانون پر عمل کریں گے اُن سے ہمارا کیا سلوک ہوگا فرماتا ہے قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ۔ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (ال عمران: 32) دُنیوی گورنمنٹیں دربارِ عام سے اعلان کرتی ہیں تو کہتی ہیں کہ دیکھو تم ہمارے قانون کی پابندی کرو گے تو جیل خانوں سے بچ جاؤ گے، تمہیں بڑے بڑے خطاب دیئے جائیں گے، تمہیں زمین اور مال ملے گا اور ہم تمہاری حفاظت کریں گے۔ مگر یہاں ایک عجیب منظر دیکھنے میں آتا ہے کہ خدائی دیوانِ عام میں بادشاہ یہ اعلان کرتا نظر آتا ہے کہ اے لوگو! اگر تم ہمارے قانون کی پابندی نہیں کرو گے تب بھی تم حکومت کے منافع سے محروم نہیں کئے جاؤ گے فرماتا ہے کُلًّا نُّمِدُّ ھٰٓؤُلَآءِ وَ ھٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّکَ۔ وَ مَا کَانَ عَطَآءُ رَبِّکَ مَحْظُوْرًا (بنی اسرائیل: 21) یعنی تم اگر کافر بھی ہو گئے تب بھی ہم تمہیں اپنے رزق سے محروم نہیں کریں گے اور تمہاری کوششوں کے نتائج پیدا کرتے چلے جائیں گے۔ یہ کتنا عظیم الشان فرق ہے جو دُنیوی حکومتوں اور الٰہی حکومت میں نظر آتا ہے۔ دُنیوی حکومتیں اپنے قانون کے خلاف ورزی کرنیوالوں کو سزائیں دیتی ہیں اور اُنہیں جیل خانوں میں بند کر دیتی ہیں مگر خدائی گورنمنٹ یہ اعلان کرتی ہے کہ اگر تم ہمارے قانون کے ماننے سے انکار بھی کرو گے تب بھی ہم تمہیں رزق دیتے چلے جائیں گے اور تمہیں اُن فوائد سے محروم نہیں کریں گے جو ہماری حکومت سے سب لوگوں کو حاصل ہوتے ہیں۔ اور اگر تم ہمارے قوانین کو تسلیم کرو گے تو تم بادشاہ کے محبوب بن جاؤ گے فرماتا ہے قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ اے ہمارے رسول! تُو لوگوں میں یہ اعلان کر دے کہ میں تو اس قرآن پر عمل کر کے اور اس کی تعلیم کو مان کر خدا تعالیٰ کا پیارا بن گیا ہوں اگر تم بھی چاہتے ہو کہ خدا تعالیٰ کے محبوب بنو تو تم میرے نقشِ قدم پر چل پڑو خدا تعالیٰ تم سے بھی محبت کرنے لگ جائے گا اور تمہیں بھی اپنا محبوب بنا لے گا۔

دُنیوی بادشاہوں کا طریقِ عمل

دُنیوی بادشاہ جب کسی قانون کا اعلان کرتے ہیں تو اس قانون کی فرمانبرداری کرنے والوں کو کبھی کوئی انعام نہیں ملتا۔ کیا تم نے کبھی دیکھا کہ کسی شخص کو اس لئے انعام ملا ہو کہ اُس نے چوری نہیں کی، یا کسی شخص کو اِس بات پر انعام ملا ہو کہ وہ سڑک کے بائیں طرف اپنا موٹر چلایا کرتا تھا؟ ہاں یہ نظارہ دیکھنے میں ضرور آتا ہے کہ کسی کو ذیلدار بنا دیا گیا محض اِس لئے کہ جب ڈپٹی صاحب دَورے پر آتے ہیں تو وہ لوگوں کی مُرغیاں چُرا چُرا کر انہیں کھلاتا ہے۔ پھر جو خطاب ملتے ہیں اُن کا حقیقت کے ساتھ کوئی بھی تعلق نہیں ہوتا۔ خطاب ملتا ہے خان بہادر اور خان بہادر صاحب کی اپنی یہ حالت ہوتی ہے کہ اگر چُوہا بھی چیں کرے تو اُن کی جان نکل جاتی ہے۔ گویا خطاب ملتے ہیں تو جھوٹے اور خطاب ملتے ہیں تو انصاف کے خلاف۔ نہ خطاب کا حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق ہوتا ہے اور نہ انصاف کے ساتھ کوئی تعلق ہوتا ہے۔ جتنے خطاب لینے والے ہوتے ہیں اگر ان کے حالات پر غور کر کے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ انہیں خطاب محض اس وجہ سے دیئے گئے ہیں کہ وہ افسروں کو شکار کھِلاتے رہے ہیں یا مُرغابیاں مار مار کر ان کے لئے لاتے رہے ہیں۔

ایک ذیلدار کا واقعہ

مجھے یاد ہے ہمارے ہاں ایک ڈپٹی کمشنر آیا وہ کچھ پاگل سا تھا مگر اُسے شکار کا بہت شوق تھا۔ ذیلدار صاحب اسے اپنے ساتھ شکار کے لئے لے گئے۔ چلتے چلتے اسے دور سے کچھ بطخیں نظر آئیں جو تالاب میں پھِر رہی تھیں اس نے سمجھا کہ مرغابیاں ہیں ذیلدار سے کہنے لگا کہ دیکھو! وہ کیسی اچھی مرغابیاں ہیں۔ ذیلدار کو معلوم تھا کہ یہ مرغابیاں نہیں بطخیں ہیں مگر ڈپٹی کمشنر کے کہنے پر اُس نے بھی کہنا شروع کر دیا کہ بڑی اچھی مُرغابیاں ہیں۔ اُس نے فائر کیا جس سے ایک بطخ مر گئی۔ اب وہ شخص جس کی بطخ ماری گئی تھی وہ بھی ساتھ تھا مگر ڈر کے مارے وہ بھی اس کی تعریف کرتا چلا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا کہ صاحب! ایسی مرغابی تو بہت کم آتی ہے۔ کچھ دیر کے بعد وہ خود بھی سمجھ گیا کہ یہ مُرغابی نہیں بطخ تھی اور اُس نے پانچ روپے نکال کر بطخ والے کو دیئے کہ یہ لے لو مگر وہ بار بار یہی کہتا چلا جاتا تھا کہ آپ پانچ روپے کیوں دیتے ہیں یہ مرغابی ہی تھی۔ یہ تو خطاب لینے والوں کا حال تھا کہ اوّل تو جو انہیں خطاب ملتے تھے وہ انصاف کے خلاف ہوتے تھے یعنی محض خوشامد یا افسروں کی تعریفیں کرنے پر اُنہیں خطاب مل جاتے تھے اور پھر خطاب جھوٹے ہوتے تھے ان کا حقیقت کے ساتھ کوئی جوڑ نہیں ہوتا تھا۔ اِسی طرح اگر زمین ملتی تھی تو وہ عارضی ہوتی تھی اور اگر مال ملتا تھا تو وہ کھویا جانے والا ہوتا تھا مگر یہاں یہ اعلان ہوتا ہے کہ اگر تم اس گورنر کی اطاعت کرو گے تو بادشاہ کے محبوب بن جاؤ گے فرماتا ہے قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ کہ اگر تم خدا تعالیٰ کے محبوب بننا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو اور میری "اتباع" کے یہ معنے ہیں کہ جس شخص کی اتباع کرنی ہے وہ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ (القلم: 5) کا مصداق ہے۔ تمام عظیم الشان اخلاق اور تمام اعلیٰ قسم کی خوبیاں اور کیریکٹر اس میں موجود ہیں۔ پس فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ کے یہ معنے ہوئے کہ تم بھی تمام اعلیٰ درجہ کے اخلاق اور خوبیاں اپنے اندر پیدا کرو، تب خدا تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگ جائے گا۔

بغاوت کرنے والوں کے متعلق اعلان

(5) پھر دُنیوی بادشاہ یہ بھی اعلان کیا کرتے ہیں کہ جو لوگ بغاوت کریں گے اور حکومت کے احکام کی خلاف ورزی کریں گے اُن کو یہ یہ سزائیں دی جائیں گی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ آیا اِس روحانی دربارِ عام میں بھی کوئی ایسا اعلان کیا گیا ہے یا نہیں؟ اس نقطہ نگاہ سے جب ہم اس دربارِ عام پر نظر دَوڑاتے ہیں تو ہمیں باغیوں کے بارہ میں یہ اعلان سنائی دیتا ہے کہ لَا یَغُرَّنَّکَ تَقَلُّبُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِی الْبِلَادِ۔ مَتَاعٌ قَلِیْلٌ۔ ثُمَّ مَاْوٰھُمْ جَھَنَّمُ۔ وَ بِئْسَ الْمِھَادُ (ال عمران: 197، 198) فرماتا ہے ہمارے دشمن دُنیوی طور پر بڑی بڑی طاقتیں رکھتے ہیں اور ہم نے ان کی طاقتیں چھینی بھی نہیں کیونکہ ہم نے کہدیا ہے کہ کُلًّا نُّمِدُّ ھٰٓؤُلَآءِ وَ ھٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّکَ۔ وَ مَا کَانَ عَطَآءُ رَبِّکَ مَحْظُوْرًا۔ یعنی ہمارا قانون یہ ہے کہ ہم اِس مادی دنیا میں مؤمنوں کی بھی مدد کیا کرتے ہیں اور کافروں کی بھی مدد کیا کرتے ہیں لیکن باوجود اِس کے ہمارا فیصلہ یہ ہے کہ ہم نے اِن بغاوت کرنے والوں کو تباہ و برباد کر دینا ہے وہ ہماری مخالفت میں لوگوں کو بیشک اُکسائیں، بیشک ان کو اشتعال دلائیں، بیشک ان کے خیالات کو بگاڑنے کی کوشش کریں نتیجہ یہی ہوگا کہ یہ مخالفت کرنیوالے مٹ جائیں گے اور دُنیا پر ہماری تعلیم غالب ہو کر رہے گی۔

مخالف تدابیر کرنے والے ہلاک کئے جائیں گے

اسی طرح فرماتا ہے وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰہِ جَھْدَ اَیْمَانِھِمْ لَئِنْ جَآئَھُمْ نَذِیْرٌ لَّیَکُوْنُنَّ اَھْدٰی مِنْ اِحْدَی الْاُمَمِ۔ فَلَمَّا جَآءَھُمْ نَذِیْرٌ مَّا زَادَھُمْ اِلَّا نُفُوْرَا۔ اسْتِکْبَارًا فِی الْاَرْضِ وَ مَکْرَ السَّیِّیءِ وَ لَا یَحِیْقُ الْمَکْرُ السَّیِّئُ اِلَّا بِاَھْلِہٖ۔ فَھَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِیْنَ۔ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰہِ تَبْدِیْلًا۔ وَ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰہِ تَحْوِیْلًا۔ (فاطر: 43، 44) یہ بڑے بڑے دشمن جو ہماری حکومت کے مخالف ہیں قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ اگر ان کے پاس خدا تعالیٰ کا کوئی رسول آ جائے تو وہ پہلی قوموں یعنی موسوی اور عیسوی سلسلہ سے بھی بہتر ہو جائیں گے فَلَمَّا جَآءَھُمْ نَذِیْرٌ مَّا زَادَھُمْ اِلَّا نُفُوْرَا مگر جب خدا تعالیٰ کا ایک نذیر ان کے پاس آ گیا تو اب یہ اس کی مخالفت پر آمادہ ہو گئے اور اس کی حکومت کا جُؤا اُٹھانے کے لئے تیار نہیں ہوتے کیونکہ انہوں نے نمبرداریاں سنبھالی ہوئی تھیں اور اعلیٰ اور بلند اخلاق کے عادی نہیں تھے۔ وَ لَا یَحِیْقُ الْمَکْرُ السَّیِّئُ اِلَّا بِاَھْلِہٖ مگر ہمیں اِس بارہ میں کسی دوسرے کی مدد کی ضرورت نہیں بدی خود اُس کے سر پر پڑا کرتی ہے جو اس میں مبتلاء ہوتا ہے ہماری طاقت اس میں ہے کہ ہم نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ باتیں بتائی ہیں جو نہایت اعلیٰ درجہ کی ہیں اور جنہیں ہر فطرتِ صحیحہ قبول کرتی ہے ان کے لئے نہ کسی فوج کی ضرورت ہے نہ دشمن سے لڑائی کی ضرورت ہے یہ لوگ آپ ہی تباہ و برباد ہو جائیں گے۔

اسلام کی اشاعت اِس کی اعلیٰ درجہ کی تعلیم کی وجہ سے ہوئی ہے

چنانچہ دیکھ لو اسلام نے تلوار کے زور سے فتح نہیں پائی بلکہ اسلام نے اس اعلیٰ تعلیم کے ذریعہ فتح پائی ہے جو دلوں میں اُتر جاتی تھی اور اخلاق میں ایک اعلیٰ درجہ کا تغیر پیدا کر دیتی تھی۔ ایک صحابی کہتے ہیں میرے مسلمان ہونے کی وجہ محض یہ ہوئی کہ مَیں اُس قوم میں مہمان ٹھہرا ہؤا تھا جس نے غداری کرتے ہوئے مسلمانوں کے ستّر قاری شہید کر دیئے تھے جب انہوں نے مسلمانوں پر حملہ کیا تو کچھ تو اونچے ٹیلے پر چڑھ گئے اور کچھ ان کے مقابلہ میں کھڑے رہے۔ چونکہ دشمن بہت بڑی تعداد میں تھا اور مسلمان بہت تھوڑے تھے اور وہ بھی نہتے اور بے سروسامان اِس لئے انہوں نے ایک ایک کر کے تمام مسلمانوں کو شہید کر دیا۔ آخر میں صرف ایک صحابی رہ گئے جو ہجرت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے ان کا نام عامر بن فہیرہؓ تھا۔ بہت سے لوگوں نے مل کر ان کو پکڑ لیا اور ایک شخص نے زور سے نیزہ ان کے سینہ میں مارا۔ نیزے کا لگنا تھا کہ اُن کی زبان سے بے اختیار یہ فقرہ نکلا کہ فُزْتُ وَ رَبِّ الْکَعْبَۃِ کعبہ کے رب کی قسم! میں کامیاب ہو گیا۔ جب میں نے ان کی زبان سے یہ فقرہ سنا تو میں حیران ہؤا اور میں نے کہا یہ شخص اپنے رشتہ داروں سے دُور، اپنے بیوی بچوں سے دُور، اتنی بڑی مصیبت میں مبتلاء ہوا اور نیزہ اِس کے سینہ میں مارا گیا مگر اِس نے مرتے ہوئے اگر کچھ کہا تو صرف یہ کہ "کعبہ کے رب کی قسم! مَیں کامیاب ہو گیا"۔ کیا یہ شخص پاگل تو نہیں؟ چنانچہ مَیں نے بعض اور لوگوں سے

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

آج تک مخالفین اپنا زور لگاتے چلے جار ہے ہیں لیکن یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ دنیا کے کسی بھی حصے میں جہاں بھی مخالفین نے احمدیوں کو دبانے یا ختم کرنے کی کوشش کی تو اللہ تعالیٰ نے ان ملکوں میں جہاں احمدیوں کی قربانیوں کے معیار بڑھائے وہاں دنیا کے دوسرے ممالک میں خود ہی جماعت کی ترقی کے لئے ایسے راستے کھولے کہ اگر ہم صرف اپنی کوشش سے کھولنے کی کوشش کرتے تو کبھی کامیاب نہ ہو سکتے۔ پس اس میں کوئی شک نہیں کہ احمدیت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق پھلنا پھولنا اور بڑھنا ہے انشاء اللہ۔

اللہ تعالیٰ اپنے نشانات دکھا رہا ہے۔ لوگوں کی خوابوں کے ذریعہ رہنمائی فرما رہا ہے۔ مخالفین کی مخالفتیں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف نیک فطرت لوگوں کے دل پھیر رہی ہیں۔ عیسائی پادری بھی اسلام کی حقّانیت کا اعتراف کر رہے ہیں۔ مسیح موعودؑ کو مان کر لوگ علم و عرفان میں ترقی کر رہے ہیں۔ اپنی عملی حالتوں میں بہتری کی طرف توجہ پیدا ہو رہی ہے۔ کیا یہ سب باتیں کسی انسان کی کوشش کا نتیجہ ہیں؟

مکرم انتصار احمد ایاز صاحب ابن مکرم ڈاکٹر افتخار احمد ایاز صاحب (حال امریکہ) اور عزیزم وسیم احمد صاحب طالبعلم جامعہ احمدیہ قادیان کی وفات۔
مکرم انتصار احمد ایاز صاحب کی نمازِ جنازہ حاضر اور مکرم وسیم احمد صاحب کی نمازِ جنازہ غائب۔ مرحومین کا ذکرِ خیر

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 03/اپریل 2015ء بمطابق 03 شہادت 1394 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک روز اپنے احباب کے ساتھ باہر سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ راستے میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور تائیدات کا ذکر ہوا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ حق کے چمکانے اور ہمارے اس سلسلے کی تائید میں اس قدر کثرت کے ساتھ زور دے رہا ہے پھر بھی ان لوگوں کی آنکھیں نہیں کھلتیں''۔ آپ نے فرمایا کہ ''ایک مخالف نے ایک دفعہ مجھے خط لکھا کہ آپ کی مخالفت میں لوگوں نے کچھ کمی نہیں کی مگر ایک بات کا جواب ہمیں نہیں آتا کہ باوجود اس مخالفت کے آپ ہر بات میں کامیاب ہی ہوتے جاتے ہیں۔'' (ملفوظات جلد 4 صفحہ 238-239۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس یہ اللہ تعالیٰ کے آپ سے وعدے تھے جس کے نتیجے اُس وقت بھی ظاہر ہوئے اور صرف اُسی وقت ہی نہیں بلکہ آج تک مخالفین اپنا زور لگاتے چلے جار ہے ہیں لیکن یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ دنیا کے کسی بھی حصے میں جہاں بھی مخالفین نے احمدیوں کو دبانے یا ختم کرنے کی کوشش کی تو اللہ تعالیٰ نے ان ملکوں میں جہاں احمدیوں کی قربانیوں کے معیار بڑھائے وہاں دنیا کے دوسرے ممالک میں خود ہی جماعت کی ترقی کے لئے ایسے راستے کھولے کہ اگر ہم صرف اپنی کوشش سے کھولنے کی کوشش کرتے تو کبھی کامیاب نہ ہو سکتے۔ پس اس میں کوئی شک نہیں کہ احمدیت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق پھلنا، پھولنا اور بڑھنا ہے۔ انشاء اللہ۔

اس وقت مَیں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے کچھ واقعات پیش کرتا ہوں کہ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ کس طرح فضل فرماتا ہے۔ کس طرح لوگوں کے دلوں کو کھولتا ہے۔ کس طرح ان تک احمدیت کا پیغام پہنچتا ہے۔

ہمارے نائیجر کے مبلغ سلسلہ لکھتے ہیں کہ ایک تبلیغی دورے کے دوران ایک کچا راستہ پکڑا اور اس پر تبلیغ کرتے ہوئے آگے روانہ رہے۔ تین دن کے بعد اسی راستے سے واپسی پر ایک جگہ، ایک گاؤں گِڈا اِعِیدی (Gidan Idee) ہے وہاں سے گزر رہے تھے تو لوگوں نے ہمیں روک لیا اور کہا کہ ہم سب آپ کی واپسی کا انتظار کر رہے تھے۔ آپ ابھی امام صاحب کے پاس چلیں۔ جب ہم امام کے پاس گئے تو انہوں نے بتایا کہ آپ ہمیں ابھی بیعت فارم دیں۔ ہم سب بیعت کرنا چاہتے ہیں۔ کہتے ہیں مَیں نے انہیں سمجھایا کہ بیعت کے لئے جلدی نہ کریں۔ امام صاحب نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری تسلی کرا دی ہے۔ اس لئے ہمیں جماعت کی سچائی میں اب کوئی شک نہیں رہا۔ تسلی کس طرح اللہ تعالیٰ نے کرائی؟ اس کا واقعہ انہوں نے یہ سنایا کہ یہاں سے جب آپ گزرے تھے تو آپ کے جانے کے بعد مارادی شہر کے وہابیوں کے بڑے امام صاحب اپنے قافلے کے ساتھ یہاں آئے اور یہ کہتے رہے کہ احمدی تو کافر ہیں اور تم لوگوں نے کافروں کو اپنی مسجد میں گھسنے دیا اور تبلیغ کی اجازت دی۔ ایسا کیوں کیا۔ جس پر گاؤں کے امام صاحب نے ان سے کہا کہ یہی فرق ہے آپ میں اور احمدیوں میں۔ آپ جب سے یہاں آئے ہیں آپ نے کافر کے سوا کوئی بات نہیں کی اور وہ یعنی احمدی جب تک یہاں رہے انہوں نے قرآن کریم اور حدیث کے سوا کوئی بات نہیں کی۔ اگر احمدیوں کی یہی بات کفر ہے تو ہمیں ان کا یہ کفر پسند ہے اور ہم ایسے ہی کافر بننا چاہتے ہیں۔ اس پر وہابیوں کا یہ بڑا مولوی نامراد ہو کر وہاں سے واپس چلا گیا اور گاؤں والوں کا ہمارے مربی کو، مبلغ کو اصرار تھا کہ بیعت فارم دے کے جائیں جو اس وقت تو نہیں تھے۔ بہرحال وہاں بیعتیں ہوئیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک بڑی جماعت قائم ہو گئی۔

پھر تنزانیہ سے ٹبورا کے مبلغ سلسلہ لکھتے ہیں کہ یہاں ایک بڑی جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ یہ جماعت ٹبورا شہر سے پینتیس کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ اس جگہ جماعت کا قیام ایک احمدی دوست سلیمان جمعہ صاحب کے ذریعہ سے ہوا۔ موصوف وہاں تبلیغ کے لئے جاتے تھے اور پمفلٹ تقسیم کرتے تھے۔ پھر اس پر کچھ افراد نے بیعت کر لی۔ اس کے بعد معلم سلسلہ نے بار بار اور مسلسل وہاں دورہ کر کے تبلیغ کی جس پر کچھ اور افراد نے بیعت کی اور اللہ کے فضل سے اب وہاں تعداد بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ افرادِ جماعت غریب ہیں لیکن ایمان کے جذبے سے سرشار ہیں اور اپنی مدد آپ کے تحت گاؤں کے مناسب حال انہوں نے وہاں ایک کچی مسجد بھی بنا دی ہے اور چندہ کے نظام میں بھی سب شامل ہیں۔

اسی طرح مالی کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ تیجانیہ فرقہ کے ایک بڑے امام آدم تنگارا صاحب نے بیعت کی۔ انہوں نے بیعت کرتے ہوئے بتایا کہ وہ ایک لمبے عرصے سے جماعت کی کیسٹس اور ریڈیو سن رہے تھے۔ مالی میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے کافی ریڈیو اسٹیشن ہیں۔ اور ان کا دائرہ ستّر اسّی میل تک ہے۔ ایف ایم ریڈیو اسٹیشن ہے۔ اللہ کے فضل سے کافی پھیلا ہوا ہے، وسیع پیمانے پر تبلیغ ہوتی ہے۔ کہتے ہیں کہ ان کے (یعنی جو آدم صاحب تھے،) والد مرحوم فرقہ تیجانیہ کے بڑے امام تھے اور انہوں نے اس علاقے کے 93 مشرک دیہاتوں کو مسلمان کیا تھا۔ ایک رات ان آدم صاحب نے خواب میں دیکھا کہ ان کے والد کہتے ہیں کہ احمدیت ہی سچا راستہ ہے اور وہ (یعنی ان کا بیٹا) احمدیت کے پیغام کو پھیلانے کے لئے بہت زیادہ کوشش کرے۔ تو اس کے بعد یہ ہمارے معلم کو ملے۔ معلم صاحب کے ساتھ تبلیغ کے لئے ایک گاؤں میں گئے۔ اس گاؤں کے لوگ پہلے مشرک تھے اور ان کے والد صاحب کے ذریعہ مسلمان ہوئے تھے۔ چنانچہ اس گاؤں کے امام جن کی عمر اس وقت ستاسی سال ہے وہ آدم صاحب کے والد صاحب کے گہرے دوست تھے۔ جب ان سے ملے تو انہوں نے کہا کہ انہوں نے ریڈیو پر جماعت کی تبلیغ سنی ہے۔ یقیناً احمدیت ہی سچا راستہ ہے۔ نیز انہوں نے آدم تنگارا صاحب کو نصیحت کی کہ وہ اس پیغام کو پھیلانے کے لئے بہت زیادہ کوشش کریں اور اس امام نے بھی وہی الفاظ کہے جو ان کے والد نے خواب میں کہے تھے یعنی والد کے دوست کے ذریعہ سے وہی الفاظ ان کو کہلوا دیئے گئے۔ اس رات انہوں نے تبلیغ کی اور اللہ تعالیٰ

کے فضل سے تین ہزار چار سو بیعتیں وہاں ہوگئیں۔

پھر ایک اور گاؤں سگرالہ ڈاکا (Sagrala Daka) میں تبلیغ کے لئے گئے۔ وہاں لوگ جمع ہوگئے تو انہیں تبلیغ کی۔ کچھ دیر کے بعد کچھ لوگ اٹھ کر گئے۔ ان کا خیال تھا کہ وہاں کوئی احمدی نہیں لیکن ہوا یہ کہ کچھ لوگ اٹھ کے گئے اور گھر سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اور میری کچھ تصویریں لے کر آئے اور کچھ پمفلٹ لے کر آئے اور انہیں بتایا کہ جب آپ نے تبلیغ شروع کی تو ہمیں اندازہ ہوگیا تھا کہ یہ وہی جماعت ہے جس کا ذکر ہمارے مرحوم بھائی کیا کرتے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ ان کے ایک بھائی گاؤسو فوفانا (Gaousso Fofana) صاحب گھانا میں گئے تھے۔ انہوں نے احمدیت قبول کی۔ بعد میں پھر وہ وہیں برکینا فاسو کے شہر بوبوجلاسو میں سیٹ ہوگئے۔ 2010ء میں وہ ہمیں ملنے کے لئے آئے تو ان کے پاس یہ تصاویر اور کتب تھیں۔ وہ یہاں بیمار ہوئے اور یہیں فوت ہوگئے۔ آج اللہ تعالیٰ اس جماعت کو ہمارے پاس لے آیا جس کی تبلیغ ہمارا بھائی کیا کرتا تھا۔ ہم سب گاؤں والے بیعت کرتے ہیں۔ اس دن اللہ کے فضل سے ایک ہزار کے قریب لوگ جماعت میں شامل ہوئے۔

پھر مالی کے ریجن جیما (Djema) سے وہاں کے معلم صاحب لکھتے ہیں کہ ایک دن ہمارے ریجن کے ایک احمدی عبدالسلام تراوڑے صاحب اپنے قریبی گاؤں میں گئے تو وہاں موجود گاؤں والوں نے ان سے کہا کہ کافی عرصے سے یہاں بارش نہیں ہورہی۔ اگر آپ کی جماعت سچی جماعت ہے تو آپ دعا کریں کہ بارش ہو اور اگر بارش ہوگئی تو ہم سمجھیں گے کہ واقعی آپ کی جماعت سچی جماعت ہے اور خدا کی مدد آپ کے ساتھ ہے۔ اس پر مکرم عبدالسلام نے نوافل پڑھے۔ گڑگڑا کر دعا کی کہ اے اللہ! اپنے مہدی کی سچائی کے لئے آج ہی یہاں بارش نازل فرما۔ یہ جو معلم ہیں یہ وہیں مالی کے مقامی رہنے والے ہیں۔ انہوں نے دعا کی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کا نشان دکھا۔ اور کہتے ہیں کہ اس دعا کے بعد وہاں بادل جمع ہونا شروع ہوئے اور اس قدر شدید بارش ہوئی کہ ہر طرف پانی جمع ہوگیا۔ اس کے کچھ دیر بعد لوگ عبدالسلام صاحب کے پاس آئے اور بتایا کہ ہمیں پتا لگ گیا ہے کہ جماعت احمدیہ واقعی سچی اور خدائی جماعت ہے اور اس طرح سارا گاؤں بیعت کر کے جماعت میں داخل ہوگیا۔

دیکھیں کس طرح اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے لئے نشان دکھاتا ہے۔ ضروری نہیں کہ ہر جگہ نشان دکھائے جائیں لیکن ان لوگوں کی نیک فطرت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ چاہتا تھا کہ ان کو ہدایت دے۔ اس لئے وہ نشان ظاہر بھی ہوگئے۔

غانا کے مبلغ ہمارے یوسف ایڈو سئی صاحب لوکل مشنری تھے، وہ وفات پا گئے ہیں۔ انہوں نے اپنا ایک واقعہ لکھا کہ لامبونا (Lambuna) ایک جگہ ہے، وہاں کے مقامی لوگوں نے ہمارے ایک داعی الی اللہ عبداللہ صاحب کو تبلیغ کے دوران بارش کے لئے دعا کرنے کے لئے کہا۔ جس پر انہوں نے اعلان کیا کہ کیونکہ وہ امام مہدی کے پیغام کو پہنچانے کے لئے تبلیغ کر رہے ہیں اس لئے ان کی دعا قبول ہوگی اور رات کو بارش ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسی رات ایک بجے اس علاقے میں موسلا دھار بارش ہوئی اور قبولیت دعا کے اس نشان کو دیکھتے ہوئے اس علاقے سے ایک بڑی تعداد کو قبول احمدیت کی توفیق ملی۔

پھر آئیوری کوسٹ کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ ایک نومبائعہ فاطمہ صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ احمدیت قبول کرنے کے بعد انہیں حقیقی اطمینان اور راحت نصیب ہوئی ہے۔ احمدیت نے انہیں حقیقی اسلام سے روشناس کرایا ہے۔ اسلام پر عمل کرنا نہایت آسان ہوگیا ہے۔ ساری بدعات چھٹ گئی ہیں کیونکہ احمدیت کی تعلیم ہی حقیقی اسلام کی تعلیم ہے۔ یہ ہر قسم کی بدعات، مشکلات اور پیچیدگیوں سے پاک ہے اور انہوں نے کہا کہ میں عہد کرتی ہوں کہ مرتے دم تک احمدیت پر قائم رہوں گی۔

پس حقیقی اسلامی تعلیم کو اپنایا جائے۔ صرف منہ سے بیعت کرنا یا احمدی کہلانا کوئی چیز نہیں ہے۔ تمام قسم کی بدعات سے بچنا اور صحیح اسلامی تعلیم کو اپنے اوپر لاگو کرنا یہ حقیقی بیعت ہے۔ جو نئے احمدی ہونے والے ہیں یہ جس روح سے احمدیت قبول کرتے ہیں پرانے احمدیوں کو بھی اگرچہ بعض دفعہ ان سے سستیاں ہو جاتی ہیں یہ چاہئے کہ اس روح کو اپنے اندر پیدا کریں اور جاری رکھیں۔ نہیں تو جو نئے آنے والے ہیں یہ کل آپ کے استاد نہ بن جائیں۔

آئیوری کوسٹ سے ایک نومبائع دوست طورے الولی صاحب لکھتے ہیں کہ بیعت کرنے کے بعد ان کی روحانیت میں ترقی ہوئی۔ نمازوں میں ذوق وشوق اور سرور آنے لگا۔ عملی حالت بھی بہتر ہوئی اور احمدیت یعنی حقیقی اسلام پر عمل کرنا آسان ہوگیا۔ کہتے ہیں اس کے علاوہ احمدیت کے علم کلام کے ذریعہ علم و عرفان میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ تو یہ دور دراز بیٹھے ہوئے لوگ جب احمدیت قبول کرتے ہیں تو کس طرح ان میں تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں، عملی تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا ہو رہا ہے۔ اور یہی چیز ہر احمدی کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

پھر مبلغ انچارج گنی کناکری لکھتے ہیں کہ ایک دوست سیلا (Sylla) صاحب اس غرض سے مشن ہاؤس آئے کہ ان کے اپنے گاؤں میں مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ سے مدد لی جائے۔ تو کہتے ہیں میں نے انہیں جماعت کا تعارف کروایا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے بارے میں بتایا۔ ایک بڑی لمبی نشست کے بعد یہ اتنے خوش تھے کہ کہنے لگے آپ نے تو میری آنکھیں کھول دیں۔ اور کہنے لگے کہ میری خواہش ہے کہ آپ میرے گاؤں چلیں تاکہ یہ پیغام سب لوگوں تک پہنچ جائے۔ چنانچہ پروگرام کے تحت ان کے گاؤں گئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے سارا گاؤں اور قریب کے پانچ گاؤں بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہوگئے۔ یہ دوست، سیلا صاحب کہتے ہیں کہ جب سے میں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی ہے اس وقت سے مجھ میں ایک روحانی تبدیلی پیدا ہوئی ہے جسے میں نے کبھی پہلے محسوس نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہوں نے اپنے دو بچوں کو وقف کر دیا ہے جس میں ایک بچہ ان کا اس سال جامعہ احمدیہ سیرالیون جائے گا اور دوسرا اگلے سال۔ کہتے ہیں مجھے وہ روحانی سکون ملا ہے جس کی برسوں سے مجھے تلاش تھی۔

بینن تھینگو ریجن کے مبلغ کہتے ہیں کہ کافی عرصہ پہلے جب یہاں مسجد تعمیر ہو رہی تھی تو وہاں سے ایک عیسائی پادری کا گزر ہوا۔ خوبصورت مسجد کی تعمیر دیکھ کر تعریف کی اور پوچھا کہ یہ کس کی مسجد ہے تو وہاں موجود معلم اسحاق صاحب نے کہا کہ احمدیوں کی مسجد بن رہی ہے اور ہم سب احمدی ہیں۔ عیسائی پادری نے کہا کہ میں سوالو (Savalou) شہر میں کافی عرصہ رہا ہوں۔ وہاں احمدیوں کی تبلیغ سننے کا موقع ملا ہے اور یہ سچے لوگ ہیں۔ آپ لوگوں نے صحیح مذہب چنا ہے اور اب اس کی بہترین رنگ میں پیروی کریں۔ اس پر ہمارے معلم نے پوچھا کہ اگر آپ کے نزدیک یہ سچے ہیں تو پھر آپ ان میں شامل کیوں نہیں ہو جاتے؟ اس پر پادری نے کہا کہ احمدیت یعنی اسلام یقیناً سچا مذہب ہے۔ آپ اس مذہب میں رہیں اور میں جس جگہ ہوں مجبوریوں کی وجہ سے ہوں۔ لیکن حقیقت یہی ہے کہ تم لوگ درست ہو۔

لیکن بعض ایسے بھی ہیں جن کو دنیا کا خوف نہیں، مجبوریاں نہیں اور پھر خدا تعالیٰ ان کے دل بھی کھولتا ہے۔

کانگو کے ایک عیسائی پادری نے احمدیت قبول کی اور ان میں نمایاں تبدیلی پیدا ہوئی۔ وہ کہنے لگے کہ میں نے سالہا سال بطور پادری کام کیا ہے اور لوگوں کو مذہبی تعلیم دی ہے لیکن جو دل کو تسلی اور خدا تعالیٰ کا قرب پانے کا احساس احمدیت میں ہوا ہے اس سے قبل کبھی نہیں ہوا تھا۔ اب احمدیت ہی میرا سب کچھ ہے۔

الجزائر کے ایک دوست اپنے خاندان کے احمدیت میں داخل ہونے کے بارے میں تحریر کرتے ہیں کہ ان کی والدہ نے خواب میں دیکھا کہ ایک شیخ ان کے گھر آئے ہیں اور ان کے بچوں کو اسلام کی نیک تعلیم دے رہے ہیں جس سے ان کے گھر میں بہت نیک اثر پڑا ہے اور گھر میں اس شخص کی بہت عقیدت پیدا ہوگئی ہے۔ ان کی والدہ لکھتی ہیں کہ ایک دن ان کی بیٹی ٹی وی دیکھ رہی تھی اور مختلف سٹیشنز تبدیل کر رہی تھی کہ اچانک ایم ٹی اے پر جا کر رک گئی۔ کہتی ہیں اس وقت وہاں ایم ٹی اے پر میری تصویر آ رہی تھی تو وہ تصویر دیکھ کر خوشی سے اچھلی اور کہنے لگی کہ یہ وہی شخص ہے جس کو میں نے خواب میں دیکھا۔ اس کے بعد انہوں نے باقاعدگی سے ایم ٹی اے دیکھنا شروع کیا جس سے انہیں معلوم ہوا کہ امام مہدی جس کا زمانہ منتظر ہے تشریف لا چکے ہیں اور اس طرح انہوں نے نومبر 2013ء میں بیعت کی اور جماعت میں داخل ہوگئے۔

بیعت کے بعد وہ لکھتی ہیں کہ وہ تمام دکھ اور پریشانیاں جو مجھے تھیں احمدیت میں داخل ہونے کی وجہ سے خوشیوں میں بدل گئیں۔ اس غلط معاشرے کی وجہ سے جو اولاد کی تربیت کا ڈر تھا جماعتی ماحول اور جماعتی تربیت سے وہ دُور ہوگیا۔ تو جماعتی ماحول میں اپنے بچوں کو لانا بھی بڑا ضروری ہے۔ نئے آنے والے اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ ہمیں بھی، پرانوں کو بھی ہر ایک احمدی کو یاد رکھنا چاہئے کہ جماعتی ماحول میں اگر بچوں کو رکھیں گے تو صحیح تربیت ہو سکے گی اور جب آپ اپنے صحیح نمونے دکھائیں گے تو تربیت ہو سکے گی۔ یہ جو کہتی ہیں میری پریشانیاں دور ہوئیں اور خوشیوں میں بدل گئیں تو اس لئے کہ عملاً اپنے آپ میں انہوں نے تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کی۔

پھر ہمارے کانگو کے مبلغ سلسلہ لکھتے ہیں کہ صوبہ باکونگو کے ایک شہر کنزاوٹے (Kinzauete) کے مقامی رہائشی احمد توتو (Toutou) صاحب نے ایک خواب دیکھا کہ اس نے اپنی نماز پڑھنے کی جگہ یعنی قبلے کو مختلف سمت میں پایا ہے۔ باقی لوگ پرانے قبلے کی طرف نماز پڑھ رہے ہیں لیکن وہ اور بعض اور لوگوں نے اپنا قبلہ تبدیل کر لیا ہے۔ اس خواب کی ان کو سمجھ نہیں آئی۔ اس کے بعد کہتے ہیں کہ گزشتہ سال کسی طریقے سے یہاں جماعتی پمفلٹ پہنچے تو ان میں سے ایک آدمی 260 کلومیٹر کا سفر کر کے جماعتی صوبائی ہیڈ کوارٹر میں مزید تحقیق کے لئے آیا۔ تحقیق کے بعد جب یہ وہاں آیا تو اس کے کہنے پر معلم کو وہاں بھجوایا گیا۔ جب ہمارے معلم صاحب وہاں پہنچے اور حقیقی اسلام کا پیغام دیا تو انہوں نے، گاؤں والوں نے قبول کر لیا اور نہ صرف اس شخص نے قبول کر لیا بلکہ ان کے کچھ عزیزوں نے بھی اور باقی لوگوں کو بتایا کہ میں نے تو پہلے ہی آپ کو اس بارے میں خواب سنایا تھا تو یہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی طرف اشارہ ہے۔ اس طرح مزید سترہ لوگوں نے بیعت کی۔ اور پھر اس کے بعد وہاں مزید تبلیغی کیمپ بھی لگائے گئے۔ میڈیکل کیمپ بھی لگائے گئے۔ وہاں کے میڈیکل کے ایک طالبعلم نے اسی روز جماعت قبول کر کے مسجد کے لئے اپنا پلاٹ پیش کر

دیا اور الحمدللہ وہاں کی جماعت بڑھتی چلی جارہی ہے اور مزید بیعتیں ہورہی ہیں۔

یہاں جو قبلہ تبدیل کرنے کی بات ہے تو قبلہ تو ہر مسلمان کا وہی ہے۔ جو غیر احمدیوں کا وہی احمدیوں کا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ صرف ظاہری قبلہ کی طرف منہ نہیں کیا بلکہ دلوں کا قبلہ بدلنا ضروری ہے اور خالص خدا تعالیٰ کی عبادت کی طرف توجہ پیدا ہونا ضروری ہے۔ پس اس بات کو ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ صرف قبلے کی طرف منہ کر کے عبادت نہیں ہو جاتی بلکہ دل اس طرف مائل ہونا چاہئے کہ میں اس قبلے کی طرف اس لئے منہ کر رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت خالص ہو کر کرنی ہے اور خدائے واحد کی حقیقت کو جاننے کی کوشش کرنی ہے۔

پھر مبلغ انچارج گنی کناکری لکھتے ہیں کہ کناکری کیپٹل (capital) سے دو سو کلومیٹر دور سُوْ مْبُو یادِی (Sou Bouyade) ایک بہت بڑا گاؤں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال یہاں مسلسل رابطے کے نتیجے میں سارا گاؤں اور مزید دیہات بھی احمدی ہو گئے۔ کہتے ہیں اتنی بڑی تعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمارا خیال تھا کہ یہاں باقاعدہ جماعت کا قیام کیا جائے۔ ہم جماعتی نظام کے قیام کے لئے وہاں پہنچے تو احباب جماعت پہلے سے ہمارے منتظر تھے جن میں وہاں کی جامع مسجد کے امام بھی تھے جو کہ بیعت کر کے جماعت میں شامل ہو چکے تھے۔ جب ہم نے انہیں بتایا کہ اب ہم یہاں باقاعدہ جماعت کا قیام کرنا چاہتے ہیں تو گاؤں کے چیف نے کہا ہمارا مال و اسباب اور سب کچھ حاضر ہے اور یہ بڑی مسجد آپ کی ہے بلکہ سارا گاؤں آپ کا ہے اور کہنے لگے ہم تو اتنے خوش ہیں کہ احمدیت اور حقیقی اسلام کو قبول کر کے ہم نے اپنی زندگی میں اس نعمت کو پا لیا ہے جو انتہائی قیمتی ہے اور اب ہماری آنکھیں کھلی ہیں اور ہمیں حقیقی اسلام کا چہرہ نظر آیا ہے۔

کانگو کے امیر صاحب بھی لکھتے ہیں کہ ایک دور دراز علاقے لُوبُوتُو (Lubutu) میں جماعت کا پیغام ایک پمفلٹ کے ذریعہ پہنچا۔ ان لوگوں نے پمفلٹ پر دیئے گئے ای میل ایڈریس کے ذریعہ جماعتی مرکز سے رابطہ کیا۔ چنانچہ لوکل مبلغ مصطفیٰ محمود صاحب کو ان کے پاس بھجوایا گیا۔ انہوں نے وہاں تین ماہ قیام کر کے جماعت کا پیغام دیا۔ اعلیٰ حکّام سے ملاقاتیں کیں۔ ان کو جماعت کا پیغام دیا۔ سنّی مسلمانوں اور عیسائیوں سے کئی روز مجالس سوال و جواب ہوئیں۔ وہ کہتے ہیں الحمدللہ کہ اللہ کے فضل سے وہاں جماعت قائم ہو چکی ہے اور ساٹھ سے زائد افراد احمدیت میں داخل ہو گئے۔ اس جماعت کے بعض لوگ اخلاص میں اتنے بڑھ گئے ہیں کہ جماعت کے ایک فرد جون 2014ء میں جلسے کے لئے آئے اور کشتی پر چھ سو کلومیٹر کا سفر طے کر کے شامل ہوئے۔

اب یہاں یورپ میں رہنے والوں، ترقی یافتہ ملکوں میں رہنے والوں کو اندازہ نہیں کہ چھ سو کلومیٹر کا سفر کتنا مشکل ہوتا ہے۔ وہ کہہ دیں گے کہ چھ گھنٹے میں طے ہو گیا۔ جہاں سڑکیں نہ ہوں، سواری نہ ہو وہاں انتہائی مشکل ہے اور صرف یہی نہیں بلکہ یہاں کانگو میں تو دریاؤں کی زیادتی کی وجہ سے بہت جگہوں پر سڑکیں ہی نہیں ہیں۔ کشتیوں پر سفر کرنا پڑتا ہے۔ تو تین سو کلومیٹر کا سفر انہوں نے کشتی کے ذریعے سے کیا اور پھر باقی تین سو کلومیٹر کا سفر جو خشکی کا تھا اس کے لئے ان کے پاس کرائے کی رقم نہیں تھی۔ ان کا کوئی دوست مل گیا۔ اس سے انہوں نے سائیکل ادھاری لی اور ایک ٹوٹی سائیکل پر یہ انتہائی تکلیف دِہ سفر انہوں نے کیا جس کا تصور بھی یورپ میں رہنے والوں کو ہلا کے رکھ دے۔ شاید آپ لوگوں میں تصور پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔ مبلغ کہتے ہیں اگر اس سائیکل کی حالت دیکھی جائے تو یقین کرنا مشکل ہے کہ اس نے کس طرح ٹوٹی پھوٹی سائیکل پہ اتنا لمبا سفر اختیار کیا۔ یہ صرف اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جو نومبائعین کے ایمانوں کو اس حد تک ترقی دے رہا ہے۔

پھر ہمارے ایک مبلغ سلسلہ لُنگی سے لکھتے ہیں کہ لُنگی ریجن میں پچھلے سال ایک گاؤں کے افراد کو تبلیغ کی جس کے نتیجے میں ان افراد نے جماعت احمدیہ کو قبول کرنا چاہا لیکن ایک غیر از جماعت امام جو سعودی عرب سے پڑھ کر آئے تھے اور علاقے میں بڑی شہرت رکھتے ہیں انہوں نے لوگوں کے پاس جا کر جماعت کے خلاف باتیں کیں جس کی وجہ سے اس گاؤں کے لوگوں نے بیعت کرنے سے انکار کر دیا۔ کہتے ہیں کہ جلسہ سالانہ سیرالیون پر ان کو بلایا گیا تو اس امام کو بھی جلسے میں شمولیت کی دعوت دی گئی۔ یہ امام صاحب جلسہ سالانہ میں شامل ہوئے۔ جلسے کی کارروائی دیکھتے رہے۔ جلسے کے دوسرے دن رات کے وقت اپنے علاقے کے چند لوگوں کے ساتھ یہ مبلغ کے پاس آئے اور سب کی موجودگی میں کہنے لگے کہ مَیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جماعت احمدیہ سچی ہے اور اب میں کبھی بھی جماعت کی مخالفت نہیں کروں گا بلکہ ان لوگوں کو جو بیعت کرنا چاہتے ہیں کہوں گا کہ بیعت کر لیں۔ تو ایسے بھی بعض صاف فطرت، نیک فطرت علماء ہیں۔ صرف وہی نہیں ہیں جو لوگوں کے ایمانوں کو بگاڑنے والے ہوں۔

ہمارے حافظ محمد صاحب اٹلی کے ہیں۔ انہوں نے کبابیر سے ایم ٹی اے پر لائیو نشر ہونے والے جو پروگرام ہوتے ہیں ان کو دیکھنے کے بعد کہا کہ میں عرصہ چھ ماہ سے اپنے دل میں بیعت کر چکا ہوں۔ خدا تعالیٰ اس پر گواہ ہے لیکن ابھی تک فارم بھر کر نہیں بھیج سکا۔ میں تن تنہا رہتا ہوں۔ میری خوشی کا کوئی انتہا نہیں کہ میں نے حق کو پہچان لیا۔ امام مہدی علیہ السلام کی صداقت کے لئے میں بذات خود ایک نشان ہوں۔ وہ اس طرح ہے کہ سال 2008ء میں پہلی بار اچانک میں نے ایم ٹی اے دیکھا جس میں ناسخ منسوخ کے اوپر گفتگو چل رہی تھی اس وقت مجھے آپ لوگوں کے بارے میں یا امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہ تھا۔ پروگرام اچھا لگا اور دیکھتا چلا گیا۔ اس کے بعد جنّوں کی حقیقت کے موضوع پر الحوار المباشر کا پروگرام دیکھا۔ اس پروگرام کے ذریعہ سے میں نے اس جماعت کی صداقت پر اعتراف کر لیا اور پھر یہ سلسلہ چلتا رہا اور کہتے ہیں اس کے بعد چھ مہینے قبل 2013ء میں حضرت مسیح کی صلیبی موت سے رہائی اور ان کی وفات کے اوپر پروگرام دیکھ کر اس قدر تسلی ہوئی کہ بیعت کئے بغیر رہ نہیں سکا اور اب اس پروگرام کے ذریعہ اپنی بیعت کا اعلان کرتا ہوں۔

پھر الجزائر سے عبدالحکیم صاحب کہتے ہیں۔ میں نوّے کی دہائی میں سول ڈیفنس اسکواڈ میں شامل ہوا کیونکہ ملک میں مذہبی جماعتیں اسلام کے نام پر ملک میں دہشتگردی پھیلا رہی تھیں اور لوگوں کو قتل کر کے اموال کو لوٹ رہی تھیں۔ (یہی حال سبھی دہشت گرد تنظیموں کا ہے جو اسلام کے نام پر کام کر رہی ہیں۔) کہتے ہیں اور ہمارا کام ایسے لوگوں سے ان کے اموال کو بچانا تھا۔ ہم اسلام سے کوسوں دور تھے مگر مَیں دعا کیا کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس حالت سے نکالے۔ مجھے اس بات پر سب سے زیادہ حیرت ہوتی تھی کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو قتل کرنے کا سوچ بھی کیسے سکتا ہے اور وہ بھی جہاد اور اسلام کے نام پر؟ کیا امام مہدی جب آئیں گے تو وہ بھی ایسے ہی قتل کا حکم دیں گے؟ مسلمان اپنے تمام تر اختلافات اور کفر کے فتووں کے باوجود ان کے ہاتھ پر کیسے اکٹھے ہو جائیں گے؟ کہتے ہیں۔ میرے ایک پرانے دوست عباس صاحب جو اس وقت احمدی ہو چکے تھے مگر مجھے علم نہیں تھا وہ ایک مرتبہ مجھے ملے اور مختلف امور پر بات کی۔ انہوں نے قرآن کریم کی ایسی تفسیر بیان کی جو پہلے کبھی نہ سنی تھی اور عقل کے عین مطابق تھی۔ دل اس کو سن کر مطمئن ہوا۔ انہوں نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک صدی پہلے امام مہدی کو ہندوستان میں مبعوث فرما دیا ہے اور انہیں قلم اور علم و معرفت کا ہتھیار دے کر بھیجا ہے جس کے ذریعے انہوں نے بڑے بڑے پادریوں کو شکست فاش سے دوچار کیا اور اب ان کی جماعت اسی راہ پر گامزن ہے۔ یہ سن کر مجھے لگا کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعاؤں کو قبول فرما لیا ہے۔ چنانچہ میں نے اسی وقت بیعت فارم پُر کیا اور اس پیاری جماعت میں شامل ہو گیا۔ کہتے ہیں اس کے چند دن بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک اندھیرے میدان میں رات کو چل رہا ہوں۔ پھر ایک بزرگ نظر آتے ہیں جو میرا ہاتھ تھام کر چل پڑتے ہیں۔ ہم سمندر کے کنارے پہنچتے ہیں تو وہاں ایک کشتی ہوتی ہے جس کے پاس ایک اور صاحب کھڑے نظر آتے ہیں جو ایسے لگتا ہے ہمارا ہی انتظار کر رہے ہوتے ہیں۔ ہم تینوں اس میں سوار ہو جاتے ہیں۔ مَیں دل میں سوچتا ہوں کہ یہ کون لوگ ہیں تو جو بزرگ مجھے ساتھ لائے تھے انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور یہ امام مہدی اور مسیح موعود مرزا غلام احمد علیہ السلام ہیں۔ اس کے بعد یہ کشتی چلتے چلتے ایک بحری جہاز کے پاس پہنچ جاتی ہے تو وہ دونوں مجھ سے فرماتے ہیں اس بحری جہاز میں سوار ہو جاؤ اور اس جہاز کے سواروں کے ساتھ جا ملو وہ تمہارے حقیقی اہل خانہ ہیں۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام بھی کس طرح دلوں پر اثر ڈالتا ہے۔ (اس کا ایک واقعہ پیش کرتا ہوں۔)

مراکش کے عبدالعزیز صاحب ہیں۔ وہ کہتے ہیں: مَیں تاریخ اور جغرافیہ کا استاد ہوں اور باوجودیکہ خدا تعالیٰ نے بڑی نعمتوں سے نوازا ہے میری ترقی بھی ہو گئی۔ مکان بھی ہے۔ لیکن میں نفس کی ضلالتوں میں پڑا رہا اور گناہوں میں گھرتا گیا حتی کہ خدا تعالیٰ نے بیعت کی توفیق دی اور میں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ شروع کیا تو احساس ہوا کہ یہ میرے زخموں کا مرہم اور میری روح کا علاج ہیں اور مجھے اپنے تزکیۂ نفس کی فکر پیدا ہوئی اور حضور انور کی خدمت میں اس غرض سے لکھنے کا احساس بیدار ہوا کہ خدا تعالیٰ مجھے صادقین میں لکھ لے۔

پھر جماعت میں جو شہادتیں ہوتی ہیں اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ کس طرح تائید و نصرت فرماتا ہے۔ اس بارہ میں جاپان سے ہمارے صدر جماعت لکھتے ہیں کہ شیخوپورہ میں جو خلیل احمد صاحب شہید ہوئے۔ جب میں نے خطبہ میں ان کا ذکر کیا تو ایک جاپانی دوست جن کا چھ ماہ سے جماعت کے ساتھ اس لحاظ سے تعلق تھا کہ تبلیغ ان کو کیا کرتے تھے ان کا فون آیا کہ میں احمدی ہونا چاہتا ہوں تو میں نے انہیں مسجد میں بلا لیا اور بیعت کی کارروائی ہوئی اور انہوں نے شہادت کے متعلق ان کا ذکر سن کے اس کے بعد بیعت کی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مالی قربانی کے نظام میں شامل ہیں۔

یادگیر کے امیر صاحب ضلع لکھتے ہیں کہ شہر یادگیر کے ایک نوجوان منجو ناتھ جن کا تعلق ہندو مذہب سے تھا وہ بی ایس سی کی تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ ان کے ساتھ ہی ہمارے ایک خادم بھی پڑھائی کر رہے تھے۔ ایک دن ان کو نوٹس لکھنے کے لئے نوٹ بک کی ضرورت پڑی تو انہوں نے ہمارے خادم کی نوٹ بک لے لی جس پر انسانیت زندہ باد اور محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں لکھا ہوا تھا۔ یہ پڑھ کر ان کے دل میں کافی اثر ہوا کہ اس زمانے میں جہاں اس قدر بدامنی پھیلی ہوئی ہے اس سے زیادہ پیارا پیغام دوسرا کوئی

نہیں ہوسکتا۔ اس نعرہ نے ان کے دل پر بہت پیارا اثر چھوڑا اور مزید معلومات کے لئے موصوف نے ہمارے خادم سے احمدیت کے بارے میں پوچھا۔ ان کو جماعت کا لٹریچر مہیا کر دیا گیا۔ گہرے مطالعہ کے بعد ان کو اس بات کا علم ہوا کہ جماعت احمدیہ ایک منظّم اور سچی جماعت ہے جو قیام امن کے لئے اور خدمت انسانیت کے لئے انتہا کی کوشش کر رہی ہے۔ جماعت کے بارے میں کافی کچھ جاننے کے بعد ان کے دل کو تسلی ہوگئی اور موصوف نے مارچ 2014ء میں بیعت کرلی۔

پس احمدیوں کے صرف نعرے نہیں بلکہ عملی حالتیں بھی ایسی ہونی چاہئیں کیونکہ یہ بھی تبلیغ کا ذریعہ بنتی ہیں۔ کئی دفعہ پہلے بھی مَیں کہہ چکا ہوں۔ اس لئے صرف اپنی تعلیم کو بتانے سے اثر نہیں ہوگا لیکن حقیقت میں جب لوگ عمل بھی دیکھیں گے تو پھر ہی توجہ پیدا ہوگی۔ اس لئے یہ بہت بڑی ذمہ داری ہر احمدی پر پڑتی ہے۔

مصر سے ایک دوست محمود صاحب لکھتے ہیں کہ خدا کی قسم! خدا کی قسم!! آپ لوگ حق پر ہیں اور کاش کہ تمام دنیا آپ کے نہج کی پیروی کرنے لگ جائے۔ الحمدللہ کہ ہمارے والد صاحب نے بیعت کی۔ پھر میرے بھائی نے، پھر والدہ نے اور پھر میں نے اور پھر میرے کزن نے اور میرے والد صاحب کے کزن نے بھی بیعت کرلی ہے۔

پھر بوسنیا کے مبلغ لکھتے ہیں کہ میں نے گزشتہ سال عملی اصلاح کے جو خطبات دیئے تھے ان کے نتیجے میں خصوصاً نماز فجر کی حاضری میں غیر متوقع طور پر افراد شامل ہو رہے ہیں جبکہ اس ملک میں برفباری کی وجہ سے کافی سردی بھی ہوتی ہے۔ بعض نئے نئے احمدی لوگ بڑی بڑی دور سے چالیس چالیس میل سے سفر کر کے آتے ہیں۔ اور بعض دس کلومیٹر سے سفر کر کے آتے ہیں جبکہ ان کے گھر پہاڑی علاقے میں ہونے کی وجہ سے رستہ بھی بہت مشکل ہے لیکن نمازوں میں خود بھی آتے ہیں اور دوستوں کو بھی ساتھ لے کر آتے ہیں۔

احمدیت میں شامل ہونے سے تبدیلیاں بھی کس طرح پیدا ہوتی ہیں۔ ایک تو نمازوں کی طرف توجہ ہے کہ موسم کی شدت کا بھی احساس نہیں کرنا، مسجدوں کو آباد کرنا ہے۔

دوسرے ایک اَور مثال دیتا ہوں۔ میسیڈونیا سے احمدی دوست کہتے ہیں کہ میری اہلیہ کا نام رضا ہے۔ جلسہ سالانہ جرمنی میں شامل ہوئیں اس سے پہلے وہ پردہ نہیں کرتی تھیں تو وہ مجھے لکھتے ہیں کہ میں آپ کا بڑا مشکور ہوں کہ جب لجنہ میں خطاب سنا تو انہوں نے حجاب لینا شروع کر دیا اور اب باقاعدہ پردہ کرتی ہیں اور احمدیت پر ثابت قدم ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایمان میں بھی ترقی کر رہی ہیں۔ تو ایسی نئی آنے والیاں جو اسلام کی تعلیم سے پیچھے ہٹ گئی تھیں وہ عورتیں بھی جب احمدیت قبول کرتی ہیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے صحیح اسلامی تعلیم کو اپنانے کی کوشش کرتی ہیں۔ اس لئے ہماری بچیوں کو، نوجوان بچیوں کو بھی، عورتوں کو بھی اس طرف دھیان دینا چاہئے کہ جو اسلامی شعار ہیں ان کی پابندی کریں۔ جن باتوں کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے ان کو کرنا ضروری ہے اور پردہ بھی ان میں سے ایک اہم حکم ہے۔

بہرحال یہ ان بیشمار واقعات میں سے چند ایک ہیں جن کو میں اکثر اپنی رپورٹس میں سے دیکھتا ہوں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ اپنے نشانات دکھا رہا ہے۔ کس طرح لوگوں کی خوابوں کے ذریعہ رہنمائی فرما رہا ہے۔ کس طرح مخالفین کی مخالفتیں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف نیک فطرت لوگوں کے دل پھیر رہی ہیں۔ کس طرح عیسائی پادری بھی اسلام کی حقانیت کا اعتراف کر رہے ہیں۔ کس طرح مسیح موعود کو مان کر لوگ علم و عرفان میں ترقی کر رہے ہیں۔ کس طرح اپنی عملی حالتوں کی بہتری کی طرف توجہ پیدا ہو رہی ہے۔ پس کیا یہ سب باتیں کسی انسان کی کوششوں کا نتیجہ ہیں۔ نہیں بلکہ یقیناً یہ باتیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حق میں خدا تعالیٰ کی تائیدات و نصرت کا پتا دیتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ثبوت ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق جو آخری زمانے میں امام آیا اس کی سچائی ثابت کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کی برتری ثابت کر رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سچے دین کی جستجو کرنے والوں کی رہنمائی کا پتا دے کر آج بھی خدا تعالیٰ کے وجود کا فہم و ادراک پیدا کر رہی ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ خدا کہاں ہے اور خدا ہے بھی کہ نہیں۔ جو نیک لوگ ہیں، نیک فطرت ہیں وہ دکھاتے ہیں کہ خدا ہے۔ لیکن افسوس ہے ان لوگوں پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پر باوجود مسلمان ہونے کا دعویٰ کرنے کے ایمان نہیں لاتے، جو اپنے نام نہاد علماء کی باتوں میں آ کر سچائی کو قبول کرنے سے انکار کر رہے ہیں۔ ایک عیسائی کو، ایک لامذہب کو، ایک ہندو کو تو اس بات کا ادراک ہو جاتا ہے کہ یہ نشانات اسلام کے سچا ہونے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کی دلیل ہیں لیکن مسلمان ہو کر خدا کو رہنما بنانے کی بجائے، اس سے ہدایت کا راستہ پوچھنے کی بجائے، اکثریت ان علماء سے راستہ پوچھتی ہے جن کے بارے میں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اس زمانے کے فتنہ و فساد کی جڑ یہ لوگ ہیں۔

پس ہمیں نئے آنے والوں کے واقعات سن کر جہاں اپنے اور ان کے ایمانوں میں ترقی کی دعا کرنی چاہئے وہاں مسلم امّہ کے متعلق بھی دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ انہیں عقل دے اور یہ زمانے کے امام کو مان کر اپنی دنیا و عاقبت سنوارنے والے بن سکیں۔

اس وقت مسلم دنیا کی حالت قابل رحم ہے۔ لیڈر عوام پر ظلم کر رہے ہیں۔ عوام انصاف اور رہنمائی نہ ملنے کی وجہ سے لیڈروں کے خلاف لڑ رہے ہیں۔ ہر مفاد پرست لیڈر بن کر اپنا گروہ بنا کر بیٹھا ہوا ہے۔ مختلف فرقے ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ پہلے اگر شیعہ سنّی فساد ہوتے تھے تو حکومتیں کنٹرول کر کے امن قائم کرنے کی کوشش کرتی تھیں۔ اب حکومتیں ہی فرقہ واریت کی جنگ میں ملوث ہوگئی ہیں۔ عراق، شام، لیبیا کے حالات تو گزشتہ سالوں سے بد سے بدتر ہو ہی رہے ہیں اب سعودی عرب اور یمن کے جو حالات ہیں وہ بھی بگڑتے جا رہے ہیں۔ سعودی عرب یمن کی مدد کے بہانے جنگ میں کود پڑا ہے اور یہ حالات بھی بد سے بدتر ہو رہے ہیں اور اب پتا نہیں کہاں جا کے یہ رکیں گے۔ اس جنگ کے وسیع تر ہونے کا بہت بڑا خطرہ ہے۔ طاغوتی طاقتیں مسلمانوں کو جس طرح کمزور کرنا چاہتی ہیں وہ اس میں کامیاب ہو رہی ہیں۔ پہلے یہ تھا کہ براہِ راست حملے ہوتے تھے اب بجائے براہ راست حملوں کے یہ طاقتیں آپس میں لڑا کر اپنے مقصد کو حاصل کر رہی ہیں اور مسلمان دنیا کو سمجھ نہیں آ رہی کہ یہ کیا کر رہے ہیں۔ یہ سوچتے نہیں کہ اس کی کیا وجوہات ہیں۔ اس کے نتائج کیا نکلیں گے۔ یہ بھی نہیں سوچتے کہ کیوں اللہ تعالیٰ کے اس آخری نبی کے ماننے والوں میں اتنا فتنہ و فساد ہے۔ کیوں ترقی کے عروج پر پہنچ کر زوال کی پستیوں میں تقریباً تمام مسلمان ملک گر رہے ہیں۔ اس زوال سے بچنے اور ترقی کی منزل پر دوبارہ چلنے کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ وہ ہے جو خدا تعالیٰ نے بتایا ہے کہ اس مسیح موعود کو مانو جس نے آخرین کو پہلوں سے ملانا ہے۔ فرقہ بندیوں کی بجائے ایک امّت بن کر مسیح موعود اور مہدی موعود کے ہاتھ پر جمع ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ توفیق دے۔ اس کے لئے ہمیں بہت دعائیں کرنی چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی دعاؤں کی توفیق دے اور انہیں قبول بھی فرمائے۔

نماز جمعہ کے بعد میں دو جنازے پڑھاؤں گا۔ ایک جنازہ حاضر ہے جو مکرم انصار احمد ایاز صاحب ابن مکرم ڈاکٹر افتخار احمد ایاز صاحب کا ہے جو 28/مارچ 2015ء کو پچاس سال کی عمر میں بوسٹن امریکہ میں وفات پا گئے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ ڈاکٹر افتخار ایاز صاحب لکھتے ہیں کہ عزیزم انصار تنزانیہ میں پیدا ہوئے تھے۔ یہ مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری خالد احمدیت کے نواسے اور مختار احمد ایاز صاحب کے پوتے تھے۔ نیک، قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے، تہجد پڑھنے والے۔ لندن یونیورسٹی سے انہوں نے کیمیکل انجنیئر نگ میں بی ایس سی اور بعد ازاں انفارمیشن ٹیکنالوجی میں ماسٹر کیا۔ نظام جماعت اور نظام خلافت کی کامل اطاعت کرتے تھے۔ طوالو کے پہلے صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھی مقرر ہوئے۔ لندن میں شعبہ اطفال الاحمدیہ میں پہلے سیکرٹری رہے اور پھر مجلس کے قائد بھی رہے۔ کافی عرصے تک اپنی مقامی جماعت کے سیکرٹری مال بھی رہے۔ ایک پُرجوش داعی الی اللہ بھی تھے۔ ان کے ذریعہ سے بیعتیں بھی ہوئیں۔ چندوں کی ادائیگی میں بہت باقاعدہ تھے اور گزشتہ تین سالوں سے اپنے شعبہ میں مزید مہارت کے لئے امریکہ میں رہائش پذیر تھے۔ وہاں شدید بیمار ہوگئے اور ڈاکٹروں نے جواب دے دیا۔ ان کے لنگز (lungs) پر اثر ہوگیا یا شائد لیور (lever) پر اثر ہوا۔ بہرحال ایک اچھے مثالی بیٹے، بھائی، شوہر، اور باپ تھے۔ اپنے بیٹے کی تربیت کا بھی انہیں خیال تھا۔ ان کے لواحقین میں والدین اور بہنوں کے علاوہ ان کی اہلیہ رضیہ سلطانہ صاحبہ اور نو سالہ بیٹا افنان ایاز شامل ہیں۔ یہ عطاء المجیب راشد صاحب کے بھانجے بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، درجات بلند کرے اور لواحقین کو صبر اور سکون عطا فرمائے۔

دوسرا جنازہ غائب ہے جو عزیزم وسیم احمد طالبعلم جامعہ احمدیہ قادیان کا ہے جو 25/مارچ 2014ء کو دریائے بیاس میں ڈوب کر وفات پا گئے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ چار دن کی مسلسل کوشش اور تلاش کے بعد ڈوبنے کی جگہ سے تقریباً دو کلومیٹر دور جا کر مرحوم کی نعش الٹی پڑی ہوئی ملی۔ مرحوم کے جسم پر کسی قسم کا نشان نہیں تھا اور نہ ہی نعش پھولی ہوئی تھی اور نہ ہی کسی قسم کی بدبو تھی۔ پوسٹ مارٹم اور قانونی کارروائی کے بعد نعش کو بذریعہ ایمبولینس قادیان لایا گیا اور وہیں نماز ظہر سے قبل دو دن پہلے ان کا جنازہ پڑھا گیا اور بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ مرحوم 23/اگست 1995ء کو پیدا ہوئے۔ صوبہ تلنگانہ سے ان کا تعلق تھا۔ پیدائشی احمدی تھے۔ ان کے دادا دیسی باشو میاں صاحب کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے دور خلافت میں حضرت سیٹھ حسن احمد صاحب صحابی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔ عزیزم وسیم احمد مرحوم 2013ء میں جامعہ قادیان میں تعلیم کی غرض سے وقف کر کے آئے اور اللہ کے فضل سے اچھے پڑھنے والے اور ہوشیار بچوں میں سے تھے۔ انتہائی خوش مزاج اور دین کی خدمت کا جذبہ رکھنے والے تھے۔ جب یہ موسمی تعطیلات میں واپس اپنے گھر گئے تو غیر احمدی بچوں کے ساتھ ان کا اٹھنا بیٹھنا ہوگیا۔ ان کے والد فوت ہو چکے ہیں، والدہ بڑی پریشان ہوئیں کہ وہ اس کو ورغلا نہ دیں۔ اس پر وسیم احمد نے اپنی والدہ کو کہا کہ اب میں قادیان میں ایک سال تعلیم حاصل کر کے آیا ہوں۔ میں اب ان غیر احمدی دوستوں کو جماعت کی تبلیغ کر رہا ہوں۔ یہ میرے ہم عمر ہونے کی وجہ سے بات بھی سن رہے ہیں۔ آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں احمدیت کے قبول کرنے کی توفیق دے۔ باقی طلباء کہتے ہیں کہ ہمیشہ ہم نے دیکھا کہ ان کو تہجد کے لئے جب جگانے جاؤ تو یہ پہلے ہی تہجد پڑھ رہے ہوتے تھے۔ ہمیشہ مسکرا کر بات کرنے والے۔ مرحوم نے اپنے پیچھے اپنی والدہ محترمہ امۃ الحفیظ صاحبہ جو کہ کافی ضعیف ہیں اور اکثر بیمار رہتی ہیں اور دو بڑے بھائی چھوڑے ہیں جن میں سے ایک واقف زندگی ہیں اور بطور معلم کام کر رہے ہیں۔ اور ان کی دو بہنیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند کرے اور ان کی والدہ کو اور باقی لواحقین کو بھی صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔

''آخر اسلام کا مذہب دلوں کو فتح کرے گا''

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

(طارق حیات۔ مربی سلسلہ احمدیہ)

واشنگٹن میں واقع PEW ریسرچ سینٹر کا شمار دنیا کے ان معتبر اداروں میں ہوتا ہے جو عصر حاضر میں روزمرّہ کے معاشرتی وسماجی وتمدنی معاملات، ادلتی بدلتی رائے عامہ، انسانی زندگی کے نت نئے رجحانات کے بارہ میں سروے کرنے اور اپنی تحقیقات اور متعلقہ اعداد وشمار پیش کرنے کے حوالہ سے معروف ہیں۔

2اپریل2015ء، بروز جمعرات مقدم الذکر اس ادارہ نے مذہبی دنیا کے حوالہ سے اپنی تازہ تحقیق شائع کی تو احمدیہ لٹریچر کا ایک عظیم الشان حصہ نظروں کے سامنے آ گیا۔

بی بی سی نے مذکورہ بالا ماخذ کے حوالہ سے لکھا کہ تازہ تحقیق بتاتی ہے کہ اگر دنیا کا موجودہ رجحان برقرار رہا تو **2070ء تک اسلام دنیا کا سب سے بڑا مذہب** بن جائے گا۔ اندازہ ہے کہ اگلے چار عشروں میں دنیا کی آبادی 9.3 ارب تک پہنچ جائے گی اور مسلمانوں کی تعداد میں 73 فیصد اضافہ ہوگا، جبکہ عیسائیوں کی آبادی 35 فیصد بڑھے گی اور ہندوؤں کی تعداد میں 34 فیصد اضافہ ہوگا۔

اس وقت مسلمانوں میں بچے پیدا کرنے کی شرح سب سے زیادہ ہے یعنی اوسطاً ہر خاتون 3.1 بچے کو جنم دے رہی ہے، عیسائیوں میں اوسطاً ہر خاتون 2.7 بچوں کو جنم دے رہی ہے، اور ہندوؤں میں بچے پیدا کرنے کی شرح 2.4 ہے۔

2010 میں پوری دنیا کی 27 فیصد آبادی 15 سال سے کم عمر تھی، وہیں 34 فیصد مسلمان آبادی 15 سال سے کم عمر تھی، اور ہندوؤں میں یہ آبادی 30 فیصد تھی۔ اسے ایک بڑی وجہ سمجھا جا رہا ہے کہ دنیا میں مسلمانوں کی آبادی دنیا کی آبادی سے زیادہ تیز رفتاری سے بڑھے گی جبکہ ہندو اور عیسائی آبادی اسی رفتار سے بڑھے گی جس رفتار سے دنیا کی آبادی بڑھے گی۔

رپورٹ کے مطابق امریکہ میں مسلمانوں کی آبادی یہودیوں سے زیادہ ہو جائے گی۔

رپورٹ میں بچے پیدا کرنے کی شرح کے علاوہ مذاہب کی ان آبادیوں میں اس الٹ پھیر کی وجہ تبدیلی مذہب کو بھی بتایا جا رہا ہے۔

آنے والے عشروں میں عیسائی مذہب کو سب سے زیادہ نقصان ہونے کا اندیشہ ہے اور کہا گیا ہے کہ جہاں 4 کروڑ لوگ عیسائی مذہب اپنا لیں گے وہاں 10 کروڑ 60 لاکھ لوگ عیسائی مذہب ترک بھی کر دیں گے۔ اسی طرح ایک کروڑ بارہ لاکھ لوگ اسلام کو اپنائیں گے اور وہیں تقریباً 92 لاکھ لوگ دائرہ اسلام سے خارج بھی ہو جائیں گے۔ (ملخص از بی بی سی ویب سائٹ)

دنیا ان اندازوں اور اعداد وشمار کو تا حال دنیا کی نظر سے ہی دیکھ رہی ہے لیکن ہم جانتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کے غلبہ اور ترقی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے وعدے بے شمار ہیں اور اس بارے میں اللہ تعالیٰ سے علم پا کر آپ نے بہت سی پیشگوئیاں فرمائی ہیں مثلاً

❁...... ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا''۔ (تذکرہ صفحہ نمبر 260)

❁...... یُصَلُّوْنَ عَلَیْکَ صُلَحَآءُ الْعَرَبِ وَ اَبْدَالُ الشَّامِ۔ وَ تُصَلِّیْ عَلَیْکَ الْاَرْضُ وَالسَّمَآءُ۔ وَیَحْمَدُکَ اللّٰہُ مِنْ عَرْشِہٖ۔

''تجھ پر عرب کے صلحاء اور شام کے ابدال درود بھیجیں گے۔ زمین و آسمان تجھ پر درود بھیجتے ہیں اور اللہ تعالیٰ عرش سے تیری تعریف کرتا ہے'' (تذکرہ صفحہ 129)

❁...... ''وَاِنِّی اَرٰی اَنَّ اَھْلَ مَکَّۃَ یَدْ خُلُوْنَ اَفْوَاجًا فِیْ حِزْبِ اللّٰہِ الْقَادِرِ الْمُخْتَارِ وَھٰذَا مِنْ رَّبِّ السَّمَاءِ وَعَجِیْبٌ فِیْ اَعْیُنِ اَھْلِ الْاَرْضِیْنَ۔

''اور میں دیکھتا ہوں کہ اہل مکہ خدائے قادر کے گروہ میں فوج درفوج داخل ہو جائیں گے اور یہ آسمان کے خدا کی طرف سے ہے اور زمینی لوگوں کی آنکھوں میں عجیب'' (نور الحق حصہ دوم، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 197)

❁...... ''کَتَبَ اللّٰہُ لَاَ غْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیْ''

''خدا لکھ چکا ہے کہ غلبہ مجھ کو اور میرے رسولوں کو ہے'' (براہین احمدیہ۔ صفحہ 667)

❁...... ''میں تجھے زمین کے کناروں تک عزت کے ساتھ شہرت دوں گا۔ اور تیرا ذکر بلند کروں گا۔ اور تیری محبت دلوں میں ڈال دوں گا''

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 442)

❁...... ''اِنِّی مَلَکْتُ الشَّرْقَ وَ الْغَرْبَ''

''میں مشرق اور مغرب کا مالک ہوا''

(تذکرہ صفحہ 412)

❁...... ''آئی لَوْیُو۔ آئی شیل گِوْیُوْ ءِ لارج پارٹی آف اسلام''۔

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن، جلد اوّل صفحہ 666)

❁...... ''بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے''

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن، جلد اوّل صفحہ 622)

❁...... ''خدا تعالیٰ نے بار بار میرے پر ظاہر کیا ہے کہ جو کرشن آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا تھا وہ تو ہی ہے۔ آریوں کا بادشاہ۔ اور بادشاہت سے مراد صرف آسمانی بادشاہت ہے''۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 552)

❁...... ''ایسا ہی طلوع شمس کا جو مغرب کی طرف سے ہوگا۔ ہم اس پر بہرحال ایمان لاتے ہیں لیکن اس عاجز پر جو ایک رؤیا میں ظاہر کیا گیا ہے وہ یہ ہے جو مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ممالک مغربی جو قدیم سے ظلمت کفر وضلالت میں ہیں آفتابِ صداقت سے منوّر کئے جائیں گے اور اُن کو اسلام سے حصّہ ملے گا۔ اور میں نے دیکھا کہ میں شہر لنڈن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلّل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں۔ بعد اس کے میں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور اُن کے رنگ سفید تھے اور شاید تیتر کے جسم کے موافق اُن کا جسم ہوگا۔ سو میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ اگرچہ میں نہیں مگر میری تحریریں اُن لوگوں میں پھیلیں گی۔ اور بہت سے راستباز انگریز صداقت کا شکار ہو جائیں گے۔''

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد سوم صفحہ: 377-376)

❁...... ''بارہا غوث اور قطب وقت میرے پر مکشوف کئے گئے، جو میری عظمت مرتبت پر ایمان لائے ہیں، اور لائیں گے۔ (تذکرہ صفحہ 129)

❁...... مرزا یعقوب بیگ صاحب کی روایت ہے کہ ''ایک دفعہ حضرت اقدس علیہ السلام فرمانے لگے کہ اگر کوئی مر کر واپس آ سکتا تو وہ دو تین صدیوں کے بعد دیکھ لیتا کہ ساری دنیا احمدی قوم سے اس طرح پُر ہے جس طرح سمندر قطرات سے پُر ہوتا ہے''

(تشحیذ الاذہان، جنوری 1913ء، صفحہ 39)

❁...... ''میں اپنی جماعت کو رشیا کے علاقہ میں ریت کی مانند دیکھتا ہوں'' (تذکرہ صفحہ 691)

اگر کوئی دنیا کی آنکھ سے دیکھے تو وہ مذکورہ بالا روس کے متعلق پیشگوئی کو بھی تعجب کی نگاہ سے ہی دیکھے گا لیکن ہمارا ایمان ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ''زار روس'' کا انجام ناممکن حالات میں پیشگوئی کے عین مطابق کر سکتا ہے تو وہی قادر وتوانا خدا روس کے علاقوں میں احمدیوں کو ریت کے ذرّوں کی طرح اَن گنت کرنے والا ہے۔

❁...... پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا۔

''خدا تعالیٰ نے اس گروہ کو (یعنی جماعت احمدیہ کو) اپنا جلال ظاہر کرنے کے لئے اور اپنی قدرت دکھانے کے لئے پیدا کرنا اور پھر ترقی دینا چاہا ہے تا دنیا میں محبت الٰہی اور توبہ نصوح اور پاکیزگی اور حقیقی نیکی اور امن اور صلاحیت اور بنی نوع کی ہمدردی کو پھیلا دے۔ سو یہ گروہ اس کا ایک خالص گروہ ہوگا اور وہ انہیں آپ اپنی روح سے قوت دے گا اور انہیں گندی زیست سے صاف کرے گا اور ان کی زندگی میں ایک پاک تبدیلی بخشے گا........ وہ اس گروہ کو بہت بڑھائے گا اور ہزارہا صادقین کو اس میں داخل کرے گا۔ وہ خود اس کی آبپاشی کرے گا اور اس کو نشوونما دے گا یہانتک کہ ان کی کثرت اور برکت نظروں میں عجیب ہو جائے گی۔ اور وہ اس چراغ کی طرح جو اونچی جگہ رکھا جاتا ہے دنیا کی چاروں طرف اپنی روشنی کو پھیلائیں گے اور اسلامی برکات کے لئے بطور نمونہ کے ٹھہریں گے.... اور ہمیشہ قیامت تک ان میں سے ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جن کو قبولیت اور نصرت دی جائے گی۔ اس رب جلیل نے یہی چاہا ہے وہ قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ہر یک طاقت اور قدرت اسی کو ہے''

(مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 198، اشتہار 4 مارچ 1889ء)

اسی طرح ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بھی اپنی 27 مئی 2008ء کی تقریر میں فرما چکے ہیں کہ احمدیت کی دوسری صدی غلبۂ اسلام کی صدی ہے۔

مانا کہ دنیا کے چند سیاست دانوں نے مکافات سے لاپرواہ ہو کر اپنے علاقوں میں جماعت احمدیہ کو غیر مسلم قرار دے دیا ہے، حکومتوں، تنظیموں اور اداروں کی پشت پناہی سے بعض ممالک میں معصوم احمدیوں پر ہر طرح کے مظالم ڈھائے جا رہے ہیں، احمدیوں کے برحق اسلام کا انکار کیا جا رہا ہے لیکن امام وقت سیدنا خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بروح القدس سمجھا چکے ہیں کہ وہ وقت آیا ہی چاہتا ہے کہ جب دنیا صرف جماعت احمدیہ کو ہی اسلام کے حقیقی نمائندہ کے طور پر دیکھے گی۔

سرچ انجن گوگل کی ویب سائٹ پر روزانہ ارب ہا دفعہ چکر لگایا جاتا ہے، اگر وہاں کوئی سوال کرے کہ دنیا کا تیز ترین رفتار سے بڑھنے والا فرقہ کونسا ہے تو جماعت احمدیہ کا ہی نام نامی آتا ہے۔ نیز ہم جانتے ہیں کہ آج دنیا میں اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کا علم اور دلائل کے میدان میں غلبہ قائم کر چکا ہے، اسی لئے جماعت احمدیہ کے عددی غلبہ کا وقت مقررہ آنے پر دنیا کی کوئی بھی طاقت اس غلبہ کو بھی روک نہیں سکے گی۔

امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے خالق حقیقی کے حضور حاضر ہونے سے معاً قبل جو پُرشوکت سطور تحریر فرمائیں، وہ واشگاف الفاظ میں بتاتی ہیں کہ:

''ایسے وقت میں جبکہ دنیا میں مذاہب کی کُشتی شروع ہے مجھے خبر دی گئی ہے کہ اس کُشتی میں آخر اسلام کو فتح ہے۔ میں زمین کی باتیں نہیں کہتا کیونکہ مَیں زمین سے نہیں ہوں............ زمین کے لوگ خیال کرتے ہوں گے کہ شاید انجام کار عیسائی مذہب دنیا پر پھیل جائے یا بدھ مذہب دنیا پر حاوی ہو جائے مگر وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ یاد رہے کہ زمین پر کوئی بات ظہور میں نہیں آتی جب تک وہ بات آسمان پر قرار نہ پائے۔ سو آسمان کا خدا مجھے بتلاتا ہے کہ آخر اسلام کا مذہب دلوں کو فتح کرے گا''

(پیغام صلح، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 485)

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
قانونی مشاورت برائے اسائلم
•Switching Visas
•Over Stayers
•Legacy Cases
•Work Permits
•Visa Extensions
•Judicial Reviews
•Tribunal Appeals
HEAD OFFICE
190 Merton High Street , Wimbledon,London, SW19 1AX
(1 minute from South Wimbledon Tube Station)
Tel: 02085 401 666, Fax: 02085 430 534
BRANCH OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

تحریک وقفِ نو کے متعلق تفصیلی ہدایات

(ڈاکٹر شمیم احمد۔ انچارج شعبہ وقفِ نو مرکزیہ لنڈن)

جو احباب اپنے بچوں کو تحریک وقفِ نو میں شامل کرنا چاہتے ہوں یا ان کے بچے پہلے سے شامل ہوں ان کی اطلاع اور رہنمائی کے لئے مندرجہ ذیل تفصیلی ہدایات شائع کی جارہی ہیں۔

(1)...تحریک وقفِ نو میں شمولیت کے لئے لازمی ہے کہ بچوں کی ولادت سے قبل والدین خود سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمتِ اقدس میں تحریری طور پر وقف کی درخواست بھجوائیں کہ وہ اپنے ہونے والے بچے کو وقف کے لئے پیش کرنا چاہتے ہیں۔

(2)...بعض احباب اپنے رشتہ داروں، عزیزوں یا دوستوں کے بچوں کے وقف کے متعلق درخواست بھجواتے ہیں کہ وہ فلاں کو وقف کرنا چاہتے ہیں لیکن یہ ذکر نہیں ہوتا کہ آیا والدین کی بھی خواہش ہے کہ نہیں۔ درست طریق یہ ہے کہ وقف کی درخواست والدین خود بھجوائیں۔ اگر خود خط نہ لکھ سکتے ہوں یعنی اَن پڑھ ہوں تو بھی درخواست والدین کی طرف سے ہونی چاہئے۔ زندگی کا وقف کرنا ایک سنجیدہ معاملہ ہے اس لئے کسی اور کی طرف سے درخواست پر کوئی کارروائی نہیں کی جاتی اور یہی جواب دیا جاتا ہے کہ والدین خود لکھیں۔

(3)...بعض والدین سمجھتے ہیں کہ وقف کے لئے مقامی جماعت میں اطلاع کرنا کافی ہے جبکہ وقفِ نو میں شمولیت کے لئے لازمی ہے کہ والدین خوب سوچ سمجھ کر دعاؤں سے کام لیتے ہوئے فیصلہ کرنے کے بعد سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمتِ اقدس میں خود تحریری طور پر وقف کی درخواست بھجوائیں۔ جو احباب اپنی مقامی جماعتوں میں اندراج کرواتے ہیں اور مرکز کو اطلاع نہیں کرتے ان کے بچوں کو وقفِ نو میں شامل نہیں کیا جاتا۔

(4)...مقامی، ضلعی اور نیشنل سیکرٹریانِ وقف نو کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ بچوں کو اس وقت تک اپنی وقفِ نَو کی فہرست میں شامل نہ کیا کریں جب تک والدین ان کو وکالت وقف نو یا شعبہ وقف نو مرکزیہ لندن کی طرف سے منظوری اور حوالہ نمبر کا خط نہ دیں۔ ہر بچے اور ان کی فیملی کے لئے ایک مخصوص نمبر الاٹ کیا جاتا ہے۔ سیکرٹریان اس بات کا ضرور خیال رکھیں کہ محض اس بات پر بچے وقفِ نو میں شامل نہیں ہوتے کہ والدین نے کبھی خط لکھ دیا تھا اس لئے لازمی ہے کہ بچہ وقف میں شامل ہوگیا ہے۔

(5)...درخواست بھجواتے وقت بعض احباب مکمل کوائف درج نہیں فرماتے اور بعض صورتوں میں پوسٹل ایڈریس حتیٰ کہ شہر یا ملک کا نام بھی نہیں لکھا ہوتا جس کی وجہ سے ایسے خطوط پر کارروائی کرنا ممکن نہیں ہوتا۔

اگر شہر یا ملک کا نام لکھا ہوا ہو تو جواب بتوسط امیر صاحب یا مشن ہاؤس بھجوایا جاتا ہے جس میں کافی دیر لگ جاتی ہے۔ اس وقت شعبہ وقفِ نَو کے پاس بہت سے ایسے خطوط پڑے ہوئے ہیں جن پر کوئی پتہ درج نہ ہونے کی وجہ سے کارروائی نہیں کی جاسکی۔ بعض احباب ایسے بھی ہیں جو چار چار خطوط لکھتے ہیں مگر کسی خط پر بھی پتہ نہیں لکھتے اور ہر خط میں یہ شکایت ضرور لکھتے ہیں کہ انہیں جواب نہیں دیا گیا۔ اس ضمن میں یہ بھی گزارش ہے کہ لفافہ کے باہر پتہ لکھنے کی بجائے اندر خط پر پتہ تحریر کرنا زیادہ مناسب ہے۔

(6)...بعض احباب لکھتے ہیں کہ انہیں جواب نہیں ملا یا انہیں حوالہ نمبر وقف نو نہیں بھجوایا گیا۔ ایسے احباب کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ بعض شہروں اور ملکوں میں ڈاک کی خرابی کی وجہ سے خطوط یہاں نہیں پہنچتے یا یہاں سے بھجوائے ہوئے خطوط انہیں موصول نہیں ہو پاتے۔ بعض احباب کو چار چار دفعہ جواب دیں تب ان تک پہنچ پاتا ہے۔

وقف کا خط لکھنے کے بعد یا فارم بھجوانے کے بعد آپ کا پتہ تبدیل ہوجائے یا ایک ملک سے دوسرے ملک چلے جائیں تو لازمی طور پر شعبہ وقفِ نو کو اطلاع دیں ورنہ جواب آپ کے گزشتہ پتہ پر چلا جائے گا اور آپ کو نہیں ملے گا۔

ربوہ کے احباب کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ اپنے دفاتر یا بیوت الحمد کا پتہ لکھنے کی بجائے گھر کا پتہ درج فرمایا کریں تاکہ انہیں براہ راست گھر کے پتہ پر جواب بھجوایا جاسکے۔

بعض عہدیداران صرف اپنا عہدہ لکھنا کافی سمجھتے ہیں اور اکثر مربیان اپنا پتہ لکھنے کی بجائے صرف مربی سلسلہ لکھ دیتے ہیں جو کافی نہیں۔ ایسے خطوط پر کارروائی ممکن نہیں۔

(7)...وقف کی درخواست کے ساتھ مندرجہ ذیل کوائف ضرور بھجوائے جائیں:

(ا)..... بچہ/ بچی کے والد کا نام

(ب)... بچہ/ بچی کی والدہ کا نام

(ج)... بچہ/ بچی کے دادا کا نام

(د)... گھر کا مکمل پتہ بمعہ ملک کا نام جس پر جواب بھجوایا جاسکے۔

(ر)....خط میں اپنے گھر کا ٹیلیفون نمبر یا موبائل ٹیلیفون نمبر ضرور درج کریں۔ پاکستان کے جو احباب اپنا ٹیلیفون نمبر درج کرتے ہیں انہیں شعبہ وقفِ نو کی طرف سے فون کردیا جاتا ہے کہ ان کا خط موصول ہوگیا ہے اور کب تک انہیں کاغذات مل جائیں گے۔

بہت کم والدین ہیں جو خط پر تاریخ درج کرتے ہیں جس سے پتہ نہیں چلتا کہ کب فیکس کیا تھا یا خط لکھا تھا۔ اس لئے درخواست ہے کہ لازمی طور پر خط لکھنے کی تاریخ ضرور درج کی جائے۔

یہ بھی درخواست ہے کہ ناموں کو احتیاط سے لکھا جانا چاہئے اور ہمیشہ ایک طرح نام لکھنا چاہئے کیونکہ کمپیوٹر بدلتے ہوئے ناموں میں فرق نہیں کرسکتا جس سے غلطی اور تکرار کا امکان پیدا ہوجاتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر کسی کا نام عبدالماجد طاہر ہے تو اسے صرف ماجد یا طاہر نہیں لکھنا چاہئے۔ یورپ میں رہنے والوں کی خدمت میں خاص طور درخواست ہے کہ اپنا نام بہت احتیاط سے لکھا کریں اور ویسے لکھا کریں جس طرح پاکستان میں لکھا کرتے تھے۔ مثال کے طور پر اگر کسی کا نام چوہدری رشید احمد آصف ہے تو اسے آصف چوہدری احمد رشید نہیں لکھنا چاہئے۔

(8)...جو احباب اپنے خطوط اپنی مقامی جماعتوں میں جمع کروا دیتے ہیں یا بتوسط پرائیویٹ سیکرٹری ربوہ بھجواتے ہیں انہیں نوٹ کرلینا چاہئے کہ ان کے خطوط لندن دستی ڈاک سے آتے ہیں۔ بعض اوقات ایسے خطوط بہت تاخیر (کم از کم 6 ماہ کی تاخیر) سے شعبہ وقف نو کو موصول ہوتے ہیں ان کے جواب میں اسی نسبت سے تاخیر ہوتی ہے اور پھر یہ بات شکایات کا موجب بنتی ہے۔ درخواست ہے کہ وقفِ نو کے بارہ میں لکھے ہوئے خطوط مقامی جماعتوں میں جمع نہ کرائے جائیں اور نہ ہی ربوہ کے پتہ پر خط ارسال کئے جائیں۔

پاکستان کے احباب کو یہ بات لازمی طور پر نوٹ کرنی چاہئے کہ پاکستان کی ڈاک بعض مجبوریوں کی بنا پر براہ راست پوسٹ نہیں کی جاسکتی۔ سارے پاکستان کی ڈاک مقامی سیکرٹریان کے توسط سے تقسیم کی جاتی ہے جس میں بعض جماعتوں میں تاخیر بھی ہوجاتی ہے۔ اس لئے بہتر ہوگا کہ اپنی مقامی جماعت کے مرکز سے یا سیکرٹری وقفِ نو سے رابطہ رکھیں۔ بعض والدین اپنی مقامی جماعتوں سے پتہ کرنے کی بجائے لندن شکایت کا خط لکھ دیتے ہیں اس لئے لازمی ہے کہ پہلے اپنی مقامی جماعت سے رابطہ کریں۔ اگر وہاں بھی نہ ملے تو پھر انچارج شعبہ وقفِ نو لندن سے رابطہ کیا جائے۔

(9)...بعض احباب فیکس کے ذریعہ وقف نو کے فارم بھجوائے جانے کی درخواست کرتے ہیں اور فیکس نمبر درج نہیں کرتے ہیں اور نہ ہی اپنا پتہ درج فرماتے ہیں۔ ایسے احباب کی خدمت میں عرض ہے کہ پتہ درج نہ ہونے کی وجہ سے ایسے خطوط پر کارروائی نہیں کی جاسکتی۔

جو احباب فیکس کے ذریعہ وقف کی درخواست بھجواتے ہیں ان کی خدمت میں عرض ہے کہ مضمون کے چاروں طرف کم از کم ایک انچ کا حاشیہ ضرور چھوڑا کریں۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو احتمال ہے کہ فیکس میں پتہ پرنٹ ہونے سے رہ جائے۔ پتہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے جواب نہیں دیا جاسکتا۔

(10)...بعض احباب وقف کا خط لکھتے وقت اسی خط میں بہت سی اور باتیں درج کردیتے ہیں جس کی وجہ سے ان کا خط مختلف شعبوں سے ہوتا ہوا بہت دیر کے بعد شعبہ وقف نو کو موصول ہوتا ہے۔ وقف کی درخواست مختصر لکھیں تو بہتر ہے اور اگر جواب جلدی چاہتے ہوں تو وقف کی درخواست میں دیگر امور کا ذکر نہ کیا کریں۔

(11) شعبہ وقفِ نَو کی طرف سے جو حوالہ نمبر بھجوایا جاتا ہے اسے سنبھال کر رکھا جانا چاہئے، ایک فائل بنا کر محفوظ کیا جانا چاہئے۔ بعض احباب حوالہ نمبر وقف نو کے لئے صرف یہ لکھ دیتے ہیں کہ ان کے یا فلاں عزیز کے بچے کا حوالہ نمبر بھجوا دیا جائے مگر کسی قسم کے کوائف درج نہیں کرتے۔ بغیر معیّن کوائف کے ہزارہا بچوں میں سے ملتے جلتے ناموں کی وجہ سے حوالہ نمبر بھجوانا ممکن نہیں۔ اس لئے انہیں لکھنا پڑتا ہے کہ کوائف مکمل کریں تاکہ حوالہ نمبر تلاش کیا جاسکے جس سے خط و کتابت کا کام بڑھ جاتا ہے اور تاخیر بھی ہوتی ہے۔

حوالہ نمبر کے حصول کے ضمن میں یہ بھی درخواست ہے کہ حوالہ نمبر کے لئے براہ راست اور صرف انچارج شعبہ وقف نو مرکزیہ لندن کو لکھا جائے کیونکہ حوالہ نمبر وقف نو لندن سے جاری کیا جاتا ہے۔ بعض احباب امراء، مربیان یا دیگر دفاتر سے رابطہ کرتے ہیں۔ حوالہ نمبر کے لئے مکمل تفصیلی کوائف کے ساتھ انچارج شعبہ وقفِ نو کو لکھا جانا چاہئے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حوالہ نمبر پہلے سے ہی بھجوایا جاچکا ہو۔

جو والدین لندن سے ارسال کردہ فارم واپس نہیں بھجواتے انہیں یاددہانی کا فارم بھجوایا جاتا ہے اگر وہ فارم بھی واپس نہ آئے اور بچے کی عمر بڑی ہوچکی ہو تو اس وقت بچوں کو وقفِ نو میں شامل نہیں کیا جاسکتا۔ یہ بھی نوٹ کرلیا جانا چاہئے کہ محض خط و کتابت کی بنیاد پر بچوں کو وقفِ نو میں شامل نہیں کیا جاتا۔ شمولیت کے لئے لازمی ہے کہ فارم واپس بھجوایا جائے تاکہ حوالہ نمبر الاٹ کیا جائے جس کے بعد بچے وقف میں شمار ہوسکتے ہیں۔

(12)...وقف نو میں منظوری کے بعد والدین کو چاہئے کہ وہ اپنی مقامی جماعت کے سیکرٹری وقف نو سے رابطہ کرکے انہیں اپنے کوائف سے آگاہ کرکے وقف نو کے پروگراموں میں شمولیت اختیار کریں۔

(13)...وقف نو کے ضمن میں بہت سا لٹریچر نصاب وقف نو، خطبات وقف نو، اردو کے قاعدہ جات وغیرہ شائع ہوچکے ہیں۔ انہیں اپنی مقامی جماعت یا مرکزی جماعت سے حاصل کرکے ان کا مطالعہ کریں اور جو ہدایات ہیں ان پر عمل کیا جائے۔ یہ کتب اپنی مقامی جماعت کے سیکرٹری وقفِ نو سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔ نیشنل سیکرٹریان یہ کتب اپنے ملکی نظام کے تحت ایڈیشنل وکالت اشاعت (ترسیل) لنڈن کے توسط سے منگواسکتے ہیں۔

(14)... پتہ تبدیل ہونے کی صورت میں نہائت ضروری ہے کہ شعبہ وقف نو مرکزیہ لندن کو اپنے نئے پتہ سے آگاہ کیا جائے۔ بعض احباب کئی کئی سال تک اپنے پتہ کی تبدیلی سے آگاہ نہیں کرتے۔ اگر وقف نو کا فارم پُر کرنے کے بعد سے آپ کا پتہ تبدیل ہوگیا ہے اور آپ نے ابھی تک اطلاع نہیں کی تو درخواست ہے کہ فوری طور پر شعبہ ہٰذا کو اپنے نئے پتہ کی اطلاع دیں اور خط و کتابت کرتے وقت وقف نو کا حوالہ نمبر ضرور درج کیا کریں۔ شعبہ وقف نو کا پتہ مندرجہ ذیل ہے:

Waqf-e-Nou Department (Central)
16 Gressenhall Road, LONDON
SW18 5QL U.K.

(15) وقف نو کی درخواستیں براہ راست شعبہ وقف نَو مرکزیہ لندن کی فیکس پر بھی بھجوائی جاسکتی ہیں۔ دفتر کا فیکس نمبر درجِ ذیل ہے: 44-208544-7643۔

اس کے علاوہ دفتر ھذا سے ٹیلیفون کے ذریعہ بھی رابطہ کیا جا سکتا ہے۔ دفتر کا ٹیلیفون نمبر 44-208544-7633 ہے اور دفتری اوقات لندن کے وقت کے مطابق صبح 10 بجے سے شام 7 بجے تک ہیں۔

اس کے علاوہ فوری رابطہ ای میل کے ذریعہ بھی ممکن ہے مگر صرف فوری کاموں کے لئے استعمال کیا جانا چاہئے۔ نیز یہ بھی درخواست ہے کہ اس ای میل پر صرف وقفِ نو کے متعلقہ امور کے لئے رابطہ کیا جائے۔ آپ کی ای میل موصول ہونے کے بعد اسی وقت شعبہ وقفِ نو کی طرف سے رسیدگی کی اطلاع دی جاتی ہے کہ آپ کی ای میل موصول ہوگئی ہے نیز اس کے ساتھ دیگر ہدایات بھی درج ہوتی ہیں جنہیں پڑھ لینا چاہئے۔

شعبہ وقف نو مرکزیہ لندن کا ای میل ایڈریس مندرجہ ذیل ہے:

waqfenoulondon@hotmail.co.uk.

☆......☆......☆

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

بقیہ: **اسلامی نظام حکومت کا اجمالی نقشہ**
از صفحہ 4

پوچھا کہ یہ کیا بات ہے اور اس کے منہ سے ایسا فقرہ کیوں نکلا؟ انہوں نے کہا تم نہیں جانتے یہ مسلمان لوگ واقعہ میں پاگل ہیں جب یہ خدا تعالیٰ کی راہ میں مرتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور انہوں نے کامیابی حاصل کر لی۔ میری طبیعت پر اس کا اتنا اثر ہوا کہ مَیں نے فیصلہ کر لیا کہ میں ان لوگوں کا مرکز جا کر دیکھوں گا اور خود ان لوگوں کے مذہب کا مطالعہ کروں گا۔ چنانچہ مَیں مدینہ پہنچا اور مسلمان ہو گیا۔ صحابہؓ کہتے ہیں کہ اِس واقعہ کا کہ ایک شخص کے سینہ میں نیزہ مارا جاتا ہے اور وہ وطن سے کوسوں دُور ہے، اُس کا کوئی عزیز اور رشتہ دار اس کے پاس نہیں اور اس کی زبان سے یہ نکلتا ہے کہ فُزْتُ وَ رَبِّ الْکَعْبَۃِ اس کی طبیعت پر اتنا اثر تھا کہ جب وہ یہ واقعہ سنایا کرتا اور فُزْتُ وَ رَبِّ الْکَعْبَۃِ کے الفاظ پر پہنچتا تو اس واقعہ کی ہیبت کی وجہ سے یکدم اس کا جسم کانپنے لگ جاتا اور آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے (بخاری کتاب الجہاد والسیر باب مَنْ ینکب اویطعن فی سَبِیْلِ اللّٰہِ، سیرت ابن ہشام جلد2 صفحہ127 مطبوعہ مصر 1295ھ) تو اسلام اپنی خوبیوں کی وجہ سے پھیلا ہے زور سے نہیں۔

مسلمانوں کی تمام جنگیں مدافعانہ تھیں

اللہ تعالیٰ اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ آسمان سے لشکر اُترے گا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کو کامیاب کرے گا؟ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مسلمانوں کو لڑائیاں بھی لڑنی پڑیں مگر جتنی بھی لڑائیاں ہوئی ہیں ان میں ابتداء کُفار کی طرف سے ہوئی ہے۔ کفار نے آپ حملہ کیا اور مسلمانوں کو ان کے دفاع کے لئے میدانِ جنگ میں اُترنا پڑا۔ پس سوال یہ نہیں کہ مسلمانوں نے جنگیں کی ہیں یا نہیں سوال یہ ہے کہ کیا اسلام نے یہ کہا تھا کہ اگر کفار کی طرف سے حملہ ہوا تب تم جیتو گے ورنہ نہیں؟ اسلام نے تو یہ کہا تھا کہ میں خود جیتوں گا اور وہ اسی طرح جیتا کہ جو لوگ اسلامی تعلیم کا مطالعہ کرتے یا مسلمانوں کی قربانی کا نظارہ دیکھتے اُن کے دل مرعوب ہو جاتے اور وہ اسلامی تعلیم کے حُسن اور اس کی صداقت کا اقرار کرنے پر مجبور ہو جاتے۔

کامیابی توپوں کے ساتھ نہیں بلکہ قرآن کے ساتھ وابستہ ہے

افسوس کہ آج کے مسلمان توپ و تفنگ کی طرف دیکھ رہے ہیں بجائے اس کے کہ وہ اسلامی احکام پر عمل کریں، اخلاقِ فاضلہ پر زور دیں، دعا، نماز اور ذکرِ الٰہی کی طرف توجہ کریں وہ یورپ کی طرف آنکھ اٹھائے اس اُمید میں بیٹھے ہوئے ہیں کہ کب یہ لوگ انہیں توپیں اور تلواریں دیتے ہیں جن کے زور سے وہ دنیا کو فتح کریں۔ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کی طرف نہیں دیکھتے وہ کافر کی توپ اپنے ہاتھوں میں لینا چاہتے ہیں حالانکہ کامیابی توپوں کے ساتھ نہیں بلکہ اسلامی تعلیم پر عمل کرنے کے ساتھ وابستہ ہے۔

کُفر کی مجموعی طاقت کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فیصلہ

(6) اب میں یہ بتاتا ہوں کہ طاقتِ مخالفانہ کے بارہ میں اس نے کیا حکم دیا ہے؟ طاقتِ مخالفانہ اور انفرادی مخالفت یہ دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ مخالفوں اور باغیوں کے متعلق اُس نے جو حکم دیا ہے اس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے اب کفر کی مجموعی طاقت کے متعلق اللہ تعالیٰ نے جو فیصلہ فرمایا ہے اُس کا ذکر کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَھُوْقًا (بنی اسرائیل:82) یعنی اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! تُو ان لوگوں سے کہہ دے کہ قرآن آ گیا اب کُفر اس کے مقابلہ میں نہیں ٹھہر سکتا۔ یہ کتنا عظیم الشان دعویٰ ہے جو قرآن کریم نے پیش کیا ہے۔ کیا دنیا کی کوئی طاقت ایسی مثال پیش کر سکتی ہے؟ امریکہ اور انگلستان نے سائنس میں کتنی عظیم الشان ترقی کر لی ہے مگر کیا کوئی امریکن سائنسدان یا انگلستان کا مقنّن یہ کہہ سکتا ہے کہ انہوں نے ایسا مکمل اور جامع قانون تیار کر لیا ہے کہ ساری حکومتیں اس کی اِتباع پر مجبور ہوں گی۔ باوجود ایک بے مثال ترقی کر لینے کے امریکہ اور انگلستان ایسا دعویٰ نہیں کر سکتے، لیکن قرآن کریم تمام دنیا کے سامنے یہ دعویٰ پیش کرتا ہے کہ میرا قانون ایسا مکمل اور اتنا جامع ہے کہ قیامت تک یہ اپنی موجودہ شکل میں ہی قائم رہیگا۔ یہ ایسا دعویٰ ہے کہ اس کی مثال دنیا کی کسی حکومت میں نہیں مل سکتی قرآن کریم کہتا ہے جَآءَ الْحَقُّ حق آ گیا جس کے معنے یہ ہیں کہ ہم نے ایسی حکومت بھیج دی ہے جس کے مقابلہ میں کوئی اور حکومت ٹھہر ہی نہیں سکتی۔

ایک شُبہ کا ازالہ

لوگ کہہ سکتے ہیں کہ ہم اس دعویٰ کو کیا کریں؟ قرآن کریم کے مقابلہ میں اور کئی حکومتیں ٹھہری ہوئی ہیں، ہندو موجود ہیں، عیسائی موجود ہیں، زرتشتی موجود ہیں اور ان کی کتابیں بھی موجود ہیں مگر سوال یہ ہے کہ کیا دنیا میں آج اسلام پر عمل کیا جاتا ہے یا ہندو اور عیسائی اور زرتشتی مذہب پر عمل کیا جاتا ہے؟ کیا اسلام کے سوا دنیا میں کوئی ایک مذہب بھی ایسا ہے جس کے پیرو اپنے مذہب پر عمل کر رہے ہوں؟ وہ کہتے یہی ہیں کہ ہم عیسائیت پر عمل کرتے ہیں یا ہندو مذہب پر عمل کرتے ہیں یا زرتشتی مذہب پر عمل کرتے ہیں لیکن شروع سے لے کر آخر تک وہ اسلامی تعلیم کو اپنا رہے ہیں۔ ان کا عمل انجیل پر نہیں، ان کا عمل ژند اَوِستا پر نہیں، ان کا عمل وید پر نہیں، ان کا عمل اسلام پر ہے۔ چنانچہ دیکھ لو عیسائیت کی تعلیم کی رو سے شراب پینا جائز ہے خود حضرت مسیح ناصری نے بھی انجیل کے مطابق (گو ہم مسلمان اس کے قائل نہیں) شراب کا معجزہ دکھایا مگر آج سارے یورپ میں ایسی سوسائٹیاں بنی ہوئی ہیں جو اس بات پر زور دے رہی ہیں کہ شراب پینی بند کر دی جائے اور سارے یورپ کے ڈاکٹر شور مچا رہے ہیں کہ شراب ایک زہر ہے جس کا پینا انسانی جسم کے لئے مُہلک ہے اس تمام جدوجہد میں کس مذہب کی فتح ہے؟ عیسائیت کی یا اسلام کی؟ اسلام نے کہا جَآءَ الْحَقُّ حق آ گیا اب باطل اس کے مقابلہ میں نہیں ٹھہر سکتا قرآن کریم نے شراب کو حرام قرار دیا تھا اب دنیا مجبور ہو رہی ہے کہ شراب کو ناجائز قرار دے۔

قرآن کریم کی پیش کردہ توحید کی فتح

پھر جب قرآن کریم آیا اُس وقت دنیا کے چپے چپے پر لوگوں نے بُت بٹھائے ہوئے تھے مگر آج دنیا کا تعلیم یافتہ انسان بُت کے آگے سر جُھکانے کے لئے تیار نہیں۔ دنیا کے چپے چپے پر سے بُت اُٹھ گئے اور وہی توحید دنیا میں قائم ہو گئی جو قرآن کریم نے پیش کی تھی۔ اسی طرح اور ہزاروں امور میں تعلیماتِ اسلامیہ کے فائق ہونے کو پیش کیا جا سکتا ہے۔ لوگوں نے ابھی ان حقائق کو نہیں مانا کیونکہ کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ کا اسلامی تعلیم پر برتری کو تسلیم کرنا مسیح موعود کے زمانہ کے ساتھ وابستہ تھا اور اب یہ کام اللہ تعالیٰ کی طرف سے شروع ہو چکا ہے لیکن اس حقیقت سے کوئی سمجھدار انسان انکار نہیں کر سکتا کہ اسلام نے ہر معاملہ میں جو تعلیم پیش کی ہے اس کا مقابلہ دنیا کا کوئی اور مذہب نہیں کر سکتا۔

(انوار العلوم جلد22 صفحہ 217 تا 254)

منزل بھی تیری ذات ہے اور ہمسفر بھی تُو

مولا مرا چراغ تُو شمس و قمر بھی تُو
طُولِ شبِ فراق میں نُورِ سحر بھی تُو

نیلم زمرّد پارس و لعل و گہر بھی تُو
حدِّ نظر بھی تُو ہی تُو مدِ نظر بھی تُو

مولا مرے اِدھر بھی تُو میرے اُدھر بھی تُو
منزل بھی تیری ذات ہے اور ہمسفر بھی تُو

جلوے ترے ہزار ہیں کوہ و دمن کے بیچ
تتلی بہار پھول کی صورت چمن کے بیچ

سنبل گلاب لالہ و سرو و سمن کے بیچ
ہر ہر گُلِ بہار کی ہر انجمن کے بیچ

کرتا ہے ڈال ڈال کو اک باثمر بھی تُو
منزل بھی تیری ذات ہے اور ہمسفر بھی تُو

تُو وہ ہے جو کہ خاک سے خوشبو نکال دے
پھولوں کو رنگ روپ دے اور بے مثال دے

اک کُن سے کہکشاؤں کو رستے پہ ڈال دے
اک دو نہیں ہزار جو سورج اُچھال دے

وہ بے مثال و باکمال و باہنر ہے تُو
منزل بھی تیری ذات ہے اور ہمسفر بھی تُو

مولا میں بے قرار ہوں اور چشمِ تر ہوں مَیں
اندھا سا اک فقیر سرِ رہگزر ہوں مَیں

سنتا ہوں تیری چاپ جدھر بس اُدھر ہوں مَیں
بخشش کی بھیک مانگتا پھرتا اِدھر ہوں مَیں

میرے خیال و خواب سے اک باخبر بھی تُو
منزل بھی تیری ذات ہے اور ہمسفر بھی تُو

مولا! وہ بھیک دے جو کرے درگزر مجھے
جانے دے بے حساب ہی اور خاص کر مجھے

اپنے کرم سے کر وہ عطا چشمِ تر مجھے
دھو کر مرے گناہ جو کرے معتبر مجھے

دشتِ طلب میں ایک مرا راہبر بھی تُو
منزل بھی تیری ذات ہے اور ہم سفر بھی تُو

(مبارک صدیقی ۔لندن)

جنوب مشرقی افریقہ کے ایک جزیرہ ''مڈغاسکر'' میں جماعت احمدیہ کا آغاز

مجیب احمد۔ مشنری انچارج، مڈغاسکر

مڈغاسکر میں احمدیت کے آغاز کے بارہ میں مختلف روایات ہیں۔ مختلف موقعوں پر جب مبلغین کرام ساتھ والے جزیرے کمور (COMOR) جانے کے لئے آتے تھے تب مڈغاسکر میں بھی انکی تبلیغ سے مختلف لوگوں اور مختلف مقامات تک احمدیت کا پیغام پہنچا۔ مگر جماعت کی رجسٹریشن کا باقاعدہ کام ہمارے مبلغ سلسلہ مکرم صدیق منور صاحب کے دور میں شروع ہوا، مورخہ 25 دسمبر 1996ء کو اس وقت کے صدر مکرم داؤد عبداللہ صاحب نے جماعت کے کاغذات جمع کروائے۔ ایک جمعۃ المبارک کے دن وزارت داخلہ سے اطلاع ملی کہ جماعت کے کاغذات دستخط ہو گئے ہیں، 16/04/1998 گورنمنٹ نے اخبارات میں جماعت کا نام شائع کر دیا، اور جماعت کے کاغذات مل گئے، مورخہ 25 مئی 1997ء کو پہلا نیشنل عاملہ مڈغاسکر کا اجلاس منعقد ہوا۔

مورخہ 10 اکتوبر 1998 کو جماعت احمدیہ مڈغاسکر کا پہلا جلسہ سالانہ ہوا، جس کا افتتاح مکرم ومحترم امین جواہر صاحب امیر جماعت ماریشس نے کیا۔

مورخہ 14 نومبر 1998ء کو پہلی مرتبہ LIVE خطبہ جمعہ MTA پر دیکھا گیا۔ مورخہ 27 مئی 1999ء کو پہلا جلسہ یوم خلافت منعقد ہوا۔ مورخہ 25 جولائی 1999ء کو پہلا جلسہ سیرۃ النبیؐ منعقد ہوا۔ مورخہ 21 نومبر 1999ء کو پہلا اجتماع خدام الاحمدیہ مڈغاسکر منعقد ہوا۔

مڈغاسکر (MADAGASCAR) کے دارالحکومت انتاناناریوو (ANTANANARIVO) میں جماعت احمدیہ کے مرکز کے لئے جگہ کی خرید کا سلسلہ شروع ہوا۔ آخرکار ہمارے مبلغ سلسلہ مکرم صدیق منور صاحب کی کوششیں رنگ لائیں اور اللہ کے فضل سے شہر کے وسط میں ڈیڑھ ایکڑ (1.5) زمین ڈھونڈی اور پسند آئی۔ اس زمین کے کاغذات یکم دسمبر 1999ء کو جماعت کے نام ہوئے۔ جسے اس وقت کی لوکل کرنسی کے مطابق تین سو ساٹھ ملین ایف ایم جی (360,000,000 FMG) یعنی تقریباً ($ 60,000) میں خریدا گیا۔

مورخہ 12/11/1998 کو دوسرے مبلغ سلسلہ مکرم

عطاالقیوم جمّن صاحب ماریشس سے تشریف لائے۔ اس کے بعد مبلغ سلسلہ مشہود احمد طور صاحب 2003ء میں چند ماہ کیلئے تشریف لائے۔

اس عرصہ میں مکرم مظفر سدھن صاحب مبلغ سلسلہ ماریشس بھی گاہے بگاہے مڈغاسکر تشریف لاتے رہے اور تبلیغ اور تربیت میں مدد کرتے رہے۔

اس کے بعد مکرم محمد اقبال باجوہ صاحب 2004ء میں تشریف لائے، آپ کو 29 جون 2014ء تک جماعت کی خدمت کی توفیق ملی، جس دوران مڈغاسکر میں جماعت کے سکول کی دو منزلہ بلڈنگ تعمیر ہوئی۔

مورخہ 27 مئی 2008ء کو جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ کے موقع پر مکرم امیر صاحب ماریشس نے اسکول کا نئی بلڈنگ میں افتتاح، اور قرآن مجید کے مالاگاسی (MALAGASY) زبان کے ترجمہ کا افتتاح کیا۔

اس دوران دو مبلغین کرام مکرم جبار ندیم صاحب اور مدثر احمد صاحب مورخہ 14 مئی 2014ء کو تشریف لائے۔ گزشتہ عرصہ کے دوران مالاگاسی زبان سیکھتے رہے، اس وقت خدا کے فضل سے میدان عمل میں خدمت بجالا رہے ہیں۔

اس کے بعد خاکسار مجیب احمد مبلغ سلسلہ مورخہ 12 جولائی 2014ء کو بینن سے مڈغاسکر آیا۔ سب سے قبل خاکسار نے جماعت کی رجسٹریشن کے کاغذات جو کہ 2004ء سے Expire تھے ان کو درست کروایا۔ پھر مکرم موسیٰ تیجو صاحب امیر جماعت ماریشس کی ہدایت پر تعمیر کے لئے اجازت حاصل کرنے کی کوشش کی تو معلوم ہوا کے اس کا پروسیجر کافی لمبا اور پیچیدہ ہے، جس میں چھ عدد مختلف محکموں سے اجازت لینا ضروری ہے۔ اس موقع پر خاکسار ان سب دوستوں کا بغرض دعا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہے جنہوں نے ہر موقع پر خاکسار کی حوصلہ افزائی کی اور بھرپور تعاون کیا، جن میں خاکسار کے دو ساتھی مبلغین مکرم جبار ندیم صاحب اور مدثر احمد صاحب اور ایک پاکستانی احمدی مکرم اجمل جہانزیب صاحب شامل ہیں جو کہ گزشتہ چودہ سال سے یہاں مقیم ہیں۔ دو ماہ کی کوششوں کے بعد ہمیں تعمیر کرنے کی اجازت مل گئی۔

سب سے قبل چار دیواری جو کہ تقریبا 421 میٹر لمبی ہے اس کا کام شروع ہوا جو کہ اب اپنے اختتام پر ہے۔ جماعت احمدیہ کی پہلی باقاعدہ مسجد کے سنگ بنیاد کی تیاری کا کام شروع کیا، چنانچہ طے شدہ پروگرام کے مطابق مکرم موسیٰ تیجو صاحب امیر جماعت ماریشس مورخہ 13 نومبر 2014ء کو اپنی اہلیہ کے ساتھ تشریف لائے، اور 14 نومبر 2014ء بروز جمعۃ المبارک اس پہلی مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد اس موقع کی مناسبت سے سب سے قبل پانچ بکرے صدقہ کئے گئے۔ اس کے بعد مقررہ جگہ پر ایک مختصر پروگرام کیا گیا جس میں تلاوت قرآن کریم اور وقف نو کے بچوں نے ترانہ پیش کیا۔ اس کے بعد سنگ بنیاد رکھا گیا۔

جن افراد کو سنگ بنیاد رکھنے کی سعادت ملی ان کے اسماء درج ذیل ہیں:

مکرم موسی تیجو صاحب امیر جماعت ماریشس نے سنگ بنیاد رکھا۔ مکرمہ فریدہ صاحبہ اہلیہ مکرم موسیٰ تیجو صاحب۔ مجیب احمد صاحب مشنری انچارج جماعت احمدیہ مڈغاسکر۔ مکرمہ نسرین اختر صاحبہ اہلیہ مجیب احمد مبلغ سلسلہ۔ مکرم عبدالرحمٰن صاحب (لوکل احمدی) صدر جماعت انتاناناریوو (ANTANANARIVO)۔ مکرم جبار ندیم صاحب مبلغ سلسلہ ریجن فینارانٹسو (FINARATSOA)۔ مکرم مدثر احمد صاحب، مبلغ سلسلہ ریجن ماہاجنگا (MAHAJANGA)۔ مکرم رانا فاروق احمد صاحب (پاکستانی احمدی)۔ مکرم حافظ بدرالدین (لوکل احمدی)۔ مکرم شکیل احمد صاحب (پاکستانی احمدی)۔ مکرمہ مونیق صاحبہ (لوکل احمدی) پرنسپل احمدیہ سکول۔ مکرم ارشاد احمد صاحب ایمیگریشن پولیس آفیسر اور ان کی اہلیہ۔ مکرم اجمل جہانزیب صاحب (پاکستانی احمدی)۔ مکرم شعیب احمد صاحب (پاکستانی احمدی)۔ مکرم انس احمد صاحب (لوکل احمدی)۔ مکرم ملک شفاقت صاحب نومبائع پاکستانی۔ عزیزم طارق مجیب صدر میونسپل کمیٹی۔ مکرم عباس صاحب لوکل نومبائع۔ مکرم امین صاحب لوکل نومبائع۔ ایک بچے نے تمام سکول کے بچوں کی طرف سے نمائندگی کی۔ تمام واقفین نو بچوں نے ملکر حصہ لیا۔ اس دوران فضا میں نعرہائے تکبیر بلند ہوتے رہے۔

اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے دعا کروائی اور کھانا تقسیم ہوا جو کہ یہاں کے ہر احمدی گھرانے کی طرف سے ایک ایک ڈش بنا کے پیش کیا گیا تھا۔

اس مسجد کی تعمیر پر تقریباً (25000) یورو کی لاگت آئے گی اور اس میں انشاء اللہ 250 نمازیوں کے لئے نماز ادا کرنے کی گنجائش ہوگی، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس مسجد کی تعمیر کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور اس مسجد کو مخلصین احمدیوں سے بھر دے۔ (آمین)

☆......☆......☆

بینن کے ریجن پورتونوو میں سالانہ میلہ Wémèxwê 2015 کا انعقاد اور جماعت احمدیہ کے بک اسٹال کی پذیرائی

(رپورٹ: میاں قمر احمد۔ مبلغ سلسلہ۔ بینن)

بینن کی ثقافت میں میلوں کی بڑی اہمیت ہے۔ ہر صوبے کے لوگ اپنی قومیت اور زبان سے محبت کے اظہار کیلئے ہر سال ان میلوں کا علاقائی ملکی سطح پر انعقاد کرتے ہیں، جن میں نہ صرف یہاں کے علاقائی سردار، بادشاہ بلکہ حکومتی عہدیدار اور ملک سے باہر مقیم علاقے کے پڑھے لکھے، امیر لوگ بھی شامل ہوتے ہیں ان میلوں کے نام یہاں سبزیوں، جانوروں، پرانے ہیروز اور علاقے کے نام پر رکھے جاتے ہیں۔ ان میلوں میں سے ایک میلے کا نام Wémèxwê (وَیمیھوَے) ہے جس کا مطلب مقامی زبان غوں میں Wémè کا میلہ ہے۔

Wémè بینن کے جنوب میں سمندر کے ساتھ ایک نشیبی علاقے کا نام ہے جس کو Valle یعنی وادی کا نام بھی دیا جاتا ہے جس میں چار بڑے شہر ہیں یہ علاقہ چاول کی کاشت کیلئے بہت موزوں ہے۔ چھ ماہ بارشیں ہونے کی وجہ سے پانی کی کثرت ہوتی ہے جس سے زمین زیر آب رہتی ہے اور لوگ ان چھ ماہ میں ماہی گیری پر گزارا کرتے ہیں۔ یہاں کے لوگ غوں زبان بولتے ہیں، عورتیں مردوں کے شانہ بشانہ کھیتوں میں کام کرتی ہیں۔ بود و باش کے لئے گھروں کی اکثریت کچے مکان اور گھاس پھوس کی جھونپڑیاں ہیں۔

Wémè کا میلہ ہر سال جنوری کے شروع کے دنوں میں منایا جاتا ہے۔ اور اس چار روزہ میلے کے تیسرے دن اگلے میلے کی تاریخ اور جگہ کا اعلان بھی کر دیا جاتا ہے۔ اس میلے کی سب سے دلچسپ بات یہ ہے کہ ہر سال اس میلے کے لئے کپڑوں کا ایک خاص ڈیزائن پرنٹ کروایا جاتا ہے جس کو شاملین مرد و زن خرید لیتے ہیں اور پھر اگلے میلے میں پہن کر اپنی دھرتی سے محبت اور اپنے صوبے کے لوگوں سے اپنائیت کا اظہار کرتے ہیں۔ اس میلے میں مختلف قسم کے سٹالز کے علاوہ بڑے بڑے آرائشی شامیانے لگائے جاتے ہیں جہاں پر ہزاروں لوگ کرسیاں پر بیٹھے طرح طرح کے علاقائی رقص دیکھنے اور گیت سنتے اور گھروں سے تیار کر کے لائے ہوئے طرح طرح کے کھانے بھی کھا رہے ہوتے ہیں۔ لوک گلوکار اور فنکار اپنے اپنے فن کا مظاہرہ کر کے رقم کی صورت میں داد وصول کرتے ہیں۔ یوں یہ میلہ لوگوں کیلئے ایک تفریح کا موقع ہوتا ہے جس کا لوگ سارا سال انتظار کرتے ہیں۔

امسال مورخہ 14 تا 18 جنوری 2015 اس میلے کا انعقاد Agugue آگوگوئے نامی گاؤں کے ایک سکول کی وسیع گراؤنڈ میں کیا گیا جس میں سبز کپڑے میں ملبوس اس دھرتی کے ہزاروں باسیوں نے بڑھ چڑھ کر شرکت کی۔ جو دُور دُور سے کاروں بسوں موٹر سائیکلوں اور پیدل ناچتے گاتے، اس میلے میں شرکت کرنے کے لئے آئے تھے۔ اس سکول میں داخل ہوتے ہی مختلف قسم کے سٹالز لگائے گئے تھے جن میں لوکل، ملکی اشیاء کے علاوہ بچوں کے کھلونے، دیسی ادوایات، ملکی کپڑوں اور روایتی افریقی کھانوں کے سٹال تھے جو اس میلے کی رونق بڑھا رہے تھے اور یہاں جماعت احمدیہ کا سٹال بھی تھا۔ جس کے باہر قرآن پاک کی تصویر کے ساتھ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَ عَلَّمَہ مع فرنچ ترجمہ اور حضرت مسیح موعودؑ کے اقتباس جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے، کا فرنچ ترجمہ کا بینر ہر آنے جانے والے کو قرآن مجید کی تعلیم سیکھنے کی دعوت دے رہا تھا۔ قرآن مجید اور دیگر جماعتی لٹریچر میز پر ترتیب کے ساتھ لگا ہوا تھا، نیز یہاں پر ایم ٹی اے کا بھی انتظام تھا۔ علاوہ ازیں وقتاً فوقتاً حضور انور کی زندگی اور جماعت احمدیہ کی ترقیات کی فرنچ زبان میں فلم بھی دکھائی جا رہی تھی جو ہر آنے جانے والے کو اپنی طرف کھینچتی تھی۔ ہمارے مقامی معلمین توفیق صاحب، آلاموں قاسم صاحب، مورتلہ محمد اور داؤدا کریم صاحب ہر زائر کو نہ صرف جماعت اور کتب کا تعارف کرواتے بلکہ پمفلٹ بھی تقسیم کرتے۔

چنانچہ مورخہ 14 جنوری 2015 کو اس میلے کا

افتتاح شام 4-00 بجے کیا گیا جس میں بینن کے وزیر داخلہ اور وزیر تجارت نے شرکت کی۔ افتتاحی پروگرام کے بعد یہ معزز مہمان خریداری کے ان سٹالز پر تشریف لائے تو جماعت کی طرف سے ان وزرائے مملکت کو خوش آمدید کہا گیا اور محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں کے الفاظ میں جماعت کی طرف سے خیر سگالی کا پیغام دیا گیا۔ ساتھ ہی ساتھ قرآن مجید، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سوانح حیات (از حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ) اور حضرت مسیح ناصریؑ کی سچی داستان زندگی کا فرنچ زبان میں ترجمہ بطور تحفہ دی گئی۔ ان مناظر کو ملک کے نیشنل ٹی وی ORTB کے کیمروں نے بھی محفوظ کیا۔

یہ نمائش چار روز جاری رہی۔ دن ہو یا رات ہو، سٹال پر آنے والے ہر زائر کو جماعت کا تعارف کروایا جاتا اور جماعتی پمفلٹ تقسیم کئے جاتے رہے۔

تأثرات:

☆جماعت کے لئے سٹال کے لئے جگہ بُک کرواتے وقت شعبہ سٹال کے نگران Mr Kpoto جو میئر پورتونوو کے ایک عہدیدار ہیں اور جماعت کے ساتھ اچھا دوستانہ تعلق ہے، سے جب پوچھا گیا کہ کیا آپ ہمارے لئے یہاں روشنی کا انتظام کریں گے۔ تو وہ مسکرا کر کہنے لگے جماعت احمدیہ تو خود ایک روشنی ہے آپ کو روشنی کی کیا ضرورت ہے۔

☆تحصیلدار Ouando (C.A) کی اہلیہ جو ساتھ ہی ایک سٹال لگائے ہوئے تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف 'گورنمنٹ انگریزی اور جہاد' کا فرنچ ترجمہ گھنٹوں پڑھتی رہیں اور کہنے لگیں کہ یہاں کے مسلمانوں کے جہاد اور جبری نفاذ شریعت کے تصور کو دیکھ کر ایک عیسائی ہونے کے ناطے، میں اسلام کی شدید مخالف تھی لیکن اب اس کتاب پڑھنے کے بعد واقعتاً میرا ذہن تبدیل ہوگیا ہے کہ اصل اسلام کی تعلیم یہ نہیں جس کا آجکل چند گروپوں سے اظہار ہورہا ہے۔

☆ایک ٹیچر جو Dango شہر کے گورنمنٹ کے سکول ٹیچر تھے انہوں نے جماعت کی محبت اور امن کی تعلیم پڑھی تو کہنے لگے کہ "مجھے زیادہ سے زیادہ یہ لٹریچر دیں تا کہ میں اپنے طالبعلموں کو بھی دوں تا کہ معاشرہ امن اور محبت سے بھر جائے" اور بعد میں واقعتاً کچھ سٹوڈنٹ آئے اور انہوں نے کہا کہ یہ لٹریچر ہمیں اپنے ٹیچر سے مل چکا ہے۔

دوران نمائش جب لوگوں کو جماعت کا پمفلٹ 'امن، آزادی، مساوات، محبت اور بھائی چارہ' دیا گیا تو اس کو پڑھ کر ایک قاری نے یہ تبصرہ کیا کہ اگر سب مسلمان، احمدیوں کی اس تعلیم پر عمل کریں تو ہمیں نہ ہی فوج اور نہ ہی پولیس کی ضرورت ہو سب لوگ آپس میں بھائی بھائی بن جائیں۔

چار دن جاری رہنے والی اس نمائش میں 20,000 سے زائد سیاسی، مذہبی، سماجی اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد نے ہمارے سٹال کو وزٹ کیا۔ کئی زائرین سے تبلیغی گفتگو اور سوال و جواب کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ بہت جماعتی لٹریچر فروخت کیا گیا۔ 20,000 سے زائد پمفلٹ تقسیم کیے گے۔ اسی طرح MTA اور حضور انور ایدہ اللہ کی فرنچ ویڈیو کے ذریعہ نیز نمائش کے سینٹرل مائکروسسٹم کے ذریعہ (جو اعلانات کی صورت میں ہر ایک کو سٹال کا تعارف کرواتے تھے)۔ 50,000 سے زائد لوگوں تک جماعت کا پیغام پہنچا۔

قارئین سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان مساعی کے نیک ثمرات عطا فرمائے۔

☆......☆......☆

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بتاریخ 04/مارچ 2015ء بروز بدھ قبل از نماز ظہر مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر **مکرم جاوید جمشید رانا صاحب (ابن مکرم رانا جاوید احمد صاحب مرحوم۔ لیوشم)** کی **نماز جنازہ حاضر** پڑھائی۔

آپ 27 فروری 2015ء کو 29 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم گذشتہ بارہ سال سے جگر کے کینسر میں مبتلاء تھے۔ مرحوم کو دس سال قبل ان کے ڈاکٹرز نے بتادیا تھا کہ آپ کی عمر زیادہ سے زیادہ دس سال باقی ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے آپ پر فضل فرمایا اور آپ نے بارہ سال تک بیماری کا مقابلہ کیا۔ مرحوم بہت نیک، صابر، شاکر اور متوکل نوجوان تھے۔ لواحقین میں والدہ اور ایک ہمشیرہ سوگوار ہیں۔

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی **نماز جنازہ غائب** بھی ادا کی گئی:

(1) مکرمہ ناصرہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم شیخ نذیر احمد شفیع صاحب۔ لاہور)

14 نومبر 2014ء کو 92 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ شادی کے بعد اپنے خاوند کے ہمراہ افریقہ چلی گئیں۔ جہاں اپنے قیام کے دوران بہت سے بچے بچیوں کو قرآن کریم کی تعلیم سے آراستہ کیا۔ بہت مہمان نواز، چندوں میں باقاعدہ اور مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی ایک مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

(2) مکرم چوہدری محمود انور بھلی صاحب (آف 98 شمالی سرگودھا)

21 نومبر 2014ء کو 81 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ ایک صاحب علم، صائب الرائے، مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے، ضرورت مندوں کی بلاتفریق امداد کرنے والے، غریب پرور، مخلص اور نافع الناس وجود تھے۔ آپ کا نظام جماعت اور خلافت سے اخلاص اور عقیدت کا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔

(3) مکرم شیخ عبدالرشید ظفر صاحب (آف گلستان کالونی فیصل آباد)

28 نومبر 2014ء کو 68 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو 20 سال نگران حلقہ گلستان کالونی خدمت کی توفیق ملی۔ آپ نماز باجماعت کے پابند، تہجد گزار، خاموش طبع، چندہ جات میں باقاعدہ، ہر مالی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے نیک اور مخلص انسان تھے۔ خلافت کے ساتھ گہری محبت اور اخلاص کا تعلق تھا۔

(4) مکرم عبدالماجد خان صاحب (سابق امیر ضلع ڈیرہ غازیخان)

18 دسمبر 2014ء کو 77 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ مکرم مولانا عبدالواحد خان صاحب معلم اصلاح و ارشاد مرکزیہ کے بیٹے تھے۔ آپ کو قائد خدام الاحمدیہ، صدر جماعت اور امیر ضلع ڈیرہ غازیخان کی حیثیت سے خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ پیشہ کے اعتبار سے ٹیچر تھے۔ دعوت الی اللہ کرنے کی وجہ سے اسیر راہ مولیٰ بھی رہے۔ نہایت بااصول اور باکمال انسان تھے۔ ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتے تھے۔ MTA کی سرائیکی نشریات میں کامیاب مذاکرے کرنے کی توفیق پائی۔ آپ کا خلافت سے اخلاص و وفا کا تعلق تھا۔

(5) مکرم مختار احمد حیدر صاحب (آف جھنگ صدر)

یکم فروری 2015ء کو 78 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو قائد مجلس خدام الاحمدیہ اور 9 سال زعیم انصاراللہ، سیکرٹری مال، ضیافت، سمعی بصری نیز قائمقام ناظم انصاراللہ ضلع جھنگ اور 35 سال سیکرٹری تحریک جدید شہر و ضلع خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ جماعتی اموال کو خرچ کرنے میں بڑی احتیاط سے کام لیتے۔ آپ صوم وصلوۃ کے پابند، بے حد مہمان نواز، صلہ رحمی کرنے والے اور ہر ایک کے دکھ سکھ میں شامل ہونے والے بڑے نیک، مخلص اور امین انسان تھے۔ واقفین زندگی اور مربیان کا خاص احترام کرتے اور ان کو ہر ممکن تعاون مہیا کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(6) مکرمہ مجیدہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم ملک مجید احمد صاحب۔ کراچی)

7 فروری 2015ء کو 72 سال کی عمر میں طویل علالت کے بعد وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت محمد شفیع صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیٹی تھیں۔ آپ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ بہت سے بچے بچیوں کو قرآن کریم پڑھانے کی توفیق پائی۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور پانچ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(7) مکرم عبدالقیوم صاحب (ابن مکرم عبدالمجید صاحب مرحوم۔ لاہور)

13 فروری 2015ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت شیخ عبدالحمید شملوی صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے اور مکرم پروفیسر عبدالودود صاحب شہید لاہور کے چھوٹے بھائی تھے۔ آپ کو 1984ء میں کلمہ کیس میں اسیر راہ مولیٰ رہنے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ بوقت وفات آپ اپنے حلقہ کے نائب صدر اور جنرل سیکرٹری کی حیثیت سے خدمت بجالارہے تھے۔ پنجوقتہ نمازوں کے پابند، باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم کرنے والے، انتہائی ملنسار اور نیک اور مخلص انسان تھے۔ خلافت سے گہری عقیدت اور وفا کا تعلق تھا نیز اپنے بچوں کو بھی خلافت سے وابستگی کی تلقین کیا کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑا ہے۔

(8) مکرمہ ناصرہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم مبارک احمد کھوکھر صاحب مرحوم ترگڑی۔ ضلع گوجرانوالہ)

14 فروری 2015ء کو 80 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، دعا گو، عہدیداران اور مرکزی مہمانوں کی خدمت کرنے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

(9) مکرمہ ہدایت بی بی صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری محبّ الرحمان صاحب مرحوم۔ چک 88 ج ب۔ فیصل آباد)

14 فروری 2015ء کو 97 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ جماعت کے لئے بہت غیرت رکھنے والی، عبادت گزار، تہجد کی پابند، غریب پرور، ہمدرد اور ہر کسی کے کام آنے والی، صابرہ و شاکرہ، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم عبدالحفیظ شاہد صاحب ایڈیشنل وکیل الاشاعت ترسیل کتب کی تائی تھیں۔

(10) مکرم مختار احمد گوندل صاحب (ابن مکرم حضرت چوہدری غلام محمد گوندل صاحبؓ۔ سرگودھا)

19 فروری 2015ء کو 84 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ جماعتی ذمہ داریاں نہایت بشاشت سے ادا کیا کرتے تھے۔ آپ صوم وصلوۃ کے پابند، تہجد گزار، کثرت سے تلاوت قرآن کریم کرنے والے، بہت مہمان نواز، نیک اور مخلص انسان تھے۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور پانچ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم افتخار احمد گوندل صاحب مبلغ سلسلہ سیرالیون میں خدمات بجالارہے ہیں۔

(11) مکرمہ شمیم مسرت صاحبہ (اہلیہ مکرم مرزا محمد رشید صاحب مرحوم آف گوجرہ)

21 فروری 2015ء کو 78 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ مکرم ماسٹر محمد ابراهیم سارچوری صاحب مرحوم کی چھوٹی ہمشیرہ تھیں۔ آپ تہجد گزار، دعا گو، شفیق، صابرہ، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم مرزا انوار الحق صاحب (مبلغ سلسلہ) بینن میں خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔

(12) مکرم ماسٹر بشیر احمد لودھی صاحب (آف کچی پمپ والی۔ گوجرانوالہ)

13 فروری 2015ء کو 71 سال کی عمر میں مختصر علالت کے بعد وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ 27 جولائی 2014ء کو پیش آنے والے سانحہ گوجرانوالہ کے متاثرین میں سے تھے۔ آپ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کرنے والے، دعا گو، انتہائی ملنسار، خوش مزاج، صلہ رحمی کرنے والے، پرجوش داعی الی اللہ، بیشمار خوبیوں کے مالک نیک اور مخلص انسان تھے۔ خلافت سے بے انتہا محبت کا تعلق تھا۔ جماعتی علم کلام کا بہت شوق سے مطالعہ کرتے نیز مربیان سلسلہ سے احترام اور محبت کا سلوک کرتے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"اخلاص جیسی اور کوئی تلوار دلوں کو فتح کرنے والی نہیں"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 409۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

بقیہ خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ......از صفحہ نمبر 20

اس کے رشتے دار یا سسرال والے جائداد پر قبضہ کر لیتے ہیں اور بیچاری عورت کو کچھ بھی نہیں ملتا اور اس کو دھکے دے کر ماں باپ کے گھروں میں بھیج دیا جاتا ہے۔ تو یہ سب ظالمانہ فعل ہیں، ناجائز ہیں۔ تو یہ اسلام ہے جو ہمیں بتا رہا ہے کہ عورت سے اس قسم کا سلوک نہ کرو۔ اب یہ بتائیں کہ اور کس مذہب سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس نے اس گہرائی میں جا کر عورت کے حقوق کا اتنا خیال رکھا ہو۔ یہ اسلام ہی ہے جس نے عورت کو یہ حقوق دلوائے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’بیوی اسیر کی طرح ہے۔ اگر یہ عَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ پر عمل نہ کرے تو وہ ایسا قیدی ہے جس کی کوئی خبر لینے والا نہیں‘‘۔

(الحکم جلد نمبر 8۔ مورخہ 10 مارچ 1904ء صفحہ 6)

غرض ان سب کی غور و پرداخت میں اپنے آپ کو بالکل الگ سمجھے اور ان کی پرورش محض رحم کے لحاظ سے کرے نہ کہ جانشین بنانے کے لئے بلکہ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا (الفرقان:75) کا لحاظ ہو۔ تو فرمایا کہ بیویوں سے حسن سلوک کرو کیونکہ جب وہ اپنا گھر چھوڑ کر تمہارے گھر آتی ہیں تو ان کے ساتھ نرمی اور رحم کا معاملہ ہونا چاہئے اور تقویٰ کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے۔ ایک لڑکی جب اپنے ماں باپ کا گھر چھوڑ کر خاوند کے گھر آتی ہے تو اگر اس سے حسن سلوک نہ ہو تو اس کی اس گھر میں، سسرال کے گھر میں، اگر جوائنٹ (joint) فیملی ہے تو وہی حالت ہوتی ہے جو ایک قیدی کی ہو رہی ہوتی ہے۔ اور قیدی بھی ایسا جسے کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا۔ لڑکی نہ خود ماں باپ کو بتاتی ہے، نہ ماں باپ پوچھتے ہیں کہ بچی کا گھر خراب نہ ہو۔ تو اگر لڑکی اس طرح گھٹ گھٹ کر مر رہی ہو تو یہ ایک ظالمانہ فعل ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’یہ مت سمجھو کہ پھر عورتیں ایسی چیزیں ہیں کہ ان کو بہت ذلیل اور حقیر قرار دیا جاوے۔ نہیں نہیں۔ ہمارے ہادیٔ کامل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جس کا اپنے اہل کے ساتھ عمدہ سلوک ہو۔ بیوی کے ساتھ جس کا عمدہ چال چلن اور معاشرت اچھی نہیں وہ نیک کہاں؟ دوسروں کے ساتھ نیکی اور بھلائی تب کر سکتا ہے جب وہ اپنی بیوی کے ساتھ عمدہ سلوک کرتا ہو اور عمدہ معاشرت رکھتا ہو۔ نہ یہ کہ ہر ادنیٰ بات پر زدوکوب کرے۔ ایسے واقعات ہوتے ہیں کہ بعض دفعہ ایک غصّہ سے بھرا ہوا انسان بیوی سے ادنیٰ سی بات پر ناراض ہو کر اس کو مارتا ہے اور کسی نازک مقام پر چوٹ لگی ہے اور بیوی مر گئی ہے۔ اس لئے ان کے واسطے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ وَعَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (النساء: 20) ہاں اگر وہ بیجا کام کرے تو تنبیہ ضروری چیز ہے۔ انسان کو چاہئے کہ عورتوں کے دل میں یہ بات جما دے کہ وہ کوئی ایسا کام جو دین کے خلاف ہو کبھی بھی پسند نہیں کر سکتا اور ساتھ ہی وہ ایسا جابر اور ستم شعار نہیں کہ اس کی کسی غلطی پر بھی چشم پوشی نہیں کر سکتا‘‘۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 403-404۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

ایک جگہ آپ نے فرمایا ہے کہ:

’’یہ دل دُکھانا بڑے گناہ کی بات ہے اور لڑکیوں کے تعلقات بہت نازک ہوتے ہیں‘‘۔ تو جہاں مردوں کو سختی کی اجازت ہے وہ تنبیہ کی اجازت ہے۔ مارنے کی تو سوائے خاص معاملات کے اجازت ہے ہی نہیں۔ اور وہاں بھی صرف دین کے معاملات میں اور اللہ تعالیٰ کے واضح احکامات کی خلاف ورزی کرنے کے معاملات میں اجازت ہے۔ لیکن جو مرد خود نماز نہیں پڑھتا، خود دین کے احکامات کی پابندی نہیں کر رہا وہ عورت کو کچھ کہنے کا کیا حق رکھتا ہے؟ تو مَردوں کو شرائط کے ساتھ جو بعض اجازتیں ملی ہیں وہ عورت کے حقوق قائم کرنے کے لئے ہیں۔ (شاید عورتوں کو یہ خیال ہو کہ یہ باتیں تو مردوں کو بتانی چاہئیں۔ فکر نہ کریں ساتھ کی مارکی میں مرد سن رہے ہیں بلکہ ساری دنیا میں سن رہے ہیں آپ کے حقوق کی حفاظت کے لئے۔)

ایک صحابی کے اپنی بیوی کے ساتھ سختی سے پیش آنے اور ان سے حسن سلوک نہ کرنے پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً بیویوں سے حسن سلوک کرنے کا حکم فرمایا کہ:

’’یہ طریق اچھا نہیں اس سے روک دیا جائے مسلمانوں کے لیڈر عبدالکریم کو‘‘۔

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ۔ روحانی خزائن جلد نمبر 17 صفحہ 75)

آپؑ فرماتے ہیں کہ:

’’اس الہام میں تمام جماعت کے لئے تعلیم ہے کہ اپنی بیویوں سے رفق اور نرمی کے ساتھ پیش آویں۔ وہ ان کی کنیزکیں نہیں ہیں۔ درحقیقت نکاح مرد اور عورت کا باہم ایک معاہدہ ہے۔ پس کوشش کرو کہ اپنے معاہدہ میں دغاباز نہ ٹھہرو۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے وَعَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ یعنی اپنی بیویوں کے ساتھ نیک سلوک کے ساتھ زندگی بسر کرو۔ اور حدیث میں ہے خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ یعنی تم میں سے اچھا وہی ہے جو اپنی بیوی سے اچھا ہے۔ سو روحانی اور جسمانی طور پر اپنی بیویوں سے نیکی کرو۔ ان کے لئے دعا کرتے رہو اور طلاق سے پرہیز کرو۔ کیونکہ نہایت بد خدا کے نزدیک وہ شخص ہے جو طلاق دینے میں جلدی کرتا ہے۔ جس کو خدا نے جوڑا ہے اس کو ایک گندے برتن کی طرح جلد مت توڑو‘‘۔

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ۔ روحانی خزائن جلد نمبر 17 صفحہ 75 حاشیہ)

تو دیکھیں کہ اس زمانے میں بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے حقوق ادا کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرما دیا۔ ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ اصل میں تو مرد کو ایک طرح سے عورت کا نوکر بنا دیا ہے۔ آج پڑھی لکھی دنیا کا کوئی قانون بھی اس طرح عورت کو حق نہیں دلواتا۔

پھر بعض دفعہ شادی کے بعد میاں بیوی کی نہیں بنتی، طبیعتیں نہیں ملتیں یا اور کچھ وجوہات پیدا ہوتی ہیں تو اسلام نے دونوں کو اس صورت میں علیحدگی کا حق دیا ہے اور یہ حق بعض شرائط کی پابندی کے ساتھ مردوں کو طلاق کی صورت میں ہے اور عورتوں کو خلع کی صورت میں ہے۔ اور مردوں کو یہ بھی حکم ہے کہ اپنے اس حق کو استعمال کرتے ہوئے عورتوں کے ساتھ زیادتی نہ کرو۔ اگر اس طرح زیادتی کرو گے تو یہ ظلم ہوگا اور پھر ظلم کی سزا بھی تمہیں ملے گی۔

ایک دوسری آیت وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ (البقرۃ:228) کی تشریح میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے:

’’اور اگر طلاق دینے پر پختہ ارادہ کر لیں سو یاد رکھیں کہ خدا سننے والا اور جاننے والا ہے۔ یعنی اگر وہ عورت جس کو طلاق دی گئی خدا کے علم میں مظلوم ہو اور پھر وہ بددعا کرے تو خدا اس کی بددعا سن لے گا‘‘۔

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام زیر سورۃ البقرۃ آیت 228)

تو یہاں تک مردوں کو ڈرایا ہے۔ دیکھیں آپ کے حقوق قائم کرنے کے لئے کس طرح مردوں کو انذار ہے۔

پھر ایک اعتراض اسلام پر یہ کیا جاتا ہے اور اسی اعتراض کو لے کر عورتوں کے دلوں میں یہ احساس پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ دیکھو تمہارے جذبات کی کوئی قدر نہیں۔ تمہیں تو اسلام نے گھر کے اندر بند کر کے رکھا ہوا ہے اور مرد کو کھلی چھٹی دی ہے جو چاہے کرے حتیٰ کہ اگر اس کی خواہش ہو وہ ایک سے زیادہ شادیاں کر لے تو اس کی بھی اجازت ہے۔ اوّل تو یہ دجّالی اعتراضات ہیں بغیر سیاق وسباق کے ان کو پیش کیا جاتا ہے اور پتہ ہے کہ یہ عورت کی کمزوری ہے اس لئے اس کو انگیخت کیا ہے کہ عورت کے جذبات کو ابھار کر فائدہ اٹھایا جائے۔

ان اعتراض کرنے والوں سے کوئی پوچھے کہ تم جو ایک شادی پر اکتفا کرنے کو اچھا سمجھتے ہو کیا تمہیں یقین ہے کہ تمہارے خاوند بعض برائیوں میں مبتلا نہیں۔ اکثر کا جواب یہی ملے گا کہ ہمیں اپنے خاوندوں پر تسلی نہیں اور ان مغربی معاشروں میں طلاقوں کی شرح انتہا کو پہنچی ہوئی ہے۔ اس میں سے ایک بہت بڑی اکثریت اسی بے اعتمادی کی وجہ سے طلاقیں لیتی ہے۔ عورت مرد پر شک کرتی ہے اور پھر اس شک کی وجہ سے بعض اوقات خود بھی بعض برائیوں اور فضولیات میں پڑ جاتی ہے۔

اسلام نے جو چار شادیوں تک کی اجازت دی ہے وہ بعض شرائط کے ساتھ دی ہے۔ ہر ایک کو کھلی چھٹی نہیں ہے کہ وہ شادی کرتا پھرے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ تم تقویٰ پر قائم ہو اپنا جائزہ لو کہ جس وجہ سے تم شادی کر رہے وہ جائز ضرورت بھی ہے۔ پھر یہ بھی دیکھو کہ تم شادی کر کے بیویوں کے درمیان انصاف کر سکو گے کہ نہیں۔ اور اگر نہیں تو پھر تمہیں شادی کرنے کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔ اگر تم پہلی بیوی کی ذمہ داریاں اور حقوق ادا نہیں کر سکتے اور دوسری شادی کی فکر میں ہو تو پھر تمہیں دوسری شادی کا کوئی حق نہیں ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے یہاں تک فرمایا ہے کہ:

’’یہ حقوق اس قسم کے ہیں کہ اگر انسان کو پورے طور پر معلوم ہوں تو بجائے بیاہ کے وہ ہمیشہ رنڈوا رہنا پسند کرے۔ خدا تعالیٰ کی تہدید کے نیچے رہ کر جو شخص زندگی بسر کرتا ہے وہی ان کی بجا آوری کا دم بھر سکتا ہے۔ ایسے لذّات کی نسبت جن سے خدا تعالیٰ کا تازیانہ ہمیشہ سر پر رہے تلخ زندگی بسر کر لینی ہزار ہا درجہ بہتر ہے۔

تعدّد ازدواج کی نسبت اگر ہم تعلیم دیتے ہیں تو صرف اس لئے کہ معصیت میں پڑنے سے انسان بچا رہے اور شریعت نے اسے بطور علاج کے ہی رکھا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 63-64۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

یعنی اگر یہ احساس ہو کہ ان حقوق کو جو اللہ تعالیٰ نے عورت کے حقوق مقرر فرمائے ہیں ادا نہ کر کے اللہ تعالیٰ مرد کو کتنی شدید پکڑ میں لا سکتا ہے تو فرمایا کہ اگر مردوں کو یہ علم ہو تو وہ شاید یہ بھی پسند نہ کریں کہ ایک شادی بھی کریں۔ ایک شادی بھی ان کے لئے مشکل ہو جائے چونکہ پتہ نہیں کس وجہ سے عورت کا کونسا حق ادا نہ کرنے کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ کے نیچے آ جائیں اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی لے لیں۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ:۔

’’پہلی بیوی کی رعایت اور دلداری یہاں تک کرنی چاہئے کہ اگر کوئی ضرورت مرد کو ازدواج ثانی کی محسوس ہو لیکن وہ دیکھتا ہے کہ دوسری بیوی کے کرنے سے اس کی پہلی بیوی کو سخت صدمہ ہوتا ہے اور حد درجہ کی اس کی دلشکنی ہوتی ہے تو اگر وہ صبر کر سکے اور کسی معصیت میں مبتلا نہ ہوتا ہو‘‘ یعنی کسی گناہ میں مبتلا نہ ہو ’’اور نہ کسی شرعی ضرورت کا اس سے خون ہوتا ہو تو ایسی صورت میں اگر ان اپنی ضرورتوں کی قربانی سابقہ بیوی کی دلداری کے لئے کر دے اور ایک ہی بیوی پر اکتفا کرے تو کوئی حرج نہیں ہے اور اسے مناسب ہے کہ دوسری شادی نہ کرے‘‘۔

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 64-65۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

تو فرمایا کہ یہ شادیاں صرف شادیوں کے شوق میں نہ کرو۔ بعض مردوں کو شوق ہوتا ہے ان لوگوں کو بھی جواب دے دیا جو کہتے ہیں کہ اسلام ہمیں چار شادیوں کی اجازت دیتا ہے۔ فرمایا کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ جو تمہاری پہلی بیوی ہے اس کے جذبات کی خاطر اگر صبر کر سکتے ہو تو کرو۔ ہاں اگر کوئی شرعی ضرورت ہے تو پھر بے شک کرو۔ ایسے حالات میں عموماً پہلی بیویاں بھی اجازت دے دیا کرتی ہیں۔ تو بہرحال خلاصہ یہ کہ پہلی بیوی کے جذبات کی خاطر مرد کو قربانی دینی چاہئے اور سوائے اشد مجبوری کے شوقیہ شادیاں نہیں کرنی چاہئیں۔

فرمایا کہ:

’’ہمیں جو کچھ خدا تعالیٰ سے معلوم ہوا ہے وہ بلا کسی رعایت کے بیان کرتے ہیں۔ قرآن شریف کا منشاء زیادہ بیویوں کی اجازت سے یہ ہے کہ تم کو اپنے نفوس کو تقویٰ پر قائم رکھنے اور دوسرے اغراض مثلاً اولاد صالحہ کے حاصل کرنے اور خویش و اقارب کی نگہداشت اور ان کے حقوق کی بجا آوری سے ثواب حاصل ہو۔ اور اپنی اغراض کے لحاظ سے اختیار دیا گیا ہے کہ ایک دو تین چار عورتوں تک نکاح کر لو۔ لیکن اگر ان میں عدل نہ کر سکو تو پھر یہ فسق ہوگا اور بجائے ثواب کے عذاب حاصل کرو گے کہ ایک گناہ سے نفرت کی وجہ سے دوسرے گناہوں پر آمادہ ہوئے‘‘۔

فرمایا:

’’دل دکھانا بڑا گناہ ہے اور لڑکیوں کے تعلقات بڑے نازک ہوتے ہیں۔ جب والدین ان کو اپنے سے جدا اور دوسرے کے حوالے کرتے ہیں تو خیال کرو کہ کیا امیدیں ان کے دلوں میں ہوتی ہیں اور جن کا اندازہ انسان عَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ کے حکم سے ہی کر سکتا ہے‘‘۔

فرمایا کہ:

’’خدا تعالیٰ کے قانون کو اس کے منشاء کے برخلاف ہرگز نہ برتنا چاہئے اور نہ اس سے ایسا فائدہ اٹھانا چاہئے جس سے وہ صرف نفسانی جذبات کی ایک سپر بن جاوے۔ یاد رکھو کہ ایسا کرنا معصیت ہے۔ خدا تعالیٰ بار بار فرماتا ہے کہ شہوات کا تم پر غلبہ نہ ہو بلکہ تمہاری غرض ہر ایک امر میں تقویٰ ہو‘‘۔

(ملفوظات جلد ہفتم۔ صفحہ 63-65۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

تو یہ ہے اسلام کی خوبصورت تعلیم کہ مرد کی فطرت کے تقاضے کو بھی ملحوظ رکھا ہے لیکن ساتھ ہی عورت کے حقوق کو بھی تحفظ دیا ہے اور فرمایا کہ تم مومن ہو تو گھریلو معاملات میں، ذاتی معاملات میں ہمیشہ تمہیں تقویٰ مدنظر رہنا چاہئے۔

پھر فرمایا کہ: ’’مخالفوں کی طرف سے یہ اعتراض ہوا کرتا ہے کہ تعدّد ازدواج میں یہ ظلم ہے کہ اعتدال نہیں رہتا۔ اعتدال اسی میں ہے کہ ایک مرد کے لئے ایک ہی بیوی ہو۔ مگر مجھے تعجب ہے کہ وہ دوسروں کے حالات میں کیوں خواہ نخواہ مداخلت کرتے ہیں جبکہ یہ مسئلہ اسلام میں شائع متعارف ہے کہ چار تک بیویاں کرنا جائز ہے مگر جبر کسی پر نہیں۔ اور ہر ایک مرد اور عورت کو اس مسئلہ کی بخوبی خبر ہے تو یہ اُن عورتوں کا حق ہے کہ جب کسی مسلمان سے نکاح کرنا چاہیں تو اوّل شرط کرا لیں کہ ان کا خاوند کسی حالت میں دوسری بیوی نہیں کرے گا۔ اور اگر نکاح سے پہلے ایسی شرط لکھی جائے تو بے شک ایسی بیوی کا خاوند اگر دوسری بیوی کرے تو جرم نقض عہد کا مرتکب ہوگا‘‘۔ یعنی کہ عہد کے توڑنے کا مرتکب ہوگا۔ ’’لیکن اگر کوئی عورت ایسی شرط نہ لکھاوے اور حکمِ شرع پر راضی ہووے تو اس حالت میں

دوسرے کا دخل دینا بیجا ہوگا۔ اور اس جگہ یہ مثل صادق آئے گی کہ 'میاں بیوی راضی تو کیا کرے گا قاضی'۔ ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ خدا نے تو تعدّد ازواج فرض واجب نہیں کیا ہے۔ خدا کے حکم کی رو سے صرف جائز ہے۔ پس اگر کوئی مرد اپنی کسی ضرورت کی وجہ سے اس جائز حکم سے فائدہ اٹھانا چاہے جو خدا کے جاری کردہ قانون کی رو سے ہے اور اس کی پہلی بیوی اس پر راضی نہ ہو تو اس بیوی کے لئے یہ راہ کشادہ ہے کہ وہ طلاق لے لے اور اس غم سے نجات پاوے۔ اور اگر دوسری عورت جس سے نکاح کرنے کا ارادہ ہے اس نکاح پر راضی نہ ہو تو اس کے لئے بھی یہ سہل طریق ہے کہ ایسی درخواست کرنے والے کو انکاری جواب دے دے"۔ (چشمۂ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 246)

تو غیر جو اسلام پر چار شادیوں کا اعتراض کرتے ہیں اس کا جواب یہ ہے اور ہر ایک کو پتہ ہے کہ چار تک شادیاں کر سکتے ہیں۔ جو بھی مسلمان ہے مردوں کو بھی پتہ ہے، عورتوں کو بھی پتہ ہے۔ قرآن کی تعلیم ہے اور اس علم کے باوجود شادیاں ہوتی ہیں۔ لیکن فرمایا کہ چار تک شادیاں کر سکتا ہے بشرطیکہ ضرورت جائز ہو، حق ادا کر سکتا ہو۔ تو پھر جب معاہدہ کرنے والوں کے علم میں ہے تو دوسروں کو دخل اندازی کرنے کی کیا ضرورت پڑی ہے۔ ان لوگوں کو اپنے گھروں کی فکر کرنی چاہئے جہاں یہ لوگ غلط کاموں میں ملوث ہو کر اپنے گھروں کو برباد کر رہے ہوتے ہیں۔ بہرحال اس تحریر میں بھی دیکھ لیں کہ ہر قدم پر عورت کے حقوق کا تحفّظ کیا گیا ہے۔

غرض اگر آنکھوں پر پردے نہ پڑے ہوں تو یہ اعتراض ہو ہی نہیں سکتا کہ یہ کیوں اجازت دی گئی۔ جیسا کہ مَیں پہلے بھی ذکر کر آیا ہوں کہ ایک مسلمان عورت کے دماغ میں مغربی تہذیب کے علمبردار جو ہیں (جن میں خود بھی بے انتہا کمزوریاں ہیں اور بعض کا مَیں نے اشارۃً ذکر بھی کیا ہے) یہ بات ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں کہ مرد کو اسلام نے عورت پر فوقیت دی ہے اور اس طرح اسلام مرد کو یہ حق دیتا ہے کہ جس طرح چاہے وہ عورت سے سلوک کرے اور عورت کا کام ہے کہ وہ صرف فرمانبرداری کرتی رہے اور مرد کے سامنے اونچی آواز نہ کرے۔ تو یہ سب گمراہ کن پروپیگنڈا ہے جو اسلام کے خلاف کیا جاتا ہے۔ آپ لوگوں کو، خاص طور پر نوجوان نسل کو، اس کے متعلق اسلام کا حسین موقف لوگوں کے سامنے پیش کرنا چاہئے اور خود بھی اس قسم کی پریشانیوں میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

معترضین قرآن کریم کی اس آیت پر جو اعتراض کرتے ہیں کہ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ (النسآء: 35)۔ یعنی مردوں کو عورتوں پر حاکم بنایا گیا ہے۔ اور پھر یہ بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ (النسآء: 35)۔ مرد کو ہر پہلو سے عورت پر فضیلت دی گئی ہے۔ اس کی مفسرین نے مختلف تفسیریں کی ہیں۔ لیکن ایک بہت خوبصورت تفسیر جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے کی ہے وہ مَیں تھوڑی سی بیان کرتا ہوں۔ فرمایا کہ:

"سب سے پہلے تو لفظ قوّام کو دیکھتے ہیں۔ قوّام کہتے ہیں ایسی ذات کو جو اصلاح احوال کرنے والی ہو، جو درست کرنے والی ہو، جو ٹیڑھے پن اور کجی کو صاف سیدھا کرنے والی ہو۔ چنانچہ قوّام اصلاح معاشرہ کے لئے ذمہ دار شخص کو کہا جائے گا۔ پس قوّامون کا حقیقی معنی یہ ہے کہ عورتوں کی اصلاحِ معاشرہ کی اول ذمہ داری مرد پر ہوتی ہے۔ اگر عورتوں کا معاشرہ بگڑنا شروع ہو جائے، ان میں کج روی پیدا ہو جائے، ان میں ایسی آزادیوں کی رو چل پڑے جو ان کے عائلی نظام کو تباہ کرنے والی ہو یعنی گھریلو نظام کو تباہ کرنے والی ہو، میاں بیوی کے تعلقات کو خراب کرنے والی ہو، تو عورت پر دوش دینے سے پہلے مرد اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے ان کو نگران مقرر فرمایا تھا۔ معلوم ہوتا ہے انہوں نے اپنی بعض ذمہ داریاں اس سلسلہ میں ادا نہیں کیں۔ اور بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ (النسآء: 35) میں خدا تعالیٰ نے جو بیان فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ہر تخلیق میں کچھ خلقی فضیلتیں ایسی رکھی ہیں جو دوسری تخلیق میں نہیں ہیں اور بعض کو بعض پر فضیلت ہے۔ قوّام کے لحاظ سے مرد کی ایک فضیلت کا اس میں ذکر فرمایا گیا ہے۔ ہرگز یہ مراد نہیں کہ مرد کو ہر پہلو سے عورت پر فضیلت حاصل ہے۔"

(خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ بر موقع جلسہ سالانہ انگلستان۔ یکم اگست 1987ء)

تو اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ (النسآء:35) کہہ کر مَردوں کو توجہ دلائی گئی ہے کہ تمہیں جو اللہ تعالیٰ نے معاشرے کی بھلائی کا کام سپرد کیا ہے تم نے اس فرض کو صحیح طور پر ادا نہیں کیا۔ اس لئے اگر عورتوں میں بعض برائیاں پیدا ہوئی ہیں تو تمہاری نااہلی کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں۔ پھر عورتیں بھی اس بات کو تسلیم کرتی ہیں، اب بھی، اس مغربی معاشرے میں بھی، اس بات کو تسلیم کیا جاتا ہے یہاں تک کہ عورتوں میں بھی، کہ عورت کو صنف نازک کہا جاتا ہے۔ تو خود تو کہہ دیتے ہیں کہ عورتیں نازک ہیں۔ عورتیں خود بھی تسلیم کرتی ہیں کہ بعض اعضاء جو ہیں، بعض قویٰ جو ہیں مردوں سے کمزور ہوتے ہیں، مرد کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ اس معاشرے میں بھی کھیلوں میں عورتوں مردوں کی علیحدہ علیحدہ ٹیمیں بنائی جاتی ہیں۔ تو جب اللہ تعالیٰ نے کہہ دیا کہ مَیں تخلیق کرنے والا ہوں اور مجھے پتہ ہے کہ مَیں نے کیا بناوٹ بنائی ہوئی ہے مرد اور عورت کی۔ اور اس فرق کی وجہ سے میں کہتا ہوں کہ مرد کو عورت پر فضیلت ہے تو تمہیں اعتراض ہو جاتا ہے کہ دیکھو جی اسلام نے مرد کو عورت پر فضیلت دے دی۔ عورتوں کو تو خوش ہونا چاہئے کہ یہ کہہ کر اللہ تعالیٰ نے مرد پر زیادہ ذمہ داری ڈال دی ہے اس لحاظ سے بھی کہ اگر گھریلو چھوٹے چھوٹے معاملات میں عورت اور مرد کی چھوٹی چھوٹی چپقلشیں ہو جاتی ہے، ناچاقیاں ہو جاتی ہیں تو مرد کو کہا کہ کیونکہ تمہارے قویٰ مضبوط ہیں، تم قوام ہو، تمہارے اعصاب مضبوط ہیں اس لئے تم زیادہ حوصلہ دکھاؤ۔ اور معاملے کو حوصلے سے اس طرح حل کرو کہ یہ ناچاقی بڑھتے بڑھتے کسی بڑی لڑائی تک نہ پہنچ جائے۔ اور پھر طلاقوں اور عدالتوں تک نوبت نہ آ جائے۔ پھر گھر کے اخراجات کی ذمہ داری بھی مرد پر ڈالی گئی ہے۔

پھر یہ اعتراض کہ مرد کو اجازت ہے کہ عورت کو مارے تو یہ اجازت اس طرح عام نہیں ہے۔ خاص حالات میں ہے۔ جب عورتوں کا باغیانہ رویّہ دیکھو تو پھر سزا دینے کا حکم ہے لیکن اصلاح کی خاطر۔ پہلے زبانی سمجھاؤ، پھر علیحدگی اختیار کرو، پھر اگر باز نہ آئے اور تمہاری بدنامی کا باعث بنی رہے تو پھر سختی کی بھی اجازت ہے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایسی مار نہ ہو کہ جسم پر نشان پڑ جائے، یا کوئی زیادہ چوٹ آئے۔ مغلوب الغضب ہو کر نہیں مارنا بلکہ اصلاح کی غرض سے اگر تھوڑی سی سختی کرنی پڑے تو کرنی ہے۔ اب عورتیں خود سوچ لیں جو عورت اس حد تک جانے والی ہو، اپنے فرائض ادا نہ کرنے والی ہو، اپنی بری صحبت کی وجہ سے بچوں پہ بھی بُرا اثر ڈال رہی ہو اور ان میں بے چینی پیدا کر رہی ہو تو اس کے ساتھ کیا سلوک ہونا چاہئے۔ اس وجہ سے پھر بچوں کی، آپ کی نسل برباد ہو رہی ہوگی اور معاشرے میں بدنامی بھی ہو رہی ہوگی۔ لیکن ساتھ یہ حکم بھی دے دیا ہے کی جو عورتیں اپنی اصلاح کر لیں تو پھر بہانے تلاش کر کے ان پر سختی کرنے کی کوشش نہ کرو۔ اور اسی طرح جو عورتیں نیک ہیں، فرمانبردار ہیں، تمہارے گھروں کی صحیح طور پر حفاظت کرنے والیاں ہیں، تمہارے مال کو احتیاط سے خرچ کرنے والیاں ہیں، اس رقم میں جو تم ان کو گھر کے اخراجات کے لئے دیتے ہو، گھر چلانے کے لئے دیتے ہو، کچھ بچا کر پس انداز کر کے تمہارے گھر کی بہتری کے سامان پیدا کرنے والیاں ہیں۔ تمہارے بچوں کی صحیح رنگ میں تربیت کرنے والیاں ہیں ان کو معاشرے کا بہترین وجود بنانے والیاں ہیں، ان کا تو مردوں کو ہر طرح سے خیال رکھنا چاہئے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر ان پر سختیاں نہیں کرنی چاہئیں اور یہ سمجھتے ہوئے کہ مجھے اس پر فضیلت ہے اس لئے جو مرضی کروں۔ اللہ تعالیٰ مردوں کو فرماتا ہے کہ اگر یہ سوچ ہے تو یاد رکھو اسی نے فرمایا کہ اللہ تمہارے سے بڑا ہے، اللہ کو بھی فضیلت ہے۔ اس لئے اُس کی پکڑ سے بچنے کے لئے ہمیشہ انصاف کے تقاضے پورے کرو۔ اب اس کے بعد کیا دلیل رہ جاتی ہے کہ یہ کہا جائے کہ اسلام میں عورت کو کم تر سمجھا گیا ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ ہم میں سے کسی پر اس کی بیوی کا کیا حق ہے؟ فرمایا جب خود کھاؤ تو اسے کھلاؤ۔ خود پہنو تو اسے بھی کپڑے پہناؤ۔ چہرے پر نہ مارو۔ اسے برا بھلا نہ کہو اور ناراضگی کے باعث اگر علیحدہ ہونا پڑے تو پھر گھر میں اکٹھے ہی علیحدہ رہو۔ (ابوداؤد کتاب النکاح باب فی حق المرأۃ علیٰ زوجھا)

یعنی جیسا کہ پہلے بھی تفصیل سے ذکر آیا ہے کہ اگر سختی کرنی پڑے تو اصلاح کی غرض سے سختی ہونی چاہئے، نہ کہ بدلے لینے کے لئے غصے اور طیش میں آ کر۔ اور پھر ان کے جذبات کے ساتھ ساتھ ان کے ظاہری جذبات کا بھی خیال رکھو۔ ان کی ظاہری ضروریات کا بھی خیال رکھو۔

جو عورتیں اپنے گھروں کی حفاظت کرنے والیاں ہیں، اپنے خاوندوں کی وفادار اور اولاد کی صحیح تربیت کرنے والیاں ہیں اُن کے متعلق اللہ تعالیٰ کے رسول کیا فرماتے ہیں۔ اس کی وضاحت اس حدیث سے ہوتی ہے۔

اسماءؓ بنت یزید انصاریہ سے روایت ہے کہ وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اس وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے درمیان تشریف فرما تھے۔ وہ کہنے لگیں آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔ مَیں آپؐ کے پاس مسلمان عورتوں کی نمائندہ بن کر آئی ہوں۔ میری جان آپؐ پر فدا ہو۔ شرق و غرب کی تمام عورتیں میری اس رائے سے اتفاق کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حق کے ساتھ مردوں اور عورتوں کے لئے بھیجا ہے۔ ہم آپ پر ایمان لائیں اور اس خدا پر بھی جس نے آپ کو معبوث فرمایا۔ ہم عورتیں گھر میں ہی قید اور محصور ہو کر رہ گئی ہیں۔ ہم آپ مردوں کی خواہشات کی تکمیل کا سامان کرتی ہیں۔ اور آپ کی اولاد سنبھالے پھرتی ہیں۔ اور آپ مردوں کے گروہ کو جمعہ، نماز باجماعت، عیادت مریضان، جنازوں پر جانا اور حج کے باعث ہم پر فضیلت حاصل ہے۔ اس سے بڑھ کر جہاد کرنا بھی ہے۔ آپ میں سے جب کوئی حج کرنے، عمرہ کرنے، یا جہاد کرنے کے لئے چل پڑتا ہے تو ہم آپ کے اموال کی حفاظت کرتی ہیں۔ لباس کے لئے روئی کاتتی اور آپ کی اولاد کو پالتی ہیں۔ تو یا رسول اللہ پھر بھی ہم آپ کے ساتھ اجر میں برابر کی شریک نہیں ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا رُخِ مبارک صحابہ کی طرف پھیرا اور فرمایا کہ کیا تم نے دین کے معاملہ میں اپنے مسئلہ کو اس عمدگی سے بیان کرنے میں اس عورت سے بہتر کسی کی بات سنی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمیں یہ ہرگز خیال نہ تھا کہ ایک عورت ایسی (گہری) سوچ رکھتی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمانے لگے کہ: اے عورت! واپس جاؤ اور دوسری سب عورتوں کو بتا دو کہ کسی عورت کے لئے اچھی بیوی بننا، خاوند کی رضا جوئی اور اس کے موافق چلنا، مردوں کی ان تمام نیکیوں کے برابر ہے۔ وہ عورت واپس گئی اور خوشی سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور اَللّٰہُ اَکْبَرْ کے الفاظ بلند کرتی گئی۔

(تفسیر الدر المنثور)

تو فرمایا کہ جو اس طرح تعاون کرنے والی اور گھروں کو چلانے والیاں ہیں اور اچھی بیویاں ہیں ان کا اجر بھی ان کے عبادت گزار خاوندوں اور اللہ کی خاطر جہاد کرنے والے خاوندوں کے برابر ہے۔ تو دیکھیں عورتوں کو گھر بیٹھے بٹھائے کتنے عظیم اجروں کی خوشخبری اللہ تعالیٰ دے رہا ہے، اللہ کا رسول دے رہا ہے۔

میں نے ابھی مختصراً چند باتیں بیان کی ہیں، جن میں کچھ تحفظات جو اسلام عورت کو فراہم کرتا ہے اور کچھ حقوق جو عورت کے ہیں ان کا ذکر کیا ہے۔

اب مَیں آپ کو اللہ تعالیٰ کا حکم، جو اصل میں عورت کو عورت کا وقار اور مقام بلند کرنے کے لئے دیا گیا ہے اس کی طرف توجہ دلانی چاہتا ہوں اور پہلے بھی اس بارے میں توجہ دلا چکا ہوں۔ لیکن بعض باتوں اور خطوط سے اظہار ہوتا ہے کہ شاید میں زیادہ سختی سے اس طرف توجہ دلاتا ہوں یا میرا رجحان سختی کی طرف ہے۔ حالانکہ میں اتنی ہی بات کر رہا ہوں جتنا اللہ اور اس کے رسول اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم فرمایا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ پردے کا ہرگز یہ مقصد نہیں کہ عورت کو قید میں ڈال دیا جائے۔ لیکن ان باتوں کا خیال ضرور رکھنا چاہئے جو پردے کی شرائط ہیں۔ تو جس طرح معاشرہ آہستہ آہستہ بہک رہا ہے اور بعض معاملات میں برے بھلے کی تمیز ہی ختم ہوگئی ہے اس کا تقاضا ہے کہ احمدی عورتیں اپنے نمونے قائم کریں۔ اور معاشرے کو بتائیں کہ پردے کا حکم بھی اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہمارا مقام بلند کرنے کے لئے دیا ہے نہ کہ کسی تنگی میں ڈالنے کے لئے۔ اور پردے کا حکم جہاں عورتوں کو دیا گیا ہے وہاں مردوں کو بھی ہے۔ ان کو بھی نصیحت کی کہ تم بھی اس بات کا خیال رکھو۔ بے وجہ عورتوں کو دیکھتے نہ رہو۔

جیسا کہ روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ راستوں پر مجلسیں لگانے سے بچو۔ تو صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ہمیں رستوں پر مجلسیں لگانے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ اس پر رسول اللہؐ نے فرمایا رستے کا حق ادا کرو۔ تو انہوں نے عرض کیا اس کا کیا حق ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ ہر آنے جانے والے کے سلام کا جواب دو، غضّ بصر کرو، راستہ دریافت کرنے والے کی راہنمائی کرو، معروف باتوں کا حکم دو اور ناپسندیدہ باتوں سے روکو۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 3 صفحہ 61 مطبوعہ بیروت)

تو مردوں کو یہ حکم دیا ہے کہ اگر بازار میں بیٹھے ہو تو پھر سلام کا جواب دو بلکہ سلام کرو۔ راستہ پوچھنے والوں کو راستہ بتاؤ۔ اچھی اور پسندیدہ باتوں کا حکم دو۔ تو یہ تمام باتیں ایسی ہیں جو آپس کے تعلقات بڑھانے اور نیکیاں قائم کرنے والی ہیں۔ اور ان کے ساتھ ہی غضِ بصر کو بھی رکھا۔ یعنی یہ بھی ایک ایسا عمل ہے جس سے تمہارے معاشرے میں پاکیزگی قائم ہوگی اور تمہیں نیکیاں کرنے کی مزید توفیق ملے گی۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"مومن کو نہیں چاہئے کہ دریدہ دہن بنے یا بے محابا اپنی آنکھ کو ہر طرف اٹھائے پھرے بلکہ یَغُضُّوْا مِنْ

اَبْصَارِھِمْ (النور:31) پر عمل کر کے نظر کو نیچی رکھنا چاہئے اور بدنظری کے اسباب سے بچنا چاہئے‘‘۔
(ملفوظات جلداوّل صفحہ 533۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

تو مومن کو تو یہ حکم ہے کہ نظریں نیچی کرو اور اس طرح عورتوں کو گھور گھور کر نہ دیکھو۔اور ویسے بھی بلا وجہ دیکھنے کا جس سے کوئی واسطہ تعلق نہ ہو کوئی جواز نہیں ہے۔لیکن عموماً معاشرے میں عورت کو بھی کوشش کرنی چاہئے کہ ایسے حالات پیدا نہ ہوں کہ اس کی طرف توجہ اس طرح پیدا ہو جو بعد میں دوستیوں تک پہنچ جائے۔اگر پردہ ہوگا تو وہ اس سلسلے میں، کافی مددگار ہوگا۔اور پردہ کرنے کے بھی اللہ تعالیٰ نے احکامات بتادیئے کہ کون کون سے رشتے ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے پردہ نہ کرنے کی اجازت دی ہے اور باقی سب سے پردہ کرنے کی تعلیم۔

فرمایا:وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِ ھِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَھُنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِ ھِنَّ عَلٰی جُیُوْبِھِنَّ۔ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِھِنَّ اَوْاٰبَآئِھِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِھِنَّ اَوْ اَبْنَآ ئِھِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِھِنَّ اَوْاِخْوَانِھِنَّ اَوْ بَنِیْٓ اِخْوَانِھِنَّ اَوْ بَنِیْٓ اَخَوٰتِھِنَّ اَوْنِسَآئِھِنَّ اَوْ مَامَلَکَتْ اَیْمَانُھُنَّ اَوِ التّٰبِعِیْنَ غَیْرِ اُولِی الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِالطِّفْلِ الَّذِیْنَ لَمْ یَظْھَرُوْا عَلٰی عَوْرٰتِ النِّسَآءِ۔ وَلَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِھِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِھِنَّ۔ وَتُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰہِ جَمِیْعاً اَیُّہَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ(النور:32)

اس کا مطلب یہ ہے کہ’’مومن عورتوں سے کہہ دے کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں۔اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں،اپنی زینت ظاہر نہ کیا کریں،سوائے اس کے کہ جو اس میں سے ازخود ظاہر ہو،اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈال لیا کریں۔اور اپنی زینتیں ظاہر نہ کیا کریں مگر اپنے خاوندوں کے لئے یا اپنے باپوں یا اپنے خاوندوں کے باپوں یا اپنے بیٹوں کے لئے یا اپنے خاوندوں کے بیٹوں کے لئے یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں یا اپنی بہنوں کے بیٹوں یا اپنی عورتوں یا اپنے زیرِنگیں مردوں کے لئے یا مردوں میں ایسے خادموں کے لئے جو کوئی (جنسی) حاجت نہیں رکھتے یا ایسے بچوں کے لئے جو عورتوں کی پردہ دار جگہوں سے بے خبر ہیں۔اور وہ اپنے پاؤں اس طرح نہ ماریں کہ (لوگوں پر) وہ ظاہر کر دیا جائے جو (عورتیں عموماً) اپنی زینت میں سے چھپاتی ہیں۔اور اے مومنو! تم سب کے سب اللہ کی طرح توبہ کرتے ہوئے جھکو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔‘‘

پہلی بات تو یہ بتائی کہ جس طرح مردوں کو حکم ہے کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی رکھیں،عورتوں کو بھی یہ حکم ہے کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی کریں،آنکھوں میں حیا نظر آئے تاکہ کسی کو جرأت نہ ہو کہ کبھی کسی قسم کا کوئی غلط مطلب لے سکے۔تم باہر نکلتے وقت اس طرح اپنی چادر یا برقع یا حجاب وغیرہ لو کہ سامنے کا کپڑا اتنا لمبا ہو جو گریبانوں کو ڈھانک لے۔حضرت مصلح موعودؓ نے اس کی تشریح کی ہے قمیض کا جو چاک سامنے کا ہوتا ہے جُیُوْبِھِنَّ جو گریبان ہے اس تک نیچے تک آنا چاہئے۔اور ہاتھ پاؤں وغیرہ جن کا نظر آنا مجبوری ہے وہ تو خیر کوئی بات نہیں، ظاہر ہے نظر آئیں گے۔بہرحال یہ ہے کہ تمہاری زینتیں ظاہر نہ ہوں۔بعض عورتوں نے برقعوں کو اتنا فیشن ایبل بنا لیا ہے کہ برقع کا کوٹ جو ہے وہ اتنا تنگ ہوتا ہے کہ وہ ایک تنگ قمیض کے برابر ہی ہو جاتا ہے۔پردہ کا اصل مقصد تو زینت چھپانا ہے، نہ کہ فیشن کرنا۔تو یہ تنگ کوٹ سے پورا نہیں ہو سکتا۔

حضرت مصلح موعودؓ نے مختلف صورتیں بیان کرنے کے بعد فرمایا تھا کہ آج کل عربوں یا ترکوں میں جو رواج ہے برقعے کا یہ بڑا اچھا ہے۔لیکن وہی کہ کوٹ کھلا ہونا چاہئے۔جماعت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اکثریت ایسی خواتین کی ہے جو بعض قسم کے کوٹوں کو پسند نہیں کرتیں اور اگر کسی کا دیکھ لیں تو خط لکھتی رہتی ہیں اور بہت سوں نے ایک دفعہ سمجھانے کے بعد اپنی تبدیلیاں بھی کی ہیں۔لیکن فکر اس لئے پیدا ہوتی ہے جب بعض بچیاں سکولوں کالجوں میں جھینپ کر یا شرما کر اپنے برقعے اتار دیتی ہیں۔وہ یاد رکھیں کہ کسی قسم کے کمپلیکس میں پڑنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ کے جو احکامات ہیں ان پر عمل کرنے میں برکت ہے۔تیسری دنیا کے ایسے ممالک افریقہ وغیرہ جو بہت پسماندہ ہیں وہاں تو جوں جوں تعلیم اور تربیت ہو رہی ہے اور لوگ جماعت میں شامل ہو رہے ہیں اپنے لباسوں کو ڈھکا ہوا بنا کر پردے کی طرف آرہے ہیں۔اور ان خاندانوں کی بعض بچیاں جہاں برقع کا رواج تھا برقع اتار کر اگر جین بلاؤز پہننا شروع کر دیں تو انتہائی قابل فکر بات ہے۔ہم تو دنیا کی تربیت کا دعویٰ لے کر اٹھے ہیں۔اپنوں میں اسلامی روایات اور احکامات کی پابندی نہ کرنے والوں کو دیکھ کر انتہائی دکھ ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں کن کن لوگوں سے پردہ نہ کرنے کی اجازت دیتا ہے اس بارے میں فرمایا کہ خاوند، باپ، سسر یا خاوندوں کے بیٹے اگر دوسری شادی ہے پہلے خاوند کی اگر کوئی اولاد تھی تو، بھائی، بھتیجے، بھانجے یا اپنی ماحول کی عورتیں جو پاک دامن عورتیں ہوں جن کے بارے میں تمہیں پتہ ہو۔کیونکہ ایسی عورتیں جو برائیوں میں مشہور ہیں ان کو بھی گھروں میں گھسنے یا ان سے تعلقات بڑھانے کی اجازت نہیں ہے۔ان کے علاوہ یہ جو چند رشتے بتائے گئے اس کے علاوہ ہر ایک سے پردے کی ضرورت ہے۔پھر یہ بھی فرمادیا کہ تمہاری چال بھی باوقار ہونی چاہئے۔ایسی نہ ہو جو خواہ مخواہ بدکردار شخص کو اپنی طرف متوجہ کرنے والی ہو اور اس کو یوں موقع دو۔اگر اس طرح عمل کرو گے، توبہ کی طرف توجہ کرو گے تاکہ خیالات بھی پاکیزہ رہیں تو اسی میں تمہاری کامیابی ہوگی اور اسی میں تمہاری عزت ہوگی، اور اسی میں تمہارا مقام بلند ہوگا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’آج کل پردہ پر حملے کئے جاتے ہیں۔لیکن یہ لوگ نہیں جانتے کہ اسلامی پردہ سے مراد زندان نہیں۔‘‘ یعنی قید خانہ نہیں۔’’بلکہ ایک قسم کی روک ہے کہ غیر مرد اور عورت ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکے۔جب پردہ ہوگا ٹھوکر سے بچیں گے۔ایک منصف مزاج کہہ سکتا ہے کہ ایسے لوگوں میں جہاں غیر مرد و عورت اکھٹے بلاتأمّل اور بے محابا مل سکیں، سیریں کریں کیونکر جذبات نفس سے اضطراراً ٹھوکر نہ کھائیں گے۔بسا اوقات سننے اور دیکھنے میں آیا ہے کہ ایسی قومیں غیر مرد اور عورت کے ایک مکان میں تنہا رہنے کو حالانکہ دروازہ بھی بند ہو کوئی عیب نہیں سمجھتیں۔یہ گویا تہذیب ہے‘‘۔انہی بدنتائج کو روکنے کے لئے شارع اسلام نے وہ باتیں کرنے کی اجازت ہی نہ دی جو کسی کی ٹھوکر کا باعث ہوں۔ایسے موقعہ پر یہ کہہ دیا کہ جہاں اس طرح غیر محرم مرد و عورت ہر دو جمع ہوں، تیسرا اُن میں شیطان ہوتا ہے۔اُن ناپاک نتائج پر غور کرو جو یورپ اس خلیع الرسن تعلیم سے بھگت رہا ہے‘‘۔یعنی کہ اتنی آزادی والی تعلیم سے بھگت رہا ہے۔جہاں کوئی شرم و حیا ہی نہیں رہی اور’’بعض جگہ بالکل قابل شرم طوائفانہ زندگی بسر کی جارہی ہے۔یہ انہیں تعلیمات کا نتیجہ ہے۔اگر کسی چیز کو خیانت سے بچانا چاہتے ہو تو حفاظت کرو۔لیکن اگر حفاظت نہ کرو اور یہ سمجھ رکھو کہ بھلے مانس لوگ ہیں تو یاد رکھو کہ ضرور وہ چیز تباہ ہو گی‘‘۔اس خوش فہمی میں نہ پڑے رہو کہ معاشرہ ٹھیک ہے ہمیں کوئی دیکھ نہیں رہا، یہاں کے ماحول میں پردے کی ضرورت نہیں کیونکہ لوگوں کو دیکھنے کی عادت نہیں۔فرمایا کہ اگر یہ سمجھ رکھو کہ بھلے مانس لوگ ہیں یاد رکھو کہ ضرور وہ چیز تباہ ہو گی۔’’اسلامی تعلیم کیسی پاکیزہ تعلیم ہے کہ جس نے مرد و عورت کو الگ رکھ کر ٹھوکر سے بچایا اور انسان کی زندگی حرام اور تلخ نہیں کی جس کے باعث یورپ میں آئے دن کی خانہ جنگیاں اور خودکشیاں دیکھیں‘‘۔یہ جو خودکشیوں کا یہاں جو اتنا ہائی ریٹ (High rate) ہے اس کی بھی ایک یہی وجہ ہے۔’’بعض شریف عورتوں کا طوائفانہ زندگی بسر کرنا ایک عملی نتیجہ اس اجازت کا ہے جو غیر عورت کو دیکھنے کے لئے دی گئی‘‘۔
(ملفوظات جلداوّل صفحہ 21۔22۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

تو آج بھی دیکھ لیں کہ جس بات کی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نشاندہی فرما رہے ہیں جیسا کہ مَیں پہلے بھی کہہ آیا ہوں اسی کی وجہ سے بے اعتمادی پیدا ہوئی اور اس بے اعتمادی کی وجہ سے گھر اجڑتے ہیں اور طلاقیں ہوتی ہیں۔یہاں جو اِن مغربی ممالک میں ستر، اسّی فیصد طلاقوں کی شرح ہے یہ آزاد معاشرے کی وجہ ہی ہے۔یہ چیزیں برائیوں کی طرف لے جاتی ہیں اور پھر گھر اُجڑنے شروع ہو جاتے ہیں۔

پھر آپ فرماتے ہیں:

’’پردے کا اتنا تشدد جائز نہیں ہے۔......حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر بچہ رِحم میں ہو تو کبھی مرد اس کو نکال سکتا ہے۔دینِ اسلام میں تنگی و حرج نہیں۔جو شخص خوامخواہ تنگی و حرج کرتا ہے وہ اپنی نئی شریعت بناتا ہے۔گورنمنٹ نے بھی پردہ میں کوئی تنگی نہیں کی اور اب قواعد بھی بہت آسان بنا دیئے ہیں۔جو جو تجاویز و اصلاحات لوگ پیش کرتے ہیں گورنمنٹ انہیں توجہ سے سنتی اور ان پر مناسب اور مصلحتِ وقت کے مطابق عمل کرتی ہے۔کوئی شخص مجھے یہ تو بتائے کہ پردہ میں نبض دکھانا کہاں منع کیا ہے‘‘۔
(ملفوظات جلداوّل صفحہ 171۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

ایک تو یہ فرمایا کہ بعض عورتوں کی پیدائش کے وقت اگر مرد ڈاکٹروں کو بھی دکھانا پڑے تو کوئی حرج نہیں ہے۔وہاں جو بعض مرد غیرت کھا جاتے ہیں کہ مردوں کو نہیں دکھانا وہ بھی منع ہے۔ضرورت کے وقت مرد ڈاکٹروں کے سامنے پیش ہونا کوئی ایسی بات نہیں۔

پھر آپ فرماتے ہیں:

’’اسلامی پردہ پر اعتراض کرنا ان کی جہالت ہے۔‘‘یعنی یورپین لوگوں کی یا جو لوگ یہ سوچ رکھتے ہیں کہ پردہ نہیں ہونا چاہئے۔’’اللہ تعالیٰ نے پردہ کا ایسا حکم دیا ہی نہیں جس پر اعتراض وارد ہو۔قرآن مسلمان مردوں اور عورتوں کو ہدایت کرتا ہے کہ وہ غضِّ بصر کریں۔جب ایک دوسرے کو دیکھیں گے ہی نہیں تو محفوظ رہیں گے۔یہ نہیں کہ انجیل کی طرح یہ حکم دے دیتا ہے کہ ’شہوت کی نظر سے نہ دیکھو‘۔افسوس کی بات ہے کہ انجیل کے مصنّف کو یہ بھی معلوم نہیں ہوا کہ شہوت کی نظر کیا ہے؟ نظر ہی تو ایک ایسی چیز ہے جو شہوت انگیز خیالات کو پیدا کرتی ہے۔اس تعلیم کا جو نتیجہ ہوا ہے وہ اُن لوگوں سے مخفی نہیں ہے جو اخبارات پڑھتے ہیں۔اُن کو معلوم ہوگا کہ لندن کے پارکوں اور پیرس کے ہوٹلوں کے کیسے شرمناک نظارے بیان کیے جاتے ہیں۔

اسلامی پردہ سے یہ ہرگز مراد نہیں ہے کہ عورت جیل خانہ کی طرح بند رکھی جاوے۔قرآن شریف کا مطلب یہ ہے کہ عورتیں سَتر کریں۔وہ غیر مرد کو نہ دیکھیں۔جن عورتوں کو باہر جانے کی ضرورت تمدّنی امور کے لئے پڑے ان کو گھر سے باہر نکلنا منع نہیں ہے، وہ بے شک جائیں لیکن نظر کا پردہ ضروری ہے‘‘۔(ملفوظات جلداوّل صفحہ 297۔298۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

ایک جگہ آپؑ نے فرمایا کہ پہلے مردوں کی اصلاح کر لو پھر کہو کہ پردہ کی ضرورت نہیں رہی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ حقیقی معنوں میں تقویٰ کی راہوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور کبھی ایسی خواہشات کی تکمیل کے لئے جو صرف ذاتی خواہشات ہوں دین میں بگاڑ پیدا کرنے والے نہ ہوں۔

ہمیشہ یاد رکھیں کہ ایک احمدی عورت اور احمدی بچی کا ایک مقام ہے۔آپ کو اللہ اور اس کے رسول نے نیکیوں پر قائم رہنے کے طریق بتائے ہیں۔اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تفصیل سے وہ ہمارے سامنے کھول کر رکھ دیئے ہیں۔کسی بھی قسم کے کمپلیکس میں مبتلا ہوئے بغیر ان راستوں پر چلیں اور ان حکموں پر عمل کریں۔دنیا کو بتائیں اور کھول کر بتائیں کہ اگر عورتوں کے حقوق کی حفاظت کسی نے کی ہے تو اسلام نے کی ہے۔معاشرے میں اگر عورت کی عزت قائم کی ہے تو اسلام نے کی ہے۔تم اے دنیا کی چکاچوند میں پڑے رہنے والو! آج اگر معاشرے کو امن پسند بنانا چاہتے ہو تو اسلام کی تعلیم کو اپناؤ۔آپ کو یہ سبق ان کو دینا چاہئے، نہ کہ ان کی باتوں اور کمپلیکس میں آئیں۔ان کو بتائیں کہ آج اگر اپنی عزتوں کو قائم کرنا ہے تو اسلام کی طرف آؤ۔آج اگر اپنے گھروں کو جنت نظیر بنانا ہے تو ہمارے پیچھے چلو۔

اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

☆......☆......☆

جس دین میں عبادت نہیں وہ دین نہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’بچوں کو پانچ وقت نمازوں کی عادت ڈالیں۔کیونکہ جس دین میں عبادت نہیں وہ دین نہیں۔اس کی عادت بھی بچوں کو ڈالنی چاہئے اور اس کے لئے سب سے بڑا والدین کا اپنا نمونہ ہے۔اگر وہ خود نمازی ہوں گے تو بچے بھی نمازیں بنیں گے۔نہیں تو صرف ان کی کھوکھلی نصیحتوں کا بچوں پر کوئی اثر نہیں ہوگا۔‘‘

(مشعل راہ جلد پنجم حصہ اوّل صفحہ 20)

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2015ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(عبدالرحمان)

(قسط نمبر162)

قارئین الفضل کی خدمت میں ماہ جنوری، فروری 2015ء کے دوران پاکستان میں احمدیوں کی مخالفت کے واقعات کا خلاصہ پیش ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو محض اپنے فضل سے اپنے حفظ و امان میں رکھے، اور شریروں کی پکڑ کا سامان فرمائے۔ آمین

کہاں کا نیشنل ایکشن پلان؟

لاہور اور چنیوٹ؛ فروری 2015ء: پاکستان اور بیرونی دنیا میں یہ خیال پایا جاتا ہے کہ پشاور میں آرمی پبلک سکول پر ہونے والے حملے کے بعد سے حکومتی انتظامیہ مذہبی شدّت پسندی اور فرقہ واریت کے سدِّ باب کے لئے مضبوط ایکشن پلان بنا کر اس پر عملدرآمد کروا رہی ہے کیونکہ یہ دونوں عوامل ہی دہشتگردی کو ایک مضبوط بنیاد فراہم کرتے ہیں۔ نیشنل ایکشن پلان (NAP) کو ایسا تیار کیا گیا ہے کہ دہشتگردی سے متعلق تمام ہی مسائل کا حل اس کے ذریعہ کیا جا سکے۔ لیکن مُلّاں اپنی چالاکی اور ہوشیاری سے مذہب کے نام پر اور ختمِ نبوّت، حرمتِ رسول اور شریعت وغیرہ کی آڑ میں حکومتی انتظامیہ کو جھانسا دینے اور بلیک میل کرنے میں بڑی آسانی سے کامیاب ہو جاتا ہے۔

چنیوٹ میں ختمِ نبوّت کی تنظیم سے تعلق رکھنے والے ملّاں جلسہ کرتے ہی تھے اس نیشنل ایکشن پلان کے جاری ہونے کے بعد مذہب کے نام پر لوگوں کے جذبات سے کھیلنے والے ان ملّاؤں نے ایوانِ اقبال لاہور میں ختمِ نبوّت اور فتحِ مباہلہ کانفرنس کی۔ یاد رہے کہ ایوانِ اقبال کا انتظام وزارتِ اطلاعات ونشریات وقومی ورثہ کے تحت ہے۔ اس کانفرنس میں بھی تمام مقررین نے فرقہ واریت اور مذہبی شدّت پسندی کے جذبات کو ہوا دینے کے سوا اور کچھ نہ کیا۔ ذیل میں جو رپورٹ درج کی جارہی ہے وہ ان خبروں کا خلاصہ ہے جو کہ قومی اخبارات ورسائل میں شائع ہوئیں۔

اس کانفرنس سے پہلے دائیں بازو سے تعلق رکھنے والی شدّت پسند اخبار روزنامہ اسلام میں تحریکِ ختمِ نبوّت (جوہر ٹاؤن لاہور) کی طرف سے بڑے پیمانے پر اس کی تشہیر کی گئی۔ جن 'نامور' ملّاؤں نے اس کانفرنس میں تقاریر کیں ان میں عبدالحفیظ مکی (سعودی عرب) اور احمد علی سراج (کویتی) شامل تھے۔ یہی لوگ ہیں جو ایسی کانفرنسوں کے انعقاد کے لئے کوشاں نظر آتے ہیں۔

روزنامہ ایکسپریس ٹریبیون نے 27 فروری کو شائع ہونے والی اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ اعلیٰ عدالتوں کے تین ریٹائرڈ ججز نے بھی اس کانفرنس میں تقاریر کیں جن میں سابق چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ خواجہ محمد شریف، سابق جج لاہور ہائی کورٹ نذیر احمد غازی (یہ دونوں ممتاز قادری کا کیس لڑنے والے وکلاء کے پینل میں شامل ہیں) اور وفاقی شرعی عدالت کا ایک سابق جج خالد محمود شامل ہیں۔ دیگر مقررین میں اُوریا مقبول جان (معروف پاکستانی اسلامسٹ)، امیر حمزہ (رہنما جماعت الدعوۃ) وغیرہ شامل ہیں۔ ملّاں الیاس چنیوٹی (پی ایم ایل این، ایم پی اے) نے ایک اجلاس کی صدارت کی اور یہ بیان دیا کہ 'احمدی اپنا عقیدہ چھوڑ کر مسلمان ہو جائیں یا نتائج بھگتنے کے لئے تیار ہو جائیں۔' امیر حمزہ نے اپنی تقریر میں کہا کہ 'مجاہدین انڈیا سے اس لئے بھی جنگ کرنا چاہتے ہیں تا کہ وہ قادیان میں احمدیوں کے بزرگوں کی قبریں مسمار کر سکیں۔'

روزنامہ اسلام نے اپنی 27/فروری کی اشاعت میں چنیوٹ میں ہونے والی ایسی ہی ایک کانفرنس کی رپورٹ شائع کی۔ ذیل میں ملّاؤں کے شائع شدہ بیانات سے کچھ حصے درج کیے جاتے ہیں۔

۔قادیانی بھٹکے ہوئے ہیں۔ وہ اپنی دنیا اور آخرت کو دائرہ اسلام میں شامل ہو کر سنوار سکتے ہیں۔ ورنہ ذلّت ان کا مقدّر رہے۔

۔قادیانی برطانوی سامراجی ایجنٹ ہیں۔ انہوں نے ہمیشہ اسلام کو اور ختمِ نبوّت کو نقصان پہنچایا ہے۔

۔پاکستان میں دہشتگردی اور فرقہ واریت کے پیچھے قادیانیوں کا ہاتھ ہے۔

۔قادیانیت ایک دہشتگرد تنظیم کا نام ہے۔ یہ کوئی مذہب نہیں ہے۔

۔جب تک قادیانی اپنی آئینی شناخت کو تسلیم نہیں کرتے ان کے خلاف ہماری تحریک جاری و ساری رہے گی۔ قادیانی قانون کے غدار ہیں۔ ان کا ہر لحاظ سے قلع قمع کرنا ضروری ہے۔

روزنامہ اسلام نے ملّاں کے مزید بیانات کو کچھ اس طرح شاملِ اشاعت کیا:

۔گورنمنٹ جامعہ نصرت کالج برائے خواتین کا نام بدل کر جامعہ سیدہ عائشہ صدیقہ اور سیدہ فاطمہ الزہرا رکھا جائے۔ (ام المومنین حضرت سیدہ) نصرت جہاں (بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا حضرت مرزا) غلام احمد قادیانی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی اہلیہ کا نام تھا۔

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ یہ تعلیمی ادارہ جماعتِ احمدیہ کی ملکیت تھا اور 1972ء میں قومیایا گیا تھا۔ اب جبکہ عرصہ دراز سے حکومت قومیائے جانے والے تمام تعلیمی ادارہ جات کو ایک پالیسی کے تحت ان کے حقیقی مالکان کے سپرد کر چکی ہے، جماعتِ احمدیہ کے ملکیتی تعلیمی ادارہ جات ابھی تک واپس نہیں کیے گئے۔ وجہ ملّاں کا حکومت پر غیر ضروری دباؤ کے سوا اور بھلا کیا ہو سکتی ہے؟

سوچنے کی بات یہ ہے کہ کانفرنس کی کارروائی میں سے جو کچھ خلاصۃً درج کیا گیا ہے اگر یہ شدّت پسندی نہیں تو اور کیا ہے؟ حکومتِ وقت کو یہ چاہیے تھا کہ اپنی ملکیتی اس عمارت میں جو کہ ایک صوبائی دارالحکومت میں واقع ہے ایسی کسی کانفرنس کی سرے سے اجازت ہی نہ دیتی۔ اس ہال میں تقریبات کرنے کی جو شرائط ہیں ان میں سے بارھویں اور اٹھارہویں شرائط کچھ اس طرح ہیں:

12۔ پروگرام میں کوئی سیاسی یا فرقہ واریت پر مشتمل بات نہیں کی جائے گی۔

18۔ کوئی تقریر پاکستان کی آئیڈیالوجی، حکومتی پالیسیوں یا افواجِ پاکستان کے خلاف نہیں کی جائے گی۔

ایوانِ اقبال کی انتظامیہ اس امر سے بخوبی واقف ہے کہ جب بھی ملّاں وہاں کسی قسم کا کوئی جلسہ کرتے ہیں تو فرقہ واریت اور شدّت پسندی پر مشتمل جذبات کو ہوا دیتے ہیں۔ ان لوگوں کو حکومتِ وقت کی طرف سے دہشتگردی کے سدِّ باب کے لئے جاری کردہ نیشنل ایکشن پلان پر عملدرآمد کرتے ہوئے اس کمپلیکس میں جلسہ کرنے کی اجازت ہی نہیں دی جانی چاہیے تھی۔ بہرحال سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ایوانِ اقبال پاکستانی عوام میں شدّت پسندی، فرقہ واریت اور نفرت کے جذبات کو ہوا دینے کے لئے استعمال ہو رہا ہے؟ کیا اس میں ایسے لوگوں کو کھلے عام تقاریر کرنے کی اجازت دی جا رہی ہے جو دہشتگردوں سے کھلے عام تعلقات رکھتے ہیں؟ مزید برآں اگر حکومتِ پاکستان اور افواجِ پاکستان سنجیدگی سے اپنے تجویز کردہ نیشنل ایکشن پلان پر عملدرآمد کرنا چاہتی ہیں تو اس قسم کی کانفرنسز کے انعقاد سے کیا وہ اس پالیسی کے مقاصد حاصل کر سکیں گی؟

بھوئیوال میں احمدیوں پر مقدمہ

بھوئیوال ضلع شیخوپورہ؛ 24/فروری 2015ء: مئی 2014ء میں چار احمدیوں کے خلاف تعزیراتِ پاکستان دفعہ 295-C کے تحت جھوٹے طور پر مقدمہ قائم کر دیا گیا تھا۔ واقعہ کچھ یوں ہوا تھا کہ انہوں نے جماعتِ احمدیہ کے خلاف شائع کئے جانے والے ایک قابلِ اعتراض اور اشتعال انگیز پوسٹر کے خلاف آواز اٹھائی تھی اور ان پر الزام تھا کہ انہوں نے اس پوسٹر کو ایک دکان کی دیوار سے پھاڑ دیا ہے۔ اس پر ملّاں نے شدید احتجاج کیا اور پولیس کو ان احمدیوں کے خلاف ایکشن لینے کا کہا۔ بصورتِ دیگر علاقہ میں فتنہ و فساد کی دھمکی بھی دی۔ اس پر پولیس نے بجائے اس کے کہ وہ اس اشتعال انگیز پوسٹر کو شائع کرنے والے کے خلاف کوئی کارروائی کرتی الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے کی ضرب المثل کو پورا کرتے ہوئے احمدیوں کے خلاف ہی مقدمہ درج کر دیا اور ان میں سے ایک خلیل احمد کو زیرِ حراست رکھ لیا۔

تین روز بعد جبکہ خلیل احمد پولیس کی حراست میں ہی تھے قریب ہی واقع کالعدم تنظیم کے زیرِ انتظام چلنے والے ایک مدرسہ کا طالبعلم مسلّح حالت میں پولیس اسٹیشن میں داخل ہوا اور اس نے خلیل احمد کو گولیاں مار کر شہید کر دیا۔

اب جبکہ معاملہ اس قدر خراب ہو چکا تھا اور معلوم ہوتا تھا کہ پولیس اپنی غیر ذمہ داری پر پریشان تھی دیگر تین احمدیوں کو ضمانت پر رہا کر دیا گیا۔ یہ حالات بھی کچھ زیادہ دیر نہ رہے، کچھ ہی عرصہ بعد انتظامیہ نے پھر سے ملّاں کے دباؤ میں آ کر ان تین احمدیوں کی ضمانتیں منسوخ کر دیں اور انہیں گرفتار کر لیا گیا۔ یہ احمدی ابھی تک قید و بند کی صعوبتیں اس لئے برداشت کر رہے ہیں کیونکہ سیشن جج ان کی ضمانت لینے پر تیار نہیں۔

دوسری جانب خلیل احمد کو شہید کرنے والے شقیّ القلب شخص کو گرفتار کر لیا گیا اور اس کے خلاف انسدادِ دہشتگردی کی دفعہ نمبر 7 کے تحت مقدمہ درج کر لیا گیا۔ لیکن نامعلوم وجوہات کی بنا پر انسدادِ دہشتگردی کی عدالت نے اس نوجوان کی چارج شیٹ میں سے انسدادِ دہشتگردی کی اس دفعہ کو خارج کر دیا۔

ان باتوں سے قارئین کو اندازہ ہو رہا ہوگا کہ پاکستان میں مذہب کے نام پر تشدّد کرنے والوں کے لئے ہر ادارہ میں نرم گوشہ رکھنے والے لوگ موجود ہیں۔

قاتل کی چارج شیٹ سے انسدادِ دہشتگردی کی اس دفعہ کو ہٹانے کے خلاف ایک رِٹ پٹیشن دائر کی گئی ہے۔

ایک ملّاں کو جس کا نام مہدی بتایا جاتا ہے سانحہ پشاور کے بعد گرفتار کر لیا گیا ہے۔ یہ شخص علاقہ میں لوگوں کو بھڑکانے اور فرقہ واریت پر مشتمل جذبات کو پھیلانے میں ایک خاص کردار ادا کرتا ہے۔

اب ان تین معصوم احمدیوں کی ضمانت کی درخواست لاہور ہائی کورٹ میں پیش ہوگی۔ یہ اسیرانِ راہِ مولیٰ دس ماہ سے جیل میں قید ہیں۔

ایک مکروہ منصوبہ جو ناکام ہو گیا

گوٹھ منظور، ضلع میرپور خاص؛ 31/جنوری 2015ء: یہاں پر کچھ ملّاؤں کی سرکردگی میں دوسو کے قریب لوگ جمع ہوئے۔ انہوں نے بعض احمدیوں پر مسجد میں قرآن کریم کے اوراق کو جلانے کا الزام لگایا تھا۔ ابھی اشتعال انگیزی کا سلسلہ جاری تھا کہ ایک غیر احمدی شریف النفس آدمی آگے بڑھا اور اس نے پبلک کو بتایا کہ جس وقت کا کہا جا رہا ہے کہ احمدیوں نے مسجد میں گھس کر قرآن کریم کے اوراق کو جلایا ہے اس وقت تو میں نے تبلیغی جماعت کے کچھ ملّاؤں کو اس مسجد سے نکلتے ہوئے دیکھا تھا۔ 'تم لوگ جھوٹے طور پر قادیانیوں پر اس کا الزام لگا رہے ہو۔' اس پر پولیس نے تبلیغی جماعت کے دو ملّاؤں کو گرفتار کر لیا جنہوں نے بعد میں اقرارِ جرم بھی کیا کہ انہوں نے مقامی ملّاؤں کے کہنے پر قرآن کریم کے اوراق کو آگ لگائی تھی تا کہ اس کا الزام احمدیوں کے سر تھوپ کر ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔ اس کے کچھ عرصہ بعد پولیس نے دو مقامی ملّاؤں کو بھی گرفتار کر لیا جن میں سے ایک کا تعلق وہابی فرقہ سے ہے جبکہ دوسرا جماعتِ اسلامی سے تعلق رکھنے والا ہے۔

جماعت احمدیہ تو ہمیشہ سے اس مؤقف پر قائم ہے کہ احمدی کبھی بھی کوئی بھی ایسا کام نہیں کر سکتا جس سے اسلام، شعائرِ اسلام یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس پر حرف آ سکتا ہو۔ یہ واقعہ ملّاں کی مکروہ سازشوں اور جھوٹے الزامات کی حقیقت کو ثابت کر دینے کے لئے کافی ثبوت ہے۔

قاتل باعزّت بری!!!

ملتان: پانچ سال قبل دو احمدی میاں بیوی ڈاکٹرز نورین شہزاد اور ان کے میاں شہزاد احمد باجوہ کو ان کی رہائشگاہ واپڈا کالونی میں چند شرپسندوں نے تشدّد کر کے شہید کر دیا تھا۔ پولیس نے اَنتھک تفتیش کے بعد تین ملزمان کو گرفتار کر کے انہیں انسدادِ دہشتگردی کی عدالت میں پیش کر دیا تھا۔ عدالت نے ان کو مجرم قرار دیتے ہوئے ان میں سے دو کو سزائے موت جبکہ تیسرے کو عمر قید کی سزا سنائی تھی۔

اس فیصلہ کے خلاف مجرمان نے ہائی کورٹ میں اپیل دائر کی جس کے جج قاضی امین نے ان تینوں مجرمان کو اس الزام سے بری قرار دے دیا۔

انہیں تین اشخاص کے اوپر بشمول ایک چوتھے شخص کے ملتان کے ایک اور احمدی عطاء الکریم کے قتل کا بھی الزام تھا۔ ایک خصوصی عدالت نے ان کو مجرم قرار دیتے ہوئے ان میں سے ایک کو سزائے موت جبکہ دیگر تین کو عمر قید کی سزا سنائی تھی۔

اب اس تمام تر عدالتی کارروائی کے دوران ایک مجرم طلحہ دونوں الزامات سے بری قرار دیا جا چکا ہے!

(باقی آئندہ)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات ورسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

محترم غلام دستگیر صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ یکم جنوری 2011ء میں مکرمہ ث۔کوثر صاحبہ کے قلم سے ایک مضمون شامل اشاعت ہے جس میں وہ اپنے والد محترم غلام دستگیر صاحب (سابق امیر ضلع فیصل آباد) کا ذکرخیر کرتی ہیں۔

محترم غلام دستگیر صاحب 16/جون 1916ء کو دیوانی وال ضلع بٹالہ میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں ہی والد محترم چودھری غلام علی خان صاحب کا سایہ سر سے اُٹھ گیا تو پرورش والدہ محترمہ دولت بی بی صاحبہ نے کی۔ آپ کُل تین بھائی اور تین بہنیں تھیں۔

آپ کو تعلیم حاصل کرنے کا شوق بھی تھا اور والد مرحوم کی خواہش بھی تھی چنانچہ نہ صرف لاء کیا بلکہ منشی فاضل بھی کیا۔ فارسی پر عبور حاصل تھا۔ ہومیوپیتھی میں بھی بھرپور دسترس تھی۔ حکمت تو خاندانی وراثت کے طور پر ملی تھی۔ شعروشاعری سے بھی شغف تھا۔ آپ میونسپل کمیٹی سرگودھا اور فیصل آباد میں چیف اکاؤنٹ آفیسر کے عہدہ پر فائز رہے۔

آپ صرف 17 سال کی عمر میں حضرت مصلح موعودؓ کے دست مبارک پر بیعت کرکے احمدی ہوئے اور جلد ہی وصیت بھی کرلی۔ آپ فیصل آباد میں خدّام کے قائد شہر اور پھر قائد ضلع نیز انصار کے زعیم رہے اور قریباً 42 سال نائب امیر ضلع اور 6 سال امیر ضلع کے طور پر خدمات بجالاتے رہے۔ مجلس مشاورت کی فنانس کمیٹی کے صدر بھی رہے۔ خلافت ثالثہ کے دَور میں افریقہ میں مشنوں کے حسابات کی پڑتال کا موقع بھی ملا۔ انتخاب خلافت کمیٹی اور قضاء بورڈ کے بھی رُکن رہے۔ تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین میں شامل تھے۔

آپ احمدیت کے فدائی اور نہایت ملنسار، شفیق اور نرم دل تھے۔ خدا تعالیٰ کے آپ سے عجیب سلوک کے چند واقعات آپ کی ڈائری میں درج ہیں مثلاً ایک دن عشاء کی نماز کے لئے وضو کرکے لیٹے تو نیند نے آلیا۔ کچھ دیر بعد آنکھ کھلی تو زبان پر یہ مصرعہ جاری تھا:

گرتے پڑتے درِ مولیٰ پہ رسا ہوجاؤ

لیکن نفس نے پھر سستی کی تو چند منٹ کے بعد زور سے آواز آئی اور زبان پر یہ مصرعہ جاری ہوگیا

اہل شیطاں نہ بنو اہل خدا ہوجاؤ

اس پر آپ نے فوراً اُٹھ کر نماز ادا کی۔

آپ کو لمبا عرصہ ملازمت کے لئے اپنے گاؤں شاہکوٹ سے فیصل آباد جانا پڑتا تھا۔ ایک ہی بس جاتی تھی اور اس میں بھی تِل دھرنے کی جگہ نہیں ہوتی تھی۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ ڈرائیور آپ کے آنے کا انتظار کرتا۔ ایک روز اُس نے کسی کو بتایا کہ جس دن یہ آجائیں اُس دن بےشمار سواری ملتی ہے اور بہت آمدنی ہوتی ہے۔

اسی طرح آپ نے ٹرین کے ایک لمبے سفر کا حال بیان کیا جب آپ بیمار بھی تھے۔ دعا شروع کی تو کچھ ہی دیر میں ازخود ایک مسافر نے آپ کو پہلے سیٹ دی اور پھر دوسرے نے سونے کی جگہ دیدی۔

آپ نماز تہجد اور تلاوت قرآن کے بہت پابند تھے۔ دعاؤں پر بہت زور دیتے۔ کبھی کوئی دعا کے لئے فون کرتا تو فوراً نماز کے لئے کھڑے ہوجاتے۔ خدمت دین کا جذبہ انتہا پر تھا۔ سادہ مزاج تھے۔ گھریلو کام کاج میں بھی ہاتھ بٹاتے۔ عمدہ کھانا بنالیتے۔ بچوں کی پڑھائی میں مدد کرتے۔ آپ نے دو شادیاں کیں اور اللہ تعالیٰ نے نو بچوں سے نوازا۔ بچوں کی تعلیم وتربیت کا خیال رکھتے اور اپنے کاموں کے لئے بچوں سے بھی مشورہ کرتے۔

دو تین گھنٹوں کی مختصر علالت کے بعد آپ نے 4/اپریل 2005ء کو وفات پائی۔ آپ کے آخری الفاظ تھے: رَبِّ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِر۔ اور پھر دو مرتبہ کہا: میرے اللہ! میرے اللہ۔

محترم چودھری شرف الدین صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 28 جنوری 2011ء میں مکرم ڈاکٹر محمد اشرف صاحب میلو کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں وہ اپنے نانا محترم چودھری شرف الدین صاحب دارا پوری کا ذکرخیر کرتے ہیں۔

محترم چودھری صاحب 1905ء میں دارا پور ضلع گورداسپور میں پیدا ہوئے۔ ایک رئیس زمیندار خاندان سے تعلق تھا۔ 1937ء میں آپ نے اپنے خاندان کے چند افراد کے ہمراہ احمدیت قبول کرلی۔ پھر آپ کی دوستی حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ سے ہوگئی۔ حضورؒ کبھی کبھار آپ کے ہاں جاتے اور دونوں دریائے بیاس کے کنارے مرغابیوں کا شکار کھیلا کرتے۔ یہ دوستی پھر عمر بھر قائم رہی۔

قیام پاکستان کا اعلان ہوا تو آپ کے گاؤں پر سکّھوں نے حملہ کیا اور آپ نے بڑی جرأت سے حملہ کا مقابلہ کیا۔ پھر فوج کے ایک دستہ نے مسلمانوں کو بحفاظت کیمپ میں پہنچایا جہاں سے آپ پاکستان آگئے اور ریلوے ضلع سیالکوٹ میں آباد ہوئے۔ یہاں مقامی افراد اور مہاجرین کے درمیان ہونے والے جھگڑے کو جب آپ نے انصاف کے ساتھ حل کروایا تو علاقہ بھر میں آپ کا نام عزت سے لیا جانے لگا۔ آپ نے فرقان فورس میں بھی خدمت کی توفیق پائی۔ اگست 1982ء میں دل کی بیماری کے نتیجہ میں آپ کی وفات ہوئی۔

مکرم سید مبشرات احمد صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 4 فروری 2011ء میں مکرمہ پروفیسر سیّدہ نسیم سعید صاحبہ نے ایک مختصر مضمون میں اپنے بھائی مکرم سید مبشرات احمد صاحب کا ذکرخیر کیا ہے جو 14 جنوری 2011ء کو 80 سال کی عمر میں کینیڈا میں انتقال کرگئے اور پِیس ویلیج میں قطعہ موصیان میں مدفون ہوئے۔

حضرت ڈاکٹر سید شفیع احمد صاحبؓ محقق دہلوی اور محترم بیگم شفیع (صحافیہ اور تحریک پاکستان کی مجاہدہ) کے بیٹے مکرم سید مبشرات احمد صاحب تیس سال تک زرعی ترقیاتی بنک پاکستان میں کام کرتے رہے۔ رشوت نہ خود لیتے، نہ لینے دیتے۔ دعوت الی اللہ کھل کر کرتے جس کی وجہ سے کئی خطرات بھی مول لئے۔ 1988ء میں قبل از وقت ریٹائرمنٹ لے کر جرمنی آگئے۔ آپ اُس وقت بنک میں ڈائریکٹر تھے۔ 1989ء میں کینیڈا میں آبسے۔ آپ کی ساری زندگی خدمت دین سے عبارت تھی۔ 1953ء میں جب لاہور کے پریسوں نے الفضل چھاپنے سے انکار کردیا تو آپ بڑی جرأت کے ساتھ اپنی والدہ کے دستکاری پریس میں اخبار چھپواتے رہے۔ نہایت مخیّر تھے۔ جرمنی میں تعمیر مساجد کے لئے ہزاروں مارک ادا کئے۔ کینیڈا میں بھی آٹوا مشن کے لئے دس ہزار ڈالر ادا کئے۔

آپ تلاوت صبح وشام کرتے۔ ساری دنیا کی سیر کی اور اس دوران ہوائی جہاز میں کثرت سے قرآن کریم پڑھا کرتے۔ آپ کی اہلیہ چار سال کی بیماری کے بعد 2010ء میں انتقال کرگئیں۔ اُن کی تیمارداری میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ آپ کی دو بیٹیاں ہیں جو جرمنی میں مقیم ہیں۔

مسجد قمر ربوہ کی ابتدائی تعمیر

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 10 فروری 2011ء میں مکرم پروفیسر محمد سلطان اکبر صاحب کے قلم سے ایک تاریخی معلوماتی مضمون شامل اشاعت ہے جس میں دارالصدر غربی ربوہ میں مسجد قمر کی ابتدائی تعمیر سے متعلق چند دلچسپ حقائق پیش کئے گئے ہیں۔

ربوہ کے قیام پر ابھی چند سال گزرے تھے کہ محلّہ دارالصدر غربی میں رہنے والے محترم چودھری فرزند علی صاحب مرحوم کی کوٹھی (حال کوٹھی محترم چودھری عزیز احمد باجوہ صاحب مرحوم) کے ایک کمرہ میں نماز ادا کرتے تھے۔ مولوی محمد حنیف قمر صاحب سائیکل سیاح امامت کرواتے تھے۔ پھر اسی کوٹھی کے باہر صحن میں ایک عارضی مسجد بنالی گئی۔ جب محترم باجوہ صاحب نے کوٹھی دوبارہ تعمیر کروائی تو عارضی مسجد کے چھت کا ملبہ محترم شیخ نور احمد منیر صاحب کے گھر میں رکھوادیا گیا اور نمازیں مکرم سہیل احمد صاحب کے مکان کے ایک کمرہ میں ادا ہونے لگیں۔ تب امام حضرت بابا فقیر محمد خان افغان تھے۔

جب محترم مرزا مظفر احمد صاحب نے قریباً 1960ء میں اپنی کوٹھی ''البشریٰ'' تعمیر کی تو اُن کے والد حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ اس میں منتقل ہوگئے۔ ہم چند لوگ آپؓ کو مبارکباد دینے وہاں حاضر ہوئے تو آپؓ نے ہم سے پہلا سوال یہی پوچھا کہ اس محلّہ کی کوئی مسجد ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ پلاٹ تو ہے لیکن نمازیں کسی گھر میں پڑھتے ہیں۔ آپؓ نے فرمایا: اصل جگہ پر مسجد بنائیں چاہے وہاں ایک سادہ سا چھپر ہی ڈال لیں۔

چنانچہ ہم نے حضرت میاں صاحبؓ کے ارشاد کی تعمیل میں پرانے ملبہ کی مدد سے دوصفوں پر مشتمل ایک چھوٹی سی صاف ستھری مسجد بنائی اور قریباً دو ہفتہ بعد دوبارہ آپؓ کی خدمت میں حاضر ہوکر یہ اطلاع پہنچائی۔ آپؓ یہ سن کر ہمارے ساتھ ہی پیدل چل پڑے۔ مسجد دیکھ کر خوشی کا اظہار کیا اور چٹائی پر بیٹھ کر لمبی دعا کروائی۔

ہمارے محلّہ کے صدر محترم ملک رفیق احمد صاحب تھے۔ صدر مسجد کمیٹی محترم چودھری عطاء اللہ صاحب تھے جنہوں نے پختہ مسجد کی تعمیر کے لئے چار ہزار روپے اکٹھے کئے ہوئے تھے۔ لیکن اسی دوران حلقہ لطیف والوں نے ٹھیکیدار محمد دین صاحب مرحوم کی سرکردگی میں اپنی مسجد لطیف کی چار دیواریں کھڑی کرکے چھت کے لئے دو ہزار روپے مسجد کمیٹی سے لے کر چھت ڈال لی۔ 1961ء میں میرا تقرّر ٹی آئی کالج میں ہوا تو میرے اصرار پر کہ ہمیں بھی پختہ مسجد تعمیر کرنی چاہئے، مجھے سیکرٹری مسجد فنڈ بنادیا گیا۔ مَیں نے چالیس فٹ لمبی اور پچیس فٹ چوڑی مسجد کے لئے بنیادیں کھدوانا شروع کردیں۔ محترم پروفیسر مبارک احمد انصاری صاحب نے قطب نما کی مدد سے قبلہ کا تعیّن کیا۔ مسجد کے لئے چندہ جمع کرنے کی اجازت صرف اہل محلّہ سے ہی تھی۔ محلّہ کے خالی پلاٹوں کے مالکان سے چندہ لینے کے لئے خاکسار محترم صاحبزادہ محمد طیب صاحب (ابن حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحبؓ شہید کابل) کے ہمراہ لاہور اور کراچی گیا۔ پھر مَیں اکیلا ہی کوئٹہ اور سندھ کے علاقوں میں گیا اور کچھ نقد اور زیادہ تر وعدوں کے ساتھ واپس پہنچا۔ محترمہ مجیدہ شاہنواز صاحبہ نے کہا کہ وہ پہلے ہی محلّہ کی مسجد کے لئے پانچ سو روپے ادا کرچکی ہیں۔ مَیں نے بتایا کہ وہ ہمارا ہمسایہ محلّہ ہے اور آپ کا مکان ہمارے محلّہ میں ہے اور ہم نے آپ سے پانچ ہزار لینا ہے۔ وہ کچھ سوچ کر کہنے لگیں یہ تو بہت بڑی رقم ہے۔ لیکن پھر اُسی شام کو انہوں نے ہمیں دو ہزار روپیہ دے دیا اور بقیہ رقم کا وعدہ کرلیا جو جلد ہی بھجوا بھی دی۔

جب بنیادیں کھدگئیں تو پہلے جنگ کی وجہ سے کام چند ماہ کے لئے رُک گیا۔ پھر حضرت مصلح موعودؓ کی وفات ہوگئی اور حضرت خلیفۃالمسیح الثالثؒ نے اپنے دورِخلافت میں سب سے پہلی مسجد جس کا سنگ بنیاد رکھا وہ ہماری تھی اور پھر خاکسار کی درخواست پر کہ اس مسجد کی تحریک چونکہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ قمرالانبیاء نے کی تھی، اس لئے مسجد کا نام ''مسجد قمر'' رکھنے کی منظوری عطا فرمائی۔

بنیادیں رکھنے کے بعد محترم ملک عبدالمجید صاحب آئرن سٹور سے ادھار سامان لے کر تعمیر کا آغاز کیا۔ محترم انجینئر چودھری عبدالقادر صاحب مرحوم (برادر محترم مولوی محمد احمد جلیل صاحب) اُن دنوں مسجد اقصیٰ کی تعمیر کی نگرانی کررہے تھے۔ میری درخواست پر انہوں نے آکر سریوں کی ترتیب کی نقشہ کشی کی اور چیکنگ کی تاکہ مسجد کے اندر کسی ستون کے بغیر چھت کھڑی ہو۔ پھر سارے محلّہ نے مسلسل سارا دن وقارعمل کرکے چھت پر لنٹل ڈالا۔ لکڑی کا کام مستری سلیم احمد صاحب نے کیا۔ پلاسٹر کرنے اور مینار بنانے کا کام دو مستریوں نے کیا۔ دونوں کے نام غلام محمد تھے۔ انہی ایّام میں حضرت خلیفۃالمسیح الثالثؒ اپنے ماموں محترم ڈاکٹر کرنل تقی الدین صاحب کو ملنے ہمارے محلّہ میں تشریف لائے۔ نماز مغرب کا وقت ہوا تو حضورؒ نے ازخود مسجد قمر میں آکر نماز پڑھائی۔ یہ اس مسجد کی بہت بڑی سعادت تھی اور منفرد واقعہ تھا کہ خلیفۂ وقت نے کسی محلّہ کی مسجد میں نماز کی امامت کروائی ہو۔ وہیں نماز کے بعد حضورؒ نے مسجد کے اندر سفید پینٹ کرنے کا ارشاد بھی فرمایا تاکہ کم روشنی کے باوجود بھی مسجد روشن نظر آئے۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 28 جنوری 2011ء میں حضرت حافظ مختار احمد صاحب شاہجہانپوری کا کلام بعنوان ''وسیلۂ جنت'' شائع ہوا ہے۔ اس میں سے انتخاب پیش ہے:

اللہ کیا عجیب یہ نعمت نماز ہے
دنیا و دیں میں باعثِ راحت نماز ہے
جو ظلمتِ گناہ کو آنے نہ دے قریب
وہ نورِ حق ، وہ شمعِ ہدایت نماز ہے
پھیلا ہوا ہے اس کا اثر دو جہان میں
جس کو نہیں زوال وہ دولت نماز ہے
لازم ہے یہ ادا ہو خشوع و خضوع سے
بے شبہ اک وسیلۂ جنت نماز ہے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
April 24, 2015 – April 30, 2015

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday April 24, 2015

00:00	World News
00:10	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 254-258 with Urdu translation.
00:20	Dars-e-Malfoozat
00:35	Yassarnal Quran: Lesson no. 49.
01:15	Inauguration Of Baitur Rahman Mosque Spain: Recorded on April 3, 2013.
02:15	Spanish Service: Programme no. 12.
02:50	Pushto Muzakarah: Discussion about Seerat Hadhrat Musleh Ma'ood[ra].
03:40	Tarjamatul Quran Class: Surah Az-Zumar, verses 54-76. Class no. 241. Rec. April 21, 1998.
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 53.
06:00	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 259-262 with Urdu translation.
06:15	Dars-e-Hadith: The topic is 'justice and equity.
06:30	Yassarnal Quran: Lesson no. 50.
06:50	Tour Of Spain: Rec. April 30, 2013.
07:45	Hijrat: Programme no. 10.
08:20	Rahe Huda: Recorded on April 18, 2015.
09:50	Indonesian Service
10:50	Deeni-O-Fiqahi Masail: Programme no. 66.
11:30	Live Transmission From Baitul Futuh
12:00	Live Friday Sermon
13:00	Live Transmission From Baitul Futuh
13:40	Tilawat: Surah At-Tahreem, verses 1-13.
13:55	Seerat-un-Nabi
14:20	Shotter Shondane: Rec. July 07, 2011. Part 2.
15:25	Dua-e-Mustajaab: Programme no. 34.
16:20	Friday Sermon [R]
17:30	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:25	Tour Of Spain [R]
19:30	The Casa Loma [R]
20:15	Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
21:00	Friday Sermon [R]
22:20	Rah-e-Huda: Recorded on April 18, 2015.

Saturday April 25, 2015

00:00	World News
00:20	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 259-262 with Urdu translation.
00:35	Yassarnal Quran [R]
01:00	Tour Of Spain [R]
02:10	Friday Sermon: Recorded on April 24, 2015.
03:20	Rahe Huda [R]
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 54.
06:00	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 263-268 with Urdu translation.
06:15	Dars-e-Malfoozat
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 35.
07:00	Jalsa Salana Bangladesh Address: Recorded on February 10, 2013.
08:00	International Jama'at News
08:30	Story Time: Programme no. 63.
09:00	Question And Answer session: Recorded on October 25, 1996.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Recorded on April 24, 2015.
12:15	Tilawat: Surah Al-Mulk, verses 1-31.
12:30	Al-Tarteel: Lesson no. 35.
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Spotlight
16:00	Live Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel: Lesson no. 35.
18:00	World News
18:20	Jalsa Salana Bangladesh Address [R]
19:50	Faith Matters: Programme no. 166.
20:35	International Jama'at News
21:05	Rah-e-Huda [R]
22:35	Story Time [R]
23:00	Friday Sermon [R]

Sunday April 26, 2015

00:15	World News
00:35	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 263-268 with Urdu translation.
00:45	Dars-e-Malfoozat [R]
01:00	Al-Tarteel: Lesson no. 35.
01:25	Jalsa Salana Bangladesh Address [R]
02:30	Story Time [R]
02:55	Friday Sermon [R]
04:05	Spotlight [R]
04:50	Liqa Maal Arab: Session no, 55.
06:00	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 269-275 with Urdu translation.
06:10	Aao Husne Yar Ki Baatain Karain
06:20	Yassarnal Quran: Lesson no. 50.
06:40	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam: Recorded on May 27, 2012.
07:50	Faith Matters: Programme no. 171.
08:50	Question And Answer Session: Rec. May 5, 1984.
10:00	Indonesian Service
11:05	Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on March 28, 2014.
12:10	Tilawat: Surah As-Saff, verses 1-53.
12:25	Aao Husne Yar Ki Baatain Karain [R]
12:40	Yassarnal Quran [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on April 24, 2015.
14:10	Shotter Shondhane: Recorded on July 9, 2011. Part 2.
15:15	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam [R]
16:35	Ashab-e-Ahmad: The topic is 'the life of Hazrat Dr. Ilahi Bakhsh (ra).
17:00	Kids Time: Programme no. 41.
17:35	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:15	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam [R]
19:30	Live Beacon Of Truth
20:40	Roots To Branches: Programme no. 10.
21:05	Open Forum: Today's episode looks at 'the lesser Jihad'.
21:45	Muslim Scientists: Today's programme is about Al-Zahrawi, known as the 'Father Of Surgery'.
22:00	Friday Sermon [R]
23:10	Question And Answer Session [R]

Monday April 27, 2015

00:15	World News
00:35	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 269-275 with Urdu translation.
00:45	Aao Husne Yar Ki Baatain Karain [R]
01:00	Yassarnal Quran [R]
01:20	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam [R]
02:25	Roots To Branches [R]
02:50	Muslim Scientists [R]
03:05	Friday Sermon [R]
04:15	Open Forum [R]
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 57.
06:00	Tilawat: Surah An-Najm, verses 276-282 with Urdu translation.
06:10	Dars-e-Hadith
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 35.
07:00	Reception In Beverly Hills: Rec. March 14, 2015.
08:20	International Jama'at News
09:00	Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on April 06, 1998.
10:00	Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon delivered on January 2, 2015.
11:05	Himachal Pardesh
11:40	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood: Prog no. 96.
12:00	Tilawat: Surah Al-Haaqqah, verses 1-53.
12:15	Dars-e-Hadith [R]
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on July 10, 2009.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Maidane Amal Ki Kahani: Programme no. 5.
15:40	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood [R]
16:00	Rah-e-Huda: Rec. April 18, 2015.
17:35	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Reception In Beverly Hills [R]
19:45	Somali Service: Programme no. 14.
20:30	Rah-e-Huda [R]
23:00	Himachal Pardesh [R]
22:35	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood [R]

Tuesday April 28, 2015

00:00	World News
00:20	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 276-282 with Urdu translation.
00:30	Dars-e-Hadith [R]
00:45	Al-Tarteel [R]
01:10	Reception In Beverly Hills [R]
02:30	Kids time: Programme no. 41.
03:00	Friday Sermon [R]
03:55	Himachal Pardesh [R]
04:25	Medical Matters: Programme no. 1.
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 58.
06:00	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 283-284 with Urdu translation.
06:15	Dars-e-Malfoozat
06:30	Yassarnal Quran: Lesson no, 51.
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam: Recorded on May 27, 2012.
08:05	Alif Urdu: Programme no. 12.
09:10	Question And Answer Session: Recorded on April 18, 1998.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on April 24, 2015.
12:05	Tilawat: Surah Al-Ma'aarij, verses 1-45.
12:15	Dars-e-Malfoozat [R]
12:30	Yassarnal Quran [R]
13:00	Faith Matters: Programme no. 171.
14:00	Bangla Shomprochar
15:00	Spanish Service: Programme no. 4.
15:35	Noor-e-Mustafwi
15:45	Pakistan National Assembly 1974
17:00	Aao Urdu Seekhain: Programme no. 12.
17:30	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:20	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam [R]
19:30	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on April 24, 2015.
20:30	Aao Urdu Seekhain [R]
21:15	Pakistan National Assembly 1974 [R]
22:10	Faith Matters [R]
23:15	Question And Answer Session [R]

Wednesday April 29, 2015

00:00	World News
00:15	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 283-284 with Urdu translation.
00:25	Dars-e-Malfoozat [R]
00:50	Yassarnal Quran [R]
01:15	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam [R]
02:20	Noor-e-Mustafwi [R]
02:30	Aao Urdu Seekhain [R]
02:50	Story Time: Programme no. 63.
03:10	Pakistan National Assembly 1974 [R]
04:05	Muslim Scientists [R]
04:25	Springbrook [R]
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 59.
06:00	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 285-287 with Urdu translation.
06:20	Dars-e-Hadith: The topic is 'equal rights of women in Islam'.
06:40	Al-Tarteel: Lesson no. 33.
07:10	Jalsa Salana Canada Address: Rec. May 19, 2013.
08:10	Shaam-e-Ghazal
09:10	Question And Answer Session: Part 1, recorded on October 25, 1996.
10:10	Indonesian Service
11:15	Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on April 24, 2015.
12:20	Tilawat: Surah Nuh, verses 1-29.
12:35	Al-Tarteel [R]
13:05	Friday Sermon: Recorded on July 10, 2009.
14:00	Bangla Shomprochar: Rec. March 13, 2012.
15:10	Deeni-O-Fiqahi Masail: Programme no. 65.
15:45	Kids Time: Programme no. 41.
16:20	Faith Matters: Programme no. 165.
17:30	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:25	Jalsa Salana Canada Address [R]
19:30	French Service: Horizons d'Islam. Episode 21
20:30	Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
21:00	Kids Time: Programme no. 41.
21:45	Friday Sermon [R]
22:50	Intikhab-e-Sukhan: Recorded on April 18, 2015.

Thursday April 30, 2015

00:00	World News
00:20	Tilawat [R]
00:40	Al-Tarteel [R]
01:10	Jalsa Salana Canada Address [R]
02:10	Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
02:45	Shaam-e-Ghazal [R]
03:45	Faith Matters [R]
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 61.
06:05	Tilawat: Surah Al-Imran, verses 11-19 with Urdu translation.
06:15	Yassarnal Quran: Lesson no. 51.
06:55	Inauguration Of Baitur Rahman Mosque: Recorded on May 18, 2013.
08:10	Beacon Of Truth: Recorded on March 08, 2015.
09:10	Tarjamatul Quran Class: Surah Az-Zumar, verses 1-23. Class No. 242. Recorded on April 22, 1998.
10:15	Indonesian Service
11:25	Japanese Service: Programme no. 12.
12:00	Tilawat: Surah Al-Jinn, verses 1-29.
12:10	Yassarnal Quran [R]
13:00	Beacon Of Truth [R]
14:00	Friday Sermon: Bengali translation of Friday sermon delivered on April 24, 2015.
15:15	Aao Urdu Seekhain: Programme no. 12.
15:35	Khilafat-e-Ahmadiyya Sal Bal Sal
16:20	Persian Service: Programme no. 24.
16:20	Tarjamatul Quran Class [R]
17:20	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:20	Inauguration Of Baitur Rahman Mosque [R]
19:45	German Service
21:00	Faith Matters: Programme no. 168.
21:45	Tarjamatul Quran Class [R]
22:50	Beacon Of Truth [R]

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 22 | Friday 24 April, 2015 | Issue No. 17

عورتوں کے حقوق کی جیسی حفاظت اسلام نے کی ہے ویسی کسی دوسرے مذہب نے قطعاً نہیں کی۔

(قرآن مجید، احادیث نبویہ اور ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالہ سے عورتوں کے حقوق، ان سے حسن سلوک، پردہ اور تعدد ازدواج سے متعلق اسلام کی حقیقی تعلیم کا بیان)

جماعت احمدیہ برطانیہ کے 38ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر 31؍جولائی 2004ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں مستورات سے خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

اسلام کی تعلیم میں جہاں ہر چھوٹے سے چھوٹے معاملے میں بھی احکامات موجود ہیں اور معاشرتی، گھریلو یا ذاتی زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں جس کے بارے میں ہمیں بتا نہ دیا گیا ہو اور قرآن کریم کی جن باتوں کی وضاحت ضروری تھی وہ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل اور ارشادات سے سمجھا دی اور اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں کے بارے میں بتایا جو بظاہر چھوٹی ہیں لیکن انسانی زندگی کے اخلاق اور صحت پر اثر انداز ہوسکتی ہیں۔ اتنی باریکی سے ذاتی زندگی میں جاکر احکامات دیئے گئے ہیں کہ اسلام کے مخالفین کو اگر کوئی اور اعتراض نہیں ملا تو یہی کہہ دیا کہ یہ کیسا مذہب ہے، یہ کیسا رسول ہے کہ ایسی باتوں کا بھی حکم دیتا ہے جن کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں۔ جو گھریلو یا ذاتی نوعیت کی باتیں ہیں۔ لیکن ان عقل کے اندھوں کو یہ پتہ نہیں لگتا کہ یہی باتیں ہیں جو اخلاق اور مذہب پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ یہ تو ایک ضمنی بات تھی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جس طرح باقی معاملات میں اور مختلف احکامات دیئے ہیں اس میں عورت کے حقوق کا بھی ذکر فرمایا ہے، اس میں عورت کے فرائض کا بھی ذکر فرمایا ہے، اختیارات کا ذکر فرمایا ہے، ذمہ داریوں کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ اور بعض اوقات ہمیں پتہ نہیں لگتا اور قرآن کریم کو غور سے نہ پڑھنے کی وجہ سے پتہ نہیں لگتا یا یہاں اس معاشرے میں رہنے کی وجہ سے ہم متأثر ہو جاتے ہیں، بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں اور بظاہر یوں لگ رہا ہوتا ہے کہ عورت پر سختی ہے۔ حالانکہ وہ باتیں عورت کے عزت و احترام کے قائم کرنے کے لئے اور عورت کی گھریلو اور ذاتی زندگی اور معاشرتی زندگی کو بہتر بنانے کے لئے ہوتی ہیں۔ یہاں کے لوگ جو اس معاشرے میں رہ رہے ہیں اس معاشرے کی وجہ سے ان لوگوں کی باتوں میں آجاتے ہیں۔ خاص طور پر عورتیں سمجھتی ہیں کہ اسلام میں عورت کی حیثیت ایک کم درجے کے شہری کی ہے اور اصل مقام جو ہے وہ صرف مرد کو دیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ غلط پروپیگنڈہ ہے جو اسلام دشمنوں نے اسلام کے خلاف کیا ہے اور اس پروپیگنڈے سے متأثر ہو کر ایسی عورتیں جن کو قرآن کریم یا دین کی صحیح تعلیم کا علم نہیں اور انہوں نے اس کا صحیح مطالعہ نہیں کیا، وہ ان کی باتوں میں آجاتی ہیں۔ خاص طور پر نوجوان نسل بعض دفعہ متأثر ہو جاتی ہے۔ اس لئے میں نوجوان نسل سے کہتا ہوں کہ یہ دجّال کی ایک چال ہے کہ آہستہ آہستہ مسلمان عورتوں کو ان کا ہمدرد بن کر اسلام سے اتنا دور لے جاؤ کہ اسلام کی آئندہ نسل اُن سوچوں کی حامل ہو جائے جو اسلام کی تعلیم سے دور لے جانے والی ہیں اور اس طرح وہ اپنا مقصد حاصل کرلے۔ احمدی عورت کو ہمیشہ ان سوچوں سے بچنا چاہئے اور دنیا کو بتا دینا چاہئے کہ تم جو کہہ رہے ہو غلط ہے۔ اسلام نے تو عورت کو جو تحفظ دیا ہے اَور کوئی مذہب اتنا تحفظ نہیں دیتا۔ اور ہمیں اس زمانے میں جس طرح کھول کر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے بتا دیا ہے اس کے بعد تو ممکن ہی نہیں کہ ایک احمدی عورت کسی دجّالی چال یا کسی فتنے میں آئے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ: ’’عورتوں کے حقوق کی جیسی حفاظت اسلام نے کی ہے ویسی کسی دوسرے مذہب نے قطعاً نہیں کی۔ مختصر الفاظ میں فرما دیا ہے وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ (البقرة :229) کہ جیسے مَردوں کے عورتوں پر حقوق ہیں ویسے ہی عورتوں کے مردوں پر ہیں۔ بعض لوگوں کا حال سنا جاتا ہے کہ ان بیچاریوں کو پاؤں کی جوتی کی طرح جانتے ہیں اور ذلیل ترین خدمات ان سے لیتے ہیں۔ گالیاں دیتے ہیں، حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور پردہ کے حکم ایسے ناجائز طریق سے برتتے ہیں کہ ان کو زندہ درگور کردیتے ہیں۔ چاہئے کہ بیویوں سے خاوند کا ایسا تعلق ہو جیسے دو سچے اور حقیقی دوستوں کا ہوتا ہے۔ انسان کے اخلاق فاضلہ اور خدا تعالیٰ سے تعلق کی پہلی گواہ تو یہی عورتیں ہوتی ہیں۔ اگر ان ہی سے اس کے تعلقات اچھے نہیں ہیں تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ سے صلح ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ تم میں سے اچھا وہ ہے جو اپنے اہل کے لئے اچھا ہے‘‘۔ (ملفوظات۔ جلد سوم صفحہ 300۔301۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

تو دیکھیں کتنی وضاحت سے آپؑ نے فرمایا کہ حقوق کے لحاظ سے دونوں کے حقوق ایک جیسے ہیں۔ اس لئے مرد یہ کہہ کر کہ مَیں قوّام ہوں اس لئے میرے حقوق بھی زیادہ ہیں، زیادہ حقوق کا حقدار نہیں بن جاتا۔ جس طرح عورت مرد کے تمام فرائض ادا کرنے کی ذمہ دار ہے اسی طرح مرد بھی عورت کے تمام فرائض ادا کرنے کا ذمہ دار ہے۔

فرمایا کہ ہمارے ہاں یہ محاورہ ہے کہ عورت پاؤں کی جوتی ہے، یہ انتہائی گھٹیا سوچ ہے، غلط محاورہ ہے۔ اس محاورے کا مطلب یہ ہے کہ جب عورت سے دل بھر گیا تو دوسری پسند آگئی اس سے شادی کرلی۔ اسے چھوڑ دیا اور پہلی بیوی کے جذبات و احساسات کا کوئی خیال ہی نہ رکھا گیا تو یہ انتہائی گھٹیا حرکت ہے۔ عورت کوئی بے جان چیز نہیں ہے بلکہ جذبات احساسات رکھنے والی ایک ہستی ہے۔ مردوں کو یہ سمجھایا ہے کہ یہ ایک عرصے تک تمہارے گھر میں سکون کا باعث بنی، تمہارے بچوں کی ماں ہے، ان کی خاطر تکلیفیں برداشت کرتی رہی ہے۔ اب اس کو تم ذلیل سمجھو اور گھٹیا سلوک کرو اور بہانے بنا بنا کر اس کی زندگی اجیرن کرنے کی کوشش کرو تو یہ بالکل ناجائز چیز ہے۔ یا پھر پردہ کے نام پر باہر نکلنے پر ناجائز پابندیاں لگا دو۔ اگر کوئی مسجد میں جماعتی کام کے لئے آتی ہے تو الزام لگا دو کہ تم کہیں اور جا رہی ہو۔ یہ انتہائی گھٹیا حرکتیں ہیں جن سے مردوں کو روکا گیا ہے حالانکہ ہونا تو یہ چاہئے کہ تمہارا عورت سے اس طرح سے سلوک ہو جیسے دو سچے اور حقیقی دوستوں کا ہوتا ہے۔ جس طرح دو حقیقی دوست ایک دوسرے کے لئے قربانیاں کرنے کے لئے تیار ہوتے ہیں اس طرح مرد اور عورت کو تعلق رکھنا چاہئے کیونکہ جس بندھن کے تحت عورت اور مرد آپس میں بندھے ہیں وہ ایک زندگی بھر کا معاہدہ ہے اور معاہدے کی پاسداری بھی اسلام کا بنیادی حکم ہے۔ معاہدوں کو پورا کرنے والے بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ٹھہرتے ہیں۔ اور کیونکہ یہ ایک ایسا بندھن ہے جس میں ایک دوسرے کے راز دار بھی ہوتے ہیں اس لئے فرمایا کہ مرد کی بہت سی باتوں کی عورت گواہ ہوتی ہے کہ اس میں کیا کیا نیکیاں ہیں، کیا خوبیاں ہیں، کیا برائیاں ہیں۔ اس کے اخلاق کا معیار کیا ہے؟ تو حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرما رہے ہیں کہ اگر مرد عورت سے صحیح سلوک نہیں کرتا اور اس کے ساتھ صلح صفائی سے نہیں رہتا، اس کے حقوق ادا نہیں کرتا تو وہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کیسے ادا کرے گا۔ اس کی عبادت کس طرح کرے گا، کس منہ سے اس خدا سے رحم مانگے گا؟ جبکہ وہ خود اپنی بیوی پر ظلم کرنے والا ہے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم میں سے وہی اچھا ہے جو اپنے اہل سے اچھا ہے، اپنی بیوی سے اچھا ہے۔ تو دیکھیں یہ ہے عورت کا تحفّظ جو اسلام نے کیا ہے۔ اب کونسا مذہب ہے جو اس طرح عورت کو تحفظ دے رہا ہو۔ اس کے حقوق کا اس طرح خیال رکھتا ہو۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوْا النِّسَآءَ كَرْهًا۔ وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ۔ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۔ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا (النساء :20)

کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تمہارے لئے جائز نہیں کہ تم زبردستی کرتے ہوئے عورتوں کا ورثہ لو۔ اور انہیں اس غرض سے تنگ نہ کرو کہ تم جو کچھ انہیں دے بیٹھے ہو اس میں سے کچھ لے بھاگو۔ سوائے اس کے کہ وہ کھلی کھلی بے حیائی کی مرتکب ہوئی ہوں۔ اور ان سے نیک سلوک کے ساتھ زندگی بسر کرو۔ اور اگر تم انہیں ناپسند کرو تو عین ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرو اور اللہ تعالیٰ اس میں بھلائی رکھ دے۔

تو فرمایا کہ اے مومنو! جو یہ دعویٰ کرتے ہو کہ ہمیں اللہ تعالیٰ پر بھی ایمان ہے اور اس کے رسول پر بھی ایمان ہے تو اس ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ جو حکم تمہیں اللہ اور اس کے رسول نے دیئے ہیں ان پر عمل کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں یہ حکم دیتا ہے کہ عورتوں سے حسن سلوک کرو۔ جن کو تم دوسرے گھروں سے بیاہ کر لائے ہو ان کے عزیز رشتے داروں سے ماں باپ بہنوں بھائیوں سے جدا کیا ہے ان کو بلاوجہ تنگ نہ کرو، ان کے حقوق ادا کرو۔ اور ان کے حقوق ادا نہ کرنے کے بہانے تلاش نہ کرو۔ الزام تراشیاں نہ کرو۔ اس کوشش میں نہ لگے رہو کہ کس طرح عورت کی دولت سے، اگر اس کے پاس دولت ہے، فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

اب اس فائدہ اٹھانے کے بھی کئی طریقے ہیں۔ ایک تو ظاہری دولت ہے جو نظر آرہی ہے۔ بعض مرد عورتوں کو اتنا تنگ کرتے ہیں کئی دفعہ ایسے واقعات ہو جاتے ہیں کہ ان کو کوئی ایسی بیماری لگ جاتی ہے کہ جس سے انہیں کوئی ہوش ہی نہیں رہتا اور پھر ان عورتوں کی دولت سے مرد فائدہ اٹھاتے رہتے ہیں۔ پھر بعض دفعہ میاں بیوی کی نہیں بنتی تو اس کوشش میں رہتے ہیں کہ عورت خلع لے لے تاکہ مرد کو طلاق نہ دینی پڑے اور حق مہر نہ دینا پڑے۔ تو یہ بھی مالی فائدہ اٹھانے کی ایک قسم ہے۔ پھر بیچاری عورتوں کو ایک لمبا عرصہ تنگ کرتے رہتے ہیں۔ حالانکہ حق مہر عورت کا حق ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ حرکت کسی طور پر جائز نہیں۔ پھر بعض دفعہ زبردستی یا دھوکے سے عورت کی جائداد لے لیتے ہیں مثلاً عورت کی رقم سے مکان خریدا اور کسی طرح بیوی کو قائل کرلیا کہ میرے نام کر دو یا کچھ حصہ میرے نام کر دو۔ آدھے حصے کے مالک بن گئے۔ اور اس کے بعد جب ملکیت مل جاتی ہے تو پھر ظلم کرنے لگ جاتے ہیں۔ اور پھر یہ ہوتا ہے کہ بعض دفعہ علیحدہ ہو کے مکان کا حصہ لے لیتے ہیں یا بعض لوگ گھر بیٹھے رہتے ہیں اور عورت کی کمائی پر گزارا کر رہے ہوتے ہیں۔ فرمایا کہ یہ تمام جو اس قسم کے مرد ہیں ناجائز کام کرنے والے لوگ ہیں۔ اور بعض دفعہ یہ بھی ہوتا ہے کہ خاوند فوت ہو جائے تو

باقی صفحہ نمبر 14 پر ملاحظہ فرمائیں